اور باہتمام پنڈت شیام ناتھ منیجر اشاعت پائی

لہ عہ جز

اطلاع

اِس مطبع مین ہر علم و فن کی کتب کا ذخیرہ سلسلہ وار فروخت کے لیے موجود ہے جسکی فہرست شائق کو چھاپہ خانہ سے مل سکتی ہے جسکے معائنہ و ملاحظہ سے شائقان اصلی حالات کتب کے [illegible] ہین قیمت بھی ارزان ہے اس کتاب کے ٹائٹل پیج کے تین ۳ صفحے جو سادہ ہین اُنمین بعض کتب تصوف اردو و فارسی کی درج کرتے ہین تاکہ جس فن کی یہ کتاب ہے اُس فن کی اور بھی کتب موجودہ کا [illegible] سے قدردانون کو آگاہی کا ذریعہ حاصل ہو۔

کتب اخلاق و تصوف اردو

تہذیب النفوس - از سید قمر الدین حسین متخلص بہ سخن۔

اوقات عزیزی - از سید غلام حیدر خان صاحب۔

بستان تہذیب جسمین ۳۰ باب ہین اور ہر باب مین حکایات نصایح اور اندرز کے باندازِ اخلاق و تہذیب آموزی مرتسم ہین مرتبۂ نواب حاجی محمد عمر علی خان بہادر فیروز جنگ متخلص بہ رئیس والی ریاست محمد گڈھ و باسواڑہ۔

ذخیرۂ سعادت - بھائی بلاس کی پستک کی دو فصل اول و آخر کا ترجمہ ہے تہذیب اخلاق مین از لالہ لال جی۔

بحر الحقیقت - اصلاح نفس از حسن۔

اکسیر ہدایت ترجمۂ اردو کیمیاے سعادت از مولوی فخر الدین احمد۔

مذاق العارفین ترجمۂ اردو احیاء العلوم عربی از مولوی محمد احسن صاحب۔

نجات المومنین - ذکر کرامات حضرت شاہ نجابت اللہ مؤلفۂ حافظ سراج الیقین۔

باغ ارم ترجمۂ مثنوی مولوی روم از مولوی شاہ مستعان۔

تہذیب الاخلاق - از مولوی نجم الحق۔

پیراہن یوسفی محشیٰ ترجمۂ اردو نظم دفتر اول و دوم و سوم مثنوی مولانا روم از مولوی یوسف علی شاہ ملقب بہ بانکے میان چشتی نظامی۔

ایضاً - ترجمۂ اردو نظم دفتر چہارم و پنجم و ششم۔

رسالۂ تصانیف امام محمد غزالی - از مولوی احمد علی رئیس قصبۂ منصورہ کاغذ سفید چکنا۔

تحفۂ سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری۔

کنز الاسرار - ترجمۂ نظم اردو مثنوی شاہ بو علی قلندر از مولوی غلام حیدر گوپاموی۔

چشمۂ فیض - ترجمۂ اردو پندنامۂ عطار کلام عارف کامل حضرت شیخ فرید الدین قدس سرہ ترجمہ نظم پاکیزہ و عمدہ از سخنور عالی فکر مولوی عبد الغفور خان بہادر

بعون صانع تمکین و مکان و فضل حق جلا زمین و زمان

جامع الاخلاق

ترجمہ اردو

اخلاق جلالی

مطبع نامی منشی نولکشور واقع کانپور میں طبع ہوا

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

حمد اُس کریم کارساز کو سزاوار ہے کہ جسنے جواہر اخلاق حمیدہ اپنے دریاے کرم سے غوّاصان بحر کمال کو بخشا اور یاقوت خصائل پسندیدہ اپنے خزانۂ احسان سے طالبان مخزن فضائل کو عنایت فرمایا وہ ایسا حکیم ہے کہ اپنے فضل سے بیت المقدس حکمت کو شیاطین جہلا سے محفوظ رکھا سبحان اللہ کیا عادل ہے کہ غایت انصاف سے تختگاہ عدالت کو عدوان تظلم سے بچایا اور ثنا ایسے پاک بے نیاز کی ہے کہ جسنے دامن عفت لوث شر و بدکاری سے پاک رکھا اور جنود شجاعت سے عساکر عیّین کو مقمو کیا میری زبان کو کیا طاقت ہے جو اُسکی فضیلت حکمت کو بیان کرے اور اس وہان کی وہ لسان کہان کہ اسکی شرافت عدالت کا نام لیوے بالفرض اگر ناطقہ بشری دریاے عفت سے ہزار ہزار بار مُنھ دھووے پھر وہ مُنھ کہان سے لائے کہ اُسکے دریاے سخاوت سے لب تر کرے اور شجاعت انسانی کو کیا امکان جو اُسکی ثنا کے میدان پر اقدام کرے بات

کیا تاب مجکو اور مری اس زبان کو	حمد و ثنا مین اُسکی کرین لب سے گفتگو
اک حرف اُسکے وصف کا ہرگز نہو سکے	گر ہو زبان میرے بدن مین ہر ایک مو
صورت کا انفصال ہیولی سے ہو تو ہو	لیکن کسی سے وصف کا اُسکی بیان نہو

ہزار ہزار شکر اُس کارساز حقیقی کا ہے جسنے اس عالم کون و فساد سے بند و بست جزوی کو تدابیر

بتدبیر

منزل سے محکم اور ممالک ایجاد کے قوانین کلی کو سیاست مدن سے منتظم کیا اور بہت بہت آرزو خالق
بے نیاز سے ہے کہ اُسنے اپنے خواص مخلوقات کو زیور تہذیب الاخلاق سے مہذب اور عوام موجودات کو
انکی تبعیت سے مؤدب کیا پس ہمین لازم ہے کہ مقابل اس نعمت عظمی کے سجدے شکر کے بجا لاوین اور ہمیشہ اپنی
اوقات کو درستی اخلاق مین مصروف رکھین تاکہ ظلمات صفات رذیلہ سے نجات پاکر حسن اعمال کی صراط مستقیم
پر جو موجب وصول مکان مقصود کا ہے آوین لیکن پہچان اس راہ کی بے ہدایت انبیا و رسل کے نہین ہوسکتی پھر
اسمین چلنا بغیر روشنی شمع نبوت کے ممکن نہین علی الخصوص تجلی انوار سے مشکوۃ ایوان رسالت کے اور پرتو
نورانی سے چراغ خاندان نبوت کے ہدایت کرنیوالے راہ اسلام کے بتانے ہارے معنی کُنتُ کنزاً مخفیاً کے
فخلقت خلقاً کے باعث ایجاد عالم موجب افتخار بنی نوع آدم خاتم الانبیا شافع الوری نبی اور رسول
ہمارے محمد مصطفے صلی اللہ علیہ وآلہ واصحابہ وسلم بیت

خدا میرا ایمان پہ کر خاتمہ ۔ بحق رسولؐ و بنی فاطمہ
نہ پہونچیگا منزل کو اے متقی ۔ جو اس رہ سے بھٹکیگا پھر وہ کبھی

مدح بڑے صاحب دام اقبالہ کی

من بعد بنا رکلام اُس امیر کبیر کی مدح پر مبنی ہے کہ جسکی شمع عدالت سے شبستان عالم روشن ہوئی اور
گلشن خارستان تظلم اُسکی سیاست کی دہشت سے دزد پاسبان ہو رہا اور قزاق نگہبان فتنہ ایک بارگی
جہان سے مرگیا اور امن و امان عالم امکان جی اُٹھا ظلم اُسکے زمانے مین مجبور ہے اور عدل اُسکے دور مین
مسرور مخالف اُسکی دولت کے مقہور ہین محب اُسکے اقبال کے مشکور جس جگہ نشان ایالت اُسکے بلند ہون فتح
وظفر انپر اپنا سر رگڑین بلکہ وہ خود ایک فتح مجسم ہے کہ غنیم اسے دیکھتے ہی اجل کے کونے مین چھپے اور جہان نقارہ
ریاست اُسکے بجین حکومت وہان کی سامنے آکر حاضر ہو بلکہ وہ عین حکومت ہے کہ عدو کی نظر پڑتے ہی داغ
غلامی کا اپنی پیشانی پر کھینچے یہ باتین فقط دعوی نہین بلکہ سب پر ہویدا ہے اسلیے کہ ایک ہی سال کے درمیان
سُلطان ٹیپو فرمانروا دکن کا باوجود اس جاہ وثروت کے برنہ آسکا اور مرہٹون نے ساتھ اس حشمت کے ناچار
ہوکر صلح اختیار کی باقی اور امراے ہند نے بھی اسکی اطاعت قبول کی ہان یہ دولت خداداد ہے اور اقبال
روز افزون کسکا مقدور ہے جو دعوی مقابلہ کا کرے اور کسکو تاب ہے جو اسپر غالب ہووے مثنوی

کسی نے اگر اُس سے دعوی کیا ۔ تو آخر کو خود وہ پشیمان ہوا ۔ نہین اسکے لینے کی کچھ احتیاج ۔ خدا جسکو چاہے اُسے دیوے راج

مددگار حق جو کہ مقبول ہے	سبھی سامنے اسکے معقول ہے	خدا نے اُسے اسلیے سروری	ہی بخشی کہ عالم کی ہو بہتری
یہ سچ ہے کہ اقلیم ہندوستان	ہوئی اُسکے اقبال سے بوستان	جہانتک تھا اس ملک کا انتظام	لقا تون بحکم کیا سب تمام
جو سرکش تھے اُسکے ہے سب غلام	رعایا ہے سب اُس سے راضی تمام	ثناخوان ہین اُسکے صغیر و کبیر	ہی ممنون احسان امیر و فقیر
پناہ اسکی دولت کی ہے جسنے لی	وہ ہین وہ ہوا دم کے دم مین غنی	کسی پر کرے جو کرم سے نظر	غلامی کرے اُسکی آسیم و زر

شاید کہ وہ جوہر اول ہے کہ واسطے انتظام جزوی و کلی اس عالم سفلی کے عالم علوی سے اُسنے نزول فرمایا کہ وہ رب النوع ہے کہ اس مبداے حقیقی نے بنی نوع انسان کی پرورش کے لیے بھیجا الحمدللہ جب ایسے شخص کا تسلط ہو تو رفاہیت خلائق کی کیونکر نہو اور گلشن امید صغار و کبار کے کسلیے نہ پھولین اور خاص و عام کی خوش وقتی کے درخت کسواسطے نہ پھلین بیت

خدا اُسکو سرسبز رکھے مدام	بہ اُمن اُسکے سایہ مین سب خاص و عام

وہو الامیر الکبیر ملجاء الغربا ملاذ الفقراد ارو مدار العلما بابہ باب الفضلا الذی بیدہ مقالید انتظام الوری او بکفہ مفاتیح رتق و فتق البرایا حامی الرعایا دافع البلایا الامیر ابن الامیر الذی لقبہ بالفارستیہ زبدہ کوتینان عظیم الشان مشیر خاص کیوان بارگاہ انگلستان مارکوئس ولزلی گورنر جنرل بہادر دام ظلہ ابدا ابدا بیت

نت تجھے ہر صبح دولت ہو جیو	شام غم دشمن کی قسمت ہو جیو

صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسہ عالیہ دام اقبالہ کی دعا مین

سبحانہ و تعالی ذات خجستہ صفات مدرس صاحب عالی جناب کی ہمیشہ اپنے سایہ فضل مین رکھ کے حاجت رواے ارباب احتیاج کرے اور اسکے آستان فیض نشان کو جو معاش اہل فضائل ہے معاد اہل فواضل کا کرکے صدمۂ آفات سے محفوظ رکھے اور مدام اختر اقبال اُسکا اوج ترقی پر ہو انقلاب حضیض سے محفوظ رہے آفتاب دولت اُسکا ہموارہ مشرق حشمت سے طالع ہو اور مہتاب سعادت کا علی الدوام مطلع جلالت سے ساطع تاکہ قران السعدین ہوا کرے مشتری بخت اُسکا زہرۂ اقبال سے قرین رہے جب تک کہ علامت کسوف و خسوف کی دکھائی دے دشمن اسکا محاق غم مین گرفتار ہووے تا زمان تقاطع دوائر افلاک کے ایادی اسکے مخالفون کے مقطوع ہون جبتک محیط اعظم محدد عالم رہے بداندیش اُسکا محاط زندان آفت کا ہو صاحب والانش معدن فرہنگ و دانش جامع الاخلاق

نادر الآفاق نیک طینت صفا طبیعت عالی ہمت والا رتبت آمین آئین دوست خائن دشمن ضابط قوانین مدرسہ ادیب کامل محیط فضائل خدایگانی کپتان جمس ہونٹ صاحب مدرس تفریق ہندی مدرسۂ عالیہ کے ہیں دام اقبالہ ابیات

فلک پر تا رہے خورشید اور ماہ　　رہے تابندہ اُسکا اخترِ جاہ

رہیں جبتک کہ یہ انجم درخشان　　احبا اُسکے خوش اعدا پریشان

رہے اقبال پر اُسکا تحکم　　غلامی اکرین عز و تنعم

مے گلفام عشرت کا جو لے نام　　تو ہو وین اُسکے مہر و ماہ سے جام

بیان اُسکی مروت کا کرون کیا　　وہ اک دریا ہے خوشخوئی کا بہتا

کھلین عشرت کے گل اُسکے چمن مین　　رہے نت عیش اُسکے انجمن مین

الٰہی آسمان جبتک ہے قائم　　رہے دنیا مین اسکی ذات دائم

مجھے کیا تاب ہے جو اسکی ثنا کرون اور اسکی مدح مین دم بھرون بیت

جو کرون اسکی مین ثنا مین کلام　　ہے یقیناً ہنوز ہو نہ تمام

کتاب کے ترجمے اور مصنف کے احوال کا بیان

یہ دو تنخواہ سرکار فیض آثار کمپنی بہادر دام اقبالہ کا شیخ امانت اللہ مترجم تفریق ہندی مدرسہ کا ہے جب اس بندے نے نسخۂ ہدایت الاسلام کی جلد اول سے فراغت کی اور صاحب ممدوح کی خدمت مین اظہار کیا ارشاد ہوا کہ تو اخلاق جلالی کا ترجمہ زبان ریختی مین کر اگرچہ یہ کتاب بغایت مغلق اور دقیق المضمون اوّل سے آخر تک تمام مسائل حکمی اور تدقیقات علمی سے مشحون ہے اور ترجمہ کرنا اُسکا مستلزم تجرید مادہ جسمانی اور اسقاط قوای انسانی کا ہے لیکن بمقتضاے نمکخواری کے صورت انکار کی مناسب نہ دیکھی اور افضال حقیقی پر توکل کر کے اُسمین اقدام کیا لیکن اسکے خطبے کے بدلے دوسرا خطبہ علیحدہ لکھکر ضمیمہ اس ترجمے کا کر کے حکمت علمی کی تقسیم سے شروع کیا اور حتی المقدور اُسکے تسہیل کرنے مین کوتاہی نہین کی مگر اُن اصطلاحون کا جن کا ترجمہ اس زبان مین ممکن نہین انشاء اللہ تعالی بعد اتمام کے اُن اصطلاحون کی تفسیر اشارے و کنائے سے کر کے جدی ایک فرہنگ مختصر تخمیناً مقدار دو تین جزو کے آخر کتاب مین ملحق کی جائیگی جس کسی کو کسی لفظ مین شبہہ ہو تو اس فرہنگ مین دیکھ لے اور جا بجا کمی زیادتی کر کے ترجمہ لفظی چھوڑ سہل ہونے کیلئے مطلب بیان کر دیا ہے پر ترتیب اس ترجمہ کی باعتبار ابواب و فصول کے مطابق اصل کتاب کے باقی رہے نام اسکا جامع الاخلاق رکھا لیکن اُن بزرگونسے جو مذاق علمی رکھتے ہین یہ عرض کرتا ہون کہ جسوقت

اسکو ملاحظہ کرین تو بمقتضاے الانسان مشتق من النسیان والانسان مرکب من الخطا رکے اگر کہین سہو
یا خطا دیکھین تو مہربانی سے دامن عفو سے اُسکو چھپا دین اور بطور اصلاح بنا دین اور زبان طعن اس
قلیل البضاعت پر نہ کھولین **فرد**

وہ کونسا بشر ہے کہ جس سے خطا نہ ہو	بالفرض اگر کمال مین وہ بوعلی بھی ہے

توکلت علی اللہ وھو حسبی ونعم الوکیل تقسیم جبکہ مقاصد اس کتاب کے قواعد حکمت عملی کے ہین اور وہ عبارت
ہے احوال نفس ناطقہ انسانی کی جاننے سے اس اعتبار پر کہ اچھے یا برے افعال اُس سے ہو سکین تا اس
اس علم کے سبب بری صفتون سے چھوٹ کر اچھی خصلتون کی آرائش سے آراستہ ہو اور جس کمال کی طرف وہ
متوجہ ہے اُسے حاصل ہو افعال دو قسم کے ہین ایک وہ ہے جو ہر ایک شخص سے علاقہ رکھے اُسے علم اخلاق و فرہنگ
کہتے ہین دوسرے وہ جو کہ ایک جماعت سے تعلق رکھے اسکی بھی دو قسمین ہین ایک وہ ہے کہ علاقہ اُن لوگون سے رکھے
جو ایک حویلی مین ایک ساتھ گذران کرتے ہین اُسکو علم کدخدائی اور بندوبست خانہ داری کہتے ہین دوسرے وہ
کہ تعلق رکھے اُن آدمیون سے جو ایک شہر یا ایک ملک مین رہتے ہین اس علم کا نام ملک داری اور سیاست مدنی ہے
پس بالضرور مقاصد اس کتاب کے موسوم بلوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق تین قسمون کے درمیان منحصر
ہوئے ہر گاہ کہ طریقے تدوین کے مقتضی اسکے ہین کہ مقدمے کو جو مشتمل ہے تھوڑی سی ایسی یقینی باتون پر کہ فن مقصود
سے علاقہ رکھین اور شروع کرنے والے کی آنکھین اُنسے کھل جائین اور مقاصد کے تحصیل کرنے کے لیے اسکی اعانت
ہو مطالب کے اوپر مقدم کیجیے اس واسطے ترتیب اس کتاب کی ایک مطلع پر جو عبارت ہے مقدمے سے بیان
کرنے مین اُن باتون کے اور تین لامع پر ان تینون مقصدون پر مقرر ہوئی اور ابواب و فصول کی تعبیر لمع اور مانند
اسکے کی گئی لیکن توفیق اسکی اللہ ہی سے ہے اور ہم اُسکے سوا کسی کی عبادت نہین کرتے اور کمک نہین چاہتے مگر
اُس سے مطلع حق سبحانہ تعالی نے فرمایا کہ مین نے آسمانون اور زمینون کو اور انکو جو اُن دونون کے درمیان ہین
بطریق بازی کے پیدا نہین کیا اور فرمایا ہے کہ کیا تم گمان کرتے ہو کہ ہمنے تمکو عبث پیدا کیا حالانکہ ہماری طرف رجوع
کروگے یہ خلاصہ تقریر اور یہ ترجمہ بدون تصرف کلی ہے ان دونون نیر قدسی کے پرتو سے نظر تحقیق کے دیکھنے والون
کو یہ معنی نظر آتے ہین کہ عالم کون و فساد کے ذرون اور جہان امکان کی حقیقتون کو جنھین شہرستان عدم سے لاکر کرسی
وجود پر جلوہ دیا اور ایک آیت کے گلگونہ سے جسکے معنی یہ ہین رنگ خدا کا ہے اور کون شخص خدا سے رنگریزی مین بہتر ہے

آہستہ کرکے معرض ظہور مین لایا بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے ہر شے کو اُسکی پیدایش عطا کی پھر
ہدایت کی ہر ایک کی ایک نہایت اور ایک مصلحت ہے جو اُسکے نتیجے کے برابر ہے اگرچہ فعل جواد مطلق اور فعال
برحق کا معلل بالغرض نہین ہے یعنی فعلِ فاعل حقیقی چندان غرض سے تعلق نہین رکھتا ہے لیکن بمصداق
فعل الحکیم لایخلو عن الحکمۃ حکمت و مصلحت اور نہایت نتیجے سے بھی خالی نہین ہوتا یہان ایک خطرہ مخطور ہوتا
ہے اور وہ یہ کہ بفحوائے مضمون ہدایت مشحون آیہ کریمہ یفعل اللہ ما یشاء و اذا اراد شیئاً ان یقول لہ کن فیکون
ثابت ہو گیا کہ فاعل حقیقی کا فعل علت اور غرض کی حاجت بالکل نہین رکھتا اور اس امر مین قطعیت لازم آئی لیکن عقلا
اور حکما کے نزدیک مواقع اور مواحل کی ضرورت ہوگی یعنی یہ بھی مان ہی لینا پڑیگا کہ مسبب الاسباب نے اس عالم
اسباب مین ہر ایک شی کے واسطے ایک سبب بھی فرادی بنایا ہے اور اسی پر اس عالم اسباب کا دارومدار ہے مگر بسبب
قطعیت لازم آنیکے شانِ قادر برحق اور فاعل مطلق پر نظر کرکے سببیہ جزئیہ اور کلیہ غیر ضروری سمجھی جائیگی کما لا
یخفی و ہو اظہر من الشمس و ابین من الامس چنانچہ یہ دونون مقدمے علم الٰہی مین دلائل یقینی اور حجتہاے روشن سے
ثابت ہوتے ہین اور انسان کے پیدا کرنے کی غرض جو خلاصۂ امکان اور عین اعیان اور خلاصہ جہان کا ہے
خلافت الٰہی ہے چنانچہ معنی آیہ کریمہ کے یہ ہین بیشک ہم زمین پر خلیفہ پیدا کرونگا اور مضمون اُس آیت کا جسکے معنی
یہ ہین وہ خدا ایسا ہے جسنے تمکو زمین پر خلیفہ کیا خبر اسے دیتے ہین اور اُس آیت کے درمیان جسکے معنی یہ ہین کہ بتحقیق
ہمنے امانت کو آسمانون اور زمین اور پہاڑون کے نزدیک ظاہر کیا اُنھون نے اُسکے اُٹھانے سے انکار کیا اور
اُس سے ڈرے پر اُٹھایا اُسکو انسان نے تحقیق وہ اپنے اوپر بہت ظلم کرنے والا اور بڑا نادان تھا اگر امانت کو عقل
یا تکلیف شرعی سے تعبیر کرین جیسے مشہور تعبیر وہین مذکور ہے تو اول صورت پر فرشتے اور جن انسان کے ساتھ عقل مین
شریک ہین اور وجہ ثانی پر تکلیف شرعی مین جن اور آدمی برابر ہین پس بار امانت کا اُٹھانا مخصوص انسان ہی سے
نہین حالانکہ آیت کے روش سے تخصیص انسان کی مفہوم ہوتی ہے جیسا کہ یہ ظاہر ہے پس اولی یہ ہے کہ تعبیر
اسکی خدا کی نیابت سے کیجیے کیونکہ اس بار عظیم کے اُٹھانے کے لائق انسان ضعیف البنیان کے سوا کوئی نہین بیت

ہستی کا اپنے بوجھ نہ مین گر اٹھا سکون	پر بار عشق سے مجھے انکار ہی نہین

فرد

آسمان بار امانت کو اٹھا جب نہ سکا	قرعۂ تب نام سے پھینکا ہے بنی آدم کے

رتبۂ خلافت مین انسان کا مستحق ہونا اسلیے ہے کہ وہ کمال کی جہت سے ہر طرح کی صفت کے قابل
اس طور سے ہے کہ خدا کے ہر ایک قسم کے وصف کا جو اس عالم کے بند و بست کا مدار ہے مظہر ہو سکتا ہے
اور عالم صورت و معنی کا انتظام کر سکتا ہے کیونکہ فرشتون کو اگرچہ قوت روحانی اور اُسکے لوازم جیسے انوا
علمی اور توابع اسکے لذات عقلی سے حسب پیدائش حاصل ہین پر آلات جسمانی اور اسباب مدنی سے جو
مدار تحمل خلافت کے ہین بالکل بے نصیب ہین اور اجسام فلکی کے اگرچہ قواعد حکمت کے رو سے نفوس ناطقہ
ہین لیکن کمالات اُنکے فطری اور بدن اُنکی کیفیت اور طبیعت مختلف سے خالی ہین اور ایک ہی مقام
اور ایک ہی مرتبے کے سوا دوسرے مقام اور مرتبے کو نہین پہنچ سکتے اور نقص اور کمال کی صفت سے
بھی عاری ہین اور احوال اُنکے ایکسے ہی طور کے ہین اور عالم علوی اور سفلی کی سب حقیقتون کا احاطہ
بھی نہین کر سکتے بخلاف پیدائش انسانی کے کیونکہ وہ جمیع اطوار پر قادر اور ہر مقام کا سائر ہے پہلے ابتدائ
وجود مین وہ مرتبۂ جمادی سے مرتبۂ نما کو اور نما سے مرتبۂ حیوانی کو پھر وہان سے درجۂ انسانی مین پہونچا پھر جب
لباس اعتدال مزاجی اور حلیۂ تعدیل قوائے جسمانی اور نفسانی سے آرائش پاے تو بدن اور روح کی جہت سے
اجرام فلکی کے ساتھ مشابہت پیدا کرے کیونکہ دو ضدون کے درمیان آنا اُنسے چھوٹ جانے کے برابر ہے پھر بسبب
اس تصفیۂ روحانی کے مانند نفوس فلکی کے آئینۂ دل مین صورت حال و ماضی و استقبال کی مشاہدہ کرے یہ
مرتبہ یا اسلیے ہے کہ وہ عالم مثال سے جو اساطین حکما کے نزدیک حکمت بیانی و عیانی سے ثابت ہے آگاہ ہو جاتا
ہے یا اسواسطے ہے کہ پرتو صورت قدسی کا نفس ناطقی کی شمع روشن سے اسکے چراغ خیال مین آتا ہے پھر تمثیل
اسکی بطور صورت جسمانی کے جیسے آئینہ کے درمیان عکس نظر آتا چنانچہ بعض حکما کی راے اسپر متفق ہے مشاہدہ
کرتا ہے اور جب اس مرتبے سے ترقی کر کے نفی ماسوا اللہ کا یقین حاصل کرے اور ہمت کے پانؤن سے معراج تقدس
پر جاے اور شاہد حقیقی کے جمال کو مشاہدہ کرے تب مقرب فرشتون کے زمرے بلکہ برتر نگہبانون کے صف مین
داخل ہو ساتھ اُسکے مقصود ایک مقام مین بھی نہ رہے بلکہ جہان چاہے وہان بار اوتارے ابیات

ہر اک صورت کے قابل ہے مرا دل	نہین ہے فرق یہان دیر و حرم مین
ہوا ہے جب سے میرا عشق مذہب	خدائی مین نے دیکھی ہے صنم مین

اور اسی سبب سے اہل سنت اور جماعت کے امامون نے جو گروہ خلق اللہ کے مالک ہین اسپر اتفاق کیا ہے

کہ آدمی کے خواص فرشتے کے خواص سے افضل ہین بیت

ہو آدمی جو کبھی تو ملک سے در گذرے	کہ سجدہ گہ ہے فرشتون کی آدم خاکی

لیکن عوام بشر اور عوام فرشتون کے درمیان اختلاف کیا بعضے کہتے ہین کہ عوام آدمی افضل ہین چنانچہ علم کلام کی مشہور کتابونمین مذکور ہے اور بعضے برعکس اُسکے کہتے ہین پر خواص فرشتون کے افضل ہونے مین عوام آدمی سے کچھ شک نہین اور حضرت مرتضیٰ علی رضی اللہ عنہ سے جو مدینہ علم کے دروازے ہین اور در دروازہ اُن کا یقین کے طلب کرنیوالون کا مرجع ہے منقول ہے کہ اللہ تعالیٰ نے فرشتون کو عقل بدون خواہش اور غضب کے دی ہے اور حیوانون کو خواہش اور غضب بغیر عقل کے عنایت کی اور انسان کو دونون بخشے پس اگر انسان اپنی حرص اور غضب کو تابع عقل کے کرکے کمال عقلی کے مرتبہ کو پہونچے تو مرتبہ اسکا فرشتون کے مرتبہ سے برتر ہوے کیونکہ انسان باوجود اتنے موانع کے اپنی سعی اور کوشش اختیاری سے مرتبہ کمال کو پہونچا بخلاف فرشتون کے اسلیے کہ مرتبہ کمال مین انکا کوئی مزاحم نہین بلکہ اسمین کچھ انکا اختیار نہین اور جو عقل کو مغلوب ہوا و حرص اور غضب کا کرے تو چارپایون کے مرتبے سے بھی اُترجاے اسواسطے کہ وے بہ سبب کم عقلی کے فرمانبردار شہوت و غضب کے ہوسکتے ہین بنابراسکے تحصیل کمال سے معذور ہین بخلاف آدمی کے قطعہ

آدمی زادہ طرفہ معجون ہے	ہوا پیدا ملک و حیوان سے
گر کرے خواہش اسکی اس سے گھٹے	جو کرے میل اُسکی اس سے بڑھے

فرشتون پر انسان کو ترجیح دینے مین حکیمون سے جو خلاف کہ منقول ہے اُسکے اٹھانے اور فریقین کی باتون کی تطبیق دینے کے لیے صاحب اصطلاحات یعنی شیخ عبدالرزاق صوفی نے یہ تقریر کی ہے کہ شرافت غیر ہے کمال کی کیونکہ سلسلۂ ایجاد مین شرافت ہر ایک شخص کی حسب قرب مرتبے کے ہے اس مبدا حقیقی کے ساتھ اور مطابق غلبۂ روحانی اور صفائے قلبی کے جو لازم اُسکے ہے اور کمال بسبب جامعیت کے ہو پس فرشتے اگرچہ بنابر قلت اسباب اور کثرت احکام تجرد کے انسان سے اشرف ہین لیکن انسان جامعیت اور احاطۂ کمال کی جہت سے اُنسے افضل ہے اور دونون فریقون کی باتون کو اگر ایک ہی تقریر پر قیاس کرین اور پورے طور پر مان لین تو اختلاف اتفاق سے بدل جاے اور نزاع درمیان سے اٹھے لیکن توفیق اُسکی اللہ تعالیٰ ہی سے ہے

تنویر۔ انسان کی خلافت کی تحقیق دو چیز پر موقوف ہے ایک حکمت بالغہ جو عبارت ہے کمال علمی سے

دوسرے قدرت فاضلہ کہ عبارت کمال علمی سے ہے لیکن یہ بات اس صورت مین بنتی ہے کہ حکمت
کی تعبیر اس طور سے کرین کہ وہ فقط علم ہے احوال موجودات کا اور عمل کو اسکی حقیقت سے خارج رکھین
لیکن اُس صورت پر جو تعریف اُسکی کرین کہ وہ عبارت ہے نفس ناطقہ کے پہونچنے سے اس کمال کو
جو علم و عمل کی دونون جانب مین اس سے ممکن ہے تو احتیاج دوسری قید کی نہین اسلیے کہ اسی صورت
مین عمل حکمت کی حقیقت مین داخل ہے اور یہی تفسیر بہتر ہے کیونکہ وہ اصل معنی کے موافق ہے اسواسطے
کہ اصل لغت کی رو سے حکمت کے معنی سچ بولنا اور اچھا کام کرنا اور نص قرآنی بھی جسکے معنی یہ ہین کہ جس
شخص کو حکمت عطا کی جاے تو بے شبہہ اُسسے بہت بہتری دی جاے اس معنی سے مناسبت رکھتی ہے
اور تفسیر اول پر مانند اُس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق بے شبہہ تو ہی علیم حکیم ہے الفاظ مترادف کے
عطف کی قسم سے ہے اور شک نہین کہ قیاس کرنا اُسکا تاسیس پر تاکید سے اولی ہے اور حکیمون نے
حکمت کی تعریف مین جو کہا ہے کہ وہ اللہ سے مشابہت پیدا کرتی ہے سو تفسیر ثانی ہے کیونکہ بدون اخلاق
الٰہی کے تشبیہہ تمام نہین ہوتی اور یہ بات ثابت ہے کہ آدمی فقط علم سے بغیر عمل کے درجہ کمال کو نہین
پہونچتا چنانچہ حدیث نبوی علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام ہے کہ علم بدون عمل کے وبال ہے اور عمل بدون علم
کے ضلال اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علم بے عمل سے خدا کی پناہ مانگی اور فرمایا ہے اے پروردگار
مین ایسے علم سے تیری پناہ مانگتا ہون جو نفع نہ بخشے پر مراد اس علم سے جو حکمت کی تعریف مین مذکور ہے صرف
یاد کرنا اُن باتون کا نہین جو کتابون مین مشہور ہین بلکہ اصل مطالب کی تفتیش کرنی خواہ نظر ظاہری اور
استدلال سے حاصل ہو جیسے وہ طریق اہل نظر کا ہو اُنکو علما کہتے ہین یا تصفیہ باطنی اور استکمال کی
رو سے حاصل ہو چنانچہ یہ راہ اہل فقر کی ہے اُنکو عرفا اور اولیا کہتے ہین پر حقیقت کی رو سے دونون
فریق حکیم ہین لیکن فریق ثانی جبکہ محض بخشایش ربانی سے درجہ کمال کو پہونچا اور مکتب سے اُس کے کہ
سکھایا مین نے اسکو اپنے علم مین سے سبق پڑھا اور اُس راہ مین شک کے کانٹے اور گمراہی وہم کے کمتر
ہین اور یہ راہ نبیون کی وراثت کی طرف کہ وہ لوگ برگزیدہ خلائق کے ہین بہت ہی نزدیک ہے اسلیے
وہ سب سے اشرف اور اعلی ہین غرض وہ دونون راہین سالک کو مقام مقصود تک پہونچانے کو
اچھی اور سیدھی ہین اسی کی طرف سب کی بازگشت ہے محققون کے نزدیک ان دونون طریقون مین

کچھ اختلاف نہین ہے چنانچہ منقول ہے کہ شیخ عارف محقق پیشوا ارباب مشاہدہ کے برگزیدہ عین الانسان کے شیخ ابو سعید بن ابو الخیر کو فخر المتقدمین شرف المتاخرین شہیرہ انام مقبول خواص و عوام حکیمون کے امام شیخ ابو علی بن سینا سے قدس اللہ تعالیٰ روحہما اتفاق ہم صحبتی کا ہوا بعد انقضاے مجلس ایک نے کہا جو وہ جانتا ہے سو مین دیکھتا ہون دوسرے نے کہا جو وہ دیکھتا ہے سو مین جانتا ہون حکیمون مین سے کسی نے اس طریق کا انکار نہین کیا بلکہ اسکو ثابت کیا ہے چنانچہ ارسطاطالیس کہتا ہے یہ مشہور باتین مرتبہ مقصود کے لیے زینے کی مثال ہین پس جسنے ارادہ کیا کہ اُسے حاصل کرے چاہیے کہ اپنے واسطے دوسری فکر پیدا کرے اور افلاطون الٰہی نے فرمایا ہے کہ مجھے ہزار مسئلے ایسے حاصل ہوئے کہ انپر کوئی دلیل نہین ہے اور شیخ بو علی اشارات کے مقامات العارفین مین فرماتے ہین جو چاہے کہ انھین پہچانے پس چاہیے کہ درجہ بدرجہ ترقی کرے یہان تک کہ صاحب مشاہدہ سے ہو نہ اہل مشافہہ سے اور نہایت کے پہونچنے والون مین سے ہو نہ فقط خبر کے سننے والون مین سے اور حکیم شیخ شہاب الدین مقتول جو قدیم حکیمون کی رسومات کے زندہ کرنے والونمین ہین تلویحات مین نقل کرتے ہین کہ مین نے حلسۂ لطیفی مین جسے اس فریق کی اصطلاح مین غیبت کہتے ہین ارسطو کو دیکھا اور ادراک کی تحقیق مین جو حکمت کے مشکل مسئلون مین سے ہے کئی باتین اُس سے مین نے پوچھین اُسنے اپنے اُستاد افلاطون کی مدح شروع کی اور بہت سی تعریف اُسکے کمال کی کرنے لگا تو مین نے پوچھا کہ متاخرین حکیمون مین سے کوئی اُسکے برابر تھا کہا کہ نہین بلکہ ستر ہزار ٹکڑون مین سے ایک ٹکڑا بھی نہین پھر اہل اسلام کے بعضے حکیمون کی صفت پوچھی کسی کی طرف اُسنے التفات نہ کیا پھر احوال ارباب کشف و مشاہدے کا جیسے جنید بغدادیؒ و ابو یزید بسطامیؒ و سہیلؒ بن عبد اللہ تستری ہین مذکور ہوا کہا اُسنے کہ وہ بے شبہہ حکیم ہین لیکن اس راہ مین بہت سے خوف اور خطرے ہین کیونکہ وسوسے اور فریب اور خیالات فاسد بیابان طلب کے چلنے والے کو حیران اور سرگردان رکھتے ہین اور بڑا فساد یہ ہے کہ تھوڑی نمایش سے جسطرح میدانون مین سراب نظر آتا اور پیاسا اسکو پانی سمجھتا ہے یہان تک کہ جب اُسکے نزدیک آیا تو کچھ نہ پایا طلب کی راہ سے رہ جاتے ہین پھر جب اُن کو اصل حقیقت پر تنبیہ ہوتی ہے تو حسرت اور ندامت کے سوا کوئی چیز اُن کے ہاتھ نہین لگتی بیت

اس دشت مین بس دور ہے آب ہو طالب — ہشیار تجھے غول بیابان کا نہ بہکاے

میدان کے طے کرنے والے بہت ہین بمنزل کے پہونچنے ہارے تھوڑے اور اس راہ کے دکھانے والے جو عبارت مرشد کامل سے ہو کم ہوتے ہین اور ہونے سے بھی پہچان اُنکی محال یا مشکل ہی کیونکہ کمالات انسانی کو سوائے صاحب کمال کے نہین پہچانتا اور جوہر کی قیمت بدون جوہری کے کون جانتا ہے بیت

ہدہد و سیمرغ کے قصے سے واقف کون ہے		ہان مگر جو آن پرندون کے سمجھتا ہے کلام

اور اکثر آدمی تصویر ملمع پر بھول جاتے ہین اسلیے اس معشوق اصلی کے جمال سے محروم رہتے ہین بیت

خرمہرے کو مقابل یاقوت وہ کرین		سنگ سیہ سے چاہین کہ سونا خرید لین	

اور کبھی ایسا اتفاق ہوتا ہے کہ مبتدی فریب کھا کر اپنے نقد عمر کو کسی ناقص کی خدمت مین اُسے کامل جان کر رایگان کرتے ہین نادان گمراہون سے ہم خدا کی پناہ چاہتے ہین اس واسطے اکثر علما آدمیون کو نظر وفکر کے طریقے کی ترغیب دیتے ہین حالانکہ تصفیہ باطنی کے طریقے مین بھی احتیاج اسکی ہے کیونکہ سالک اگر علم رسمی سے بالکل بے نصیب ہو تو افراط و تفریط کے گرداب سے بچ نہین سکتا اور شریعت و حکمت کے برخلاف سے خالی نہین رہتا اور نہ چاہیے کہ بہ سبب اپنی نادانی کے ریاضت کی حد اعتدال سے رہجاے یا بڑھ جاے یہان تک کہ اسکے مزاج مین خلل لازم آئے استعداد اسکی باطل ہووے اسی واسطے جن و انسان کی ہدایت کرنے والے علیہ و آلہ افضل التحیتہ و السلام فرماتے ہین کہ خدا تعالی جاہل کو ہرگز اپنا دوست نہین کرتا اور دوسرے حدیث مین آیا ہے کہ میری نیت کو دو آدمیون نے توڑا عابد جاہل اور عالم فاسق تبصرہ جبکہ معلوم ہوا کہ انسان کے پیدا کرنے سے غرض خلافت الٰہی ہے اور تحقیق اسکی علم و عمل پر موقوف ہے پس جو علم کہ وسیلہ اسکا ہوسکتا ہے وہ اور سب علمون کی نسبت سے نہایت مقصود ہوگا سو حکمت عملی ہے کہ اُسے طب روحانی کہتے ہین کیونکہ اسکی پہچان سے اعتدال خلقی پر جو صحت بدنی ہے برابر ہے قادر ہوسکتا اور اُسکی بری خصلتون سے چھوٹتا ہے جیسے صحت بدنی کی احتیاط سے مرض و بیماری سے بچ رہتا ہے اور تفصیل کلام کی اس مقام مین اس طور سے ہے کہ شرافت ہر ایک علم کی اُسکے موضوع یا اسکی غرض منفعت کی شرافت یا اُسکی دلیل کی استواری سے ہو اور یہ علم ان تینون اعتبار سے اشرف ہی کیونکہ موضوع اسکا نفس ناطقہ انسانی ہو اس رو سے کہ اچھے یا برے کام اُسکے ارادے سے اُس سے ہون اور نفس انسانی کی شرافت سابق تقریرون کے فحوائے معلوم ہوئی ہے اور غرض اُسی کمال انسانی کا ہے اور دلیل اُس

منفعت کی زیادہ اس سے ہے کہ نفس انسانی جو چارپائے اور درندون کے مرتبے بلکہ اس سے بھی
فروتر اس علم کے وسیلے سے فرشتے سے بھی رتبۂ عالی کو پہونچتا ہے اسی واسطے بعضے بزرگون نے اسکو اکسیر اعظم
کہا کیونکہ انسان جو سب سے ناقص ہے اس علم کے سبب اس مرتبہ کو پہونچتا ہے جو سب موجودات امکانی
سے اشرف ہے اسی واسطے ان قدیم حکیمون نے جنھون نے پرتو حکمت کا نبوت کی روشن شمع سے لیا تھا
فضیلت کے طلب کرنے والون کو پہلے علم اخلاق کے پڑھنے کے لیے پھر علم منطق کے بعد اسکے علم ریاضی اور
علم طبیعی کے ازان بعد علم الٰہی کے واسطے ارشاد فرمایا۔ حکیم بوعلی مسکویہ نے ریاضی کو منطق پر قدم رکھا ہے اور
یہ راہ مطلب کی طرف بہت نزدیک ہے کیونکہ علم ریاضی کی مشاقی سے نفس انسانی خوگر یقین کا ہوتا ہے
اور قوت استقامت اور استقلال کی اسکو حاصل ہوتی ہے اور تکلیف و تحقیق و تدقیق کے درمیان تفرقہ
کرنا شعار اسکا ہوتا ہے اور اکثر منطقی جو علم ریاضی سے ناواقف ہین ان صفتون کے برعکس موسوم ہوتے
ہین بلکہ شور و شغب اور جنگ جدل ہی کو کمال جانتے اور نہایت تحقیق کو مغالطہ اور شک خیالی کرتے
ہین اور اسی سبب افلاطون نے اپنے دروازے پر لکھ دیا تھا کہ جو شخص علم ہندسہ نہ جانے وہ میرے گھر نہ آئے
غرض سب حکیمون کے نزدیک علم تہذیب الاخلاق کا تمام علمون پر مقدم ہے اور بقراط حکیم نے کہا ہے کہ جو بدن کہ
اخلاط فاسدہ سے خالی نہین جتنا تو اسے کھانے کو دے اتنی ہی اسکی بیماری بڑھائے یہ اشارہ اسکی طرف ہے کہ
جو شخص بدخلقی سے چھوٹا نہین سیکھنا اسکا علم حکمت کو سبب اسکے زیادہ فساد کا ہوتا ہے اسی واسطے اسکے مزاج
مین غرور اور تکبر آتا ہے اور بھلے آدمیون کی ایذا اور بڑے فاضلون سے لڑنے کو تیار ہوتا ہے تحقیق اسکی یہ ہے
کہ اکثر طالب علم جو جنگ جدل و حیلہ حوالے سے باز نہین رہتے سبب اسکا یہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ پر جسکے معنی
یہ ہین کہ تم اپنے گھرون مین انکے دروازون سے آؤ عمل نہین کرتے اور پہلے ہی سے درستی اخلاق کی سعی نہین
کرتے اور انھون نے فقط سنا ہے کہ حکمت تقلید کی قید سے چھڑاتی اور پایۂ تحقیق کو پہونچاتی ہے پر اسکے معنی
نہ سمجھکر اپنے خیال باطل سے کہتے ہین کہ حکمت شرع کے احکام اور دین و مذہب کے قوانین سے باز رکھتی اور
وہ ہوا و حرص اور اپنی طبیعت کی خواہشون کے تابع ہوکر شرع کی رسومات سے جو راہ طلب کے چلنے والون
کے ہتھیار ہین بے نصیب ہوکر منھ کھلے چارپایون کے مثال آب و دانہ کی طرف دوڑتے ہین اور درندون
کے مانند اپنے ہمسرون کے ایذا کے لیے اور سلف کے بزرگون کے اوپر طعن کرنے کو جنکی شکر گذاری

طلب کرنے والون پر واجب ہے دانت پیستے اور منھ کھولتے ہین اور اپنی عقل کی کوتاہی سے اصل حقیقت کو نہ سمجھکر مانند اُن لوگون کے جنھین شیطانون نے دنیا مین گمراہ کیا ہے حیران ہیتے وہ ہکتے بکتے سے نہ ادھر ہین اور نہ اُدھر کے اور اسی کا ثمرہ ہے کہ حکمت جو خمیرہ ربانی اور چشمۂ زندگانی ہے اور قرآن و حدیث کے موضع مین بھی اُسکی تعریف ہو اُن کوتاہ ہمتون کی بدخوئی سے مصرع

بدنام کرنے والے ہین وہ نیک نام کے

محل طعن کے ہوئے حق تعالی ہمین اور سب مسلمانون کو اُنکے بہتان اور اُنکے فعل اور اعتقاد کی لغزش سے نگاہ رکھے ہر بات کی کمک خدا ہی سے ہے کشف غطا یعنی شک کا پردہ اُٹھانا شاید کہ پردہ شبہے کا طلب گارون کی چشم بینا کو جلوۂ ارشاد کی اُن دوشیزہ عروسون اور پاکیزہ دلھنون کی دید کا مانع ہو اور اسلیے پہلے واجب ہے کہ تقریر شبہے کی کیجیے پھر اُسکے اُٹھانے کی سعی تقریر شبہے کی اس طور سے ہے کہ منفعت اس فن کی اُسوقت متحقق ہو کہ اخلاق تغیر و تبدیل کی لیاقت رکھین لیکن ظہور اُسکا پردۂ خفا مین مستور ہے اور پیغمبر کی اُس حدیث سے جسکے معنی یہ ہین کہ جب سنو تم کہ پہاڑ اپنے مکان سے ٹل گیا تو یقین جانیو اور اگر سنیو کہ مرد اپنی خو سے باز رہا تو باور نہ کیجیو کیونکہ جس چیز کے ساتھ وہ پیدا ہوا ہے جلد اُسکی طرف رجوع کرے گا صریح معلوم ہوتا ہے کہ اخلاق زوال پذیر نہین اور قوانین حکمت سے بھی معلوم ہوتا ہے کہ خلق تابع مزاج کے ہے اور مزاج متبدل نہین ہوتا اگر کوئی اس بات سے انکار کرے اور کہے کہ مزاج قابل تبدیل ہے کیونکہ ہم دیکھتے ہین کہ مزاج ایک ہی شخص کا ہر سال بلکہ ہر وقت مین مختلف ہوتا ہے تو جواب اُسکا یہ ہے کہ ہر ایک شخص کے لیے ایک عرض مزاج متوسط ہے افراط کی ایک حد معین اور تفریط کی ایک حد معین کے درمیان چارون کیفیتون مین سے ہر ایک کیفیت مین اور ممکن ہے کہ اُسکے عرض مزاج کو ہمیشہ ایک ایسی خو لازم ہو کہ اُسکے جانے سے مزاج شخصی اُسکا جاتا رہے کیونکہ رہنا اُسکا بغیر اُسکے محال اب اُس خو کے دور کرنے کا

قصد کرنا سر اسر عیب ہے مصرع
کہ دھونے سے زنگی نہ ہووے سفید

اور حدیث نبوی مین واقع ہے کہ آدمی سونے روپے کی کھان کے برابر ہین جو ایام جاہلیت مین اچھے

ہین سو زمان اسلام مین بھی اچھے ہین جب سمجھین ہین سے معلوم ہوتا ہے کہ اصل فضیلت کی سرشت کی پاکیزگی اور جوہر خلقی کی صفائی ہے اور کثافت ذاتی اور خساست اصلی کے ساتھ اسکی تکمیل کی سعی کرنی ویسی ہے جیسے کوئی شیشے کو جلا دیکر چاہے کہ لعل و یاقوت کے درجے کو پہونچائے یا لوہے کو صیقل کرکے سونے اور روپے کے مرتبے مین لائے اور یہ خیال محال ہے بیت

جام جم کا جوہر طینت ہے اور ہے کان سے	تو توقع کوزہ گر کے گل سے کیون رکھتا ہے بس

یہی تقریر شبہے کی تفصیل کی رو سے ہے اُسکے اٹھانے کے لیے تمہید ایک مقدمے کی ضرور ہے وہ یہ ہے کہ خلق نام ہے ایک ملکے کا جو نفس انسانی مین ہے کہ بسبب اُسکے صدور فعل کا اُس سے بطریق سہل بغیر فکر و اندیشے کے ہوتا ہے اور ملکہ نام ہے ایک کیفیت راسخ کا جو نفس انسانی مین ہے پر حکمت نظری سے معلوم ہوا ہے کہ کیفیت نفسانی اگر سریع الزوال ہو اُس کو حال کہتے ہین اور جو بطی الزوال ہو تو ملکہ اور خلق جو نفس انسانی مین پیدا ہوتا ہے اُسکا سبب دو چیزین ہین پہلی طبیعت چنانچہ مزاج شخصی اصل پیدائش مین اسوجہ پر ہے کہ استعداد کیفیت خاص کی اسمین زیادہ ہو تا کہ ادنی سبب سے اس کیفیت سے وہ تکلیف ہو جیسا مزاج شخصی غضب کا گرم و خشک اور شہوت کا گرم تر و نسیان کا سرد و تر اور بلادت کا سرد و خشک ہے تفصیل اسکی حکمت اور طب کی کتابون مین ظاہر ہے دوسری عادت وہ اس طور سے ہے کہ کوئی شخص ابتدا مین اپنے اختیار کے ساتھ ایک فعل کے بار بار کرنے سے خوگر ایسا ہوا ہے کہ وہ کام بغیر فکر و اندیشے کے بآسانی اُس سے ظاہر ہوتا ہے اب وہ فعل گویا بطریق خو کے ہوگیا اور بعضے یہ کہتے ہین کہ سب اخلاق طبیعی ہین یعنی طبیعت کی خواہش سے ہے اور قابل زوال کے نہین چنانچہ شبہے کی تقریر مین مذکور ہوا اور ایک گروہ اسپر ہے کہ بعض خلق طبیعت کی اقتضا سے ہے وہ قابل زوال کے نہین اور بعض بطور عادت کے اور قابل زوال کے ہے اور ایک فریق یہ کہتا ہے کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہے اور نہ اُسکے مخالف بلکہ نفس انسانی پیدایش ہی مین تضادگی دونون جانب کو قبول کرتا ہے جسکو اپنے مزاج کے موافق پاتا ہے اُسے بآسانی قبول کرتا ہے اور جسکو مخالف اسکو بدشواری اور ایک جماعت اسکی قائل ہے کہ آدمی اصلی فطرت سے بہتر اور نیک ہے لیکن ہوا و حرص اور شہوت پرستی و برے کامون سے بدخواہ و شریر ہوتا ہے لیکن حکماے قدیم سے ایک گروہ برخلاف اسکے ہے اور یہ کہتا ہے کہ انسان اپنی

سرشت مین طبیعت کے گردے سے پیدا ہے اور نفس انسانی اپنی ذات مین ایک نور ہے تاریکی سے
خالی پس اسکی طینت ہی مین شر لگا ہوا ہے لیکن بسبب تعلیم و تادیب کے اچھا ہوتا ہے اگر تاریکی اُسکی روشنی
پر غالب نہو اور جالینوس یہ کہتا ہے کہ بعضے آدمی اپنی پیدائش مین نیک ہین اور بعضے بد اور بعضے دونون
کے قابل اور وہ اپنے مذہب کے ثابت کرنے کیلئے یہ دلیل لاتا ہے کہ اگر تمام آدمی اپنی سرشت ہی سے نیک
ہوتے اور شرارت انمین عارضی ہوتی تو وہ یا آپ ہی سے شرارت کو سیکھتے یا غیر سے اول صورت پر انکی طبیعت
مین ایک ایسی استعداد پائی جاتی کہ وہ سبب ہوتی شر کا تو لازم آتا کہ وہ اپنی سرشت مین نیک نہون اور یہ
خلاف مفروض ہے اور جو انمین استعداد نیکی و بدی دونون کی ہوتی اور قوت شر کی غالب تو بھی یہی لازم آتا
ہے اور دوسری صورت پر بھی یعنی اگر شرارت غیر سے سیکھین تو بھی خلاف لازم آتا ہے کیونکہ وہ اس غیر اعتبار
سے اصل طبیعت مین اپنی شریر تھا کہ اورون نے اس سے سیکھا اور اسکے باطل کرنے کے لیے کہ سب آدمی اصل
پیدائش سے شریر ہین انھین دلیلون کو لاتا ہے پھر ان دونون وجہ کو باطل کر کے یہ کہتا ہے کہ مین اپنی
آنکھون سے دیکھتا ہون کہ طبیعت بعضے آدمی کی نیکی کو چاہتی ہے اور وہ اُس سے کبھی باز نہین رہتا وہ لوگ
تھوڑے ہین اور بعضون کی طبیعت بدی کو وہ ہرگز نیکی کی خواہش نہین رکھتے اور وہ بہت ہین باقی
متوسط ہین کہ وہ نیکون کی صحبت سے نیک ہوتے ہین اور بدون کی صحبت سے بد یہ دلیل جالینوس کی
وہ ہے کہ اخلاق ناصری مین منقول ہوئی ہے لیکن داناؤن کے نزدیک ضعف اس دلیل کا چھپا نہین کیونکہ
حسب قوانین حکمی افراد نوع انسانی کے لیے زمانہ ابتدا کا نہین پس اس صورت مین ممکن ہے کہ شرارت
انکی ہر ہر فرد کو عارض ہو بسبب اسکے غیر کے اسی طرح سے غیر متناہی زمانہ مین اسطور سے کہ انتہا اس عروض کا کسی
شریر بالذات تک نہو اگر کوئی کہے یہ موجب تسلسل کا ہے اور وہ باطل تو جواب اُسکا یہ ہے کہ اس طور کا تسلسل
مضائقہ نہین کیونکہ یہ تسلسل اسباب مین ہے اور وہ حکما کے نزدیک درست ہے اور دوسری وجہ کے لیے بھی
تقریر کافی ہے کیونکہ جائز ہے کہ عروض خیر کا بسبب غیر کے ہو غیر متناہی زمانہ مین لیکن بوعلی نے اپنی شفا کے
بیچ یہ کہا ہے کہ سب سے بہتر یہ ہے کہ طوفانون کے سبب جو بڑی مدتون مین ہوتے ہون یا فلک البروج اور فلک
الاطلس کے دونون منطقے کے مل جانے یا قریب مجانے کے اگر ہون یا اوج و حضیض کے بدل جانے یا کسی اور
سبب کے اکثر موضع زمین مین سے ایسے کہ وہان آبادی ہوسکتی اور جاندار جانور وہان رہ سکتے ہین اور

وے مکان دائرہ معدل النہار سے قریب ہین ایک اندازبھر چوڑائی زمین کی پانی کے درمیان ڈوب جاتی ہے اس صورت مین زمین کے دو حصے ہوتے ہین ایک جو ڈوبا ہوا دریا مین دوسرا وہ جو نکلا ہوا لیکن وہان آبادی ہونہین سکتی بہت چوڑائی کے سبب یعنی بسبب اُسکے کہ وہ دائرہ معدل النہار سے دور اور قطب شمال سے نزدیک ہے اسلیے سب جاندار اور گھاس پھوس ضایع ہوجاتے ہین پھر خودبخود پیدا ہوتے ہین یعنی خلقت کُل مخلوق کی خلقت بنی نوع انسان کی طرح نہین ہوئی کیونکہ اُنکی خلقت مین بدو زمانہ تخلیق سے ایک قاعدہ کُلی چلا آتا ہے اور وہ بطور دور تسلسل اسی کے لیے مخصوص ہے اور جننے سے نہین اور انواع کے ازخود پیدا ہونے پر کوئی دلیل بھی نہین اسلیے کہ اُنمین سے بہتون کو دیکھا ہے کہ ازخود پیدا ہوے اور جننے سے بھی مثلاً بیشتر آدمی کے بال سے سانپ پیدا ہوتے اور بچھو کچی اینٹ اور بلینڈک پانی سے اور بعض روح یعنی خفاش گھاس اور چوہے مٹی سے اور جو ایک مدت دراز تک کوئی اُنمین پیدا ہوے تو اُس سے لازم نہین آتا ہے کہ کبھی نہ ہو کیونکہ شاید کسی وضع پر موقوف ہے کہ برسون تک ہوا کرے لیکن اولی یہ ہے کہ عالم کے درمیان سب وہ چیزین برسون کے بعد پیدا ہوتی ہین جسکو قیامت عظمی کہتے ہین بلکہ جسوقت پیدایش ہر ایک شے کی حرکت ارادی پر مانند جماع کے مثلاً موقوف ہے اور جتنے ارادے وے ضروری نہین تو بالضرور اُسکے قابل ہوا چاہیے کہ وہ خودبخود بھی پیدا ہوتے ہین تا سلسلہ ہر ایک نوع کا باقی رہے کیونکہ ہر ایک شخص سے خلقت کا رہنا کچھ ضرور نہین اور نہ کسی شخص سے اُسکے بعد پھر کہا ہے کہ ہر ایک پیشے اور صنعتون مین اگر کوئی تامل کرے تو اُس سے معلوم ہو کہ سب حادث ہین یعنی نو پیدا کسی شخص معین کی فکر سے حاصل ہوتے ہین دلیل اُسکی یہ ہے کہ وہ روز بروز زیادہ ہوتے جاتے ہین اور اُنکا حادث ہونا اُسپر دلالت کرتا ہے کہ انسان کا بھی بعد ٹوٹنے سلسلۂ حدوث کے کوئی مبدا ہے کیونکہ اکثر ان صنعتون سے ایسے ہین کہ بغیر اختصاص بشر کے ساتھ خاصیت آسمانی اور الہام ربانی کے طور متعارف سے باہر ہے ہو نہین سکتین پس ہر آئینہ جس شخص نے اُنکو اختراع کیا ہو وہ اپنی ذات مین اُنسے بے نیاز ہوگا تاکہ دوسرون کے واسطے اختراع کرے یہان تک کہ شیخ کی بات ہے اور اسی پر بنا ہے جالینوس کے مذہب کی لیکن اسمین بھی بہت سی باتین ہین اور مناقشے کو دخل ہے جاننا چاہیے جالینوس کی مذہب کی بنا کی وجہ شیخ کے کلام پر یہ ہے کہ خلاصۂ تقریر شیخ کا شاہی زمان کی ہے جو موجب ہے انتہاے عروض خیر یا شر کا کسی ایک سے خیر یا شر پر

بالذات تک مگر حکمار متاخرین نے یہ اختیار کیا ہے کہ کوئی خلق نہ طبیعت کی خواہش سے ہے اور نہ اُسکے
برخلاف تقریر اول کی یہ ہے کہ ہر ایک خلق قابل تغیر کے ہے اور جو قابل تغیر ہے وہ طبیعی نہین اس سے یہ نتیجہ
نکلتا ہے کہ کوئی خلق طبیعی نہین صغرا کا بیان اسطور سے ہے کہ مین آنکھون سے دیکھتا ہون کہ آدمی شریر کی صحبت
سے شرارت سیکھتے ہین اور نیکون کی مجلس سے نیکی چنانچہ لڑکون کی کیفیت خصوصاً اُنکے احوال سے کہ
جنھین غلام کرکے ایک مکان سے دوسرے مکان مین لے جاتے ہین معلوم ہوتا ہے کہ تادیب اُنکو اثر کرتی
ہے اور وہ موافق استعداد کے خواہ بآسانی یا بدشواری نیک خوئی اختیار کرتے ہین اور اخلاق اگر قابل
زوال کے نہوتے تو آدمیون مین امتیاز اور فکر کی استعداد بیفائدہ ہوتی اور قاعدۂ سیاست و تادیب کے
عبث اور شریعت و دین کے احکام عیاذاً باللہ جھوٹ ہوتے حکیم ارسطاطالیس نے بھی کہا ہے برے لوگ
ادب و تعلیم سے اچھے ہوتے ہین پر بیان اُسکا کہ جو قابل زوال ہے وہ طبیعی نہین ہوتا ظاہر ہے کیونکہ پانی
کی خاصیت ذاتی نیچے کی طرف جانے کی ہے ہر چند اُسے باند سے بند رکھیے پھر جسوقت ٹوٹ جائے گا
تو فوراً وہ اُسی کی طرف رجوع کرے گا ایسی ہی آگ کی خاصیت ذاتی اوپر کی طرف جانے کی ہے اور کسی طرح
سے بند نہین ہوتی اس بات کی بدیہی ہونیکے سبب مثالین تنبیہ کے لیے مذکور ہوئین اور اخلاق ناصری
مین بھی اسی طور سے بیان ہے لیکن جو مشاق علم نظری کا ہے سوچتا ہے کہ یہ دلیل بھی اقناعی ہے کیونکہ
اگر کوئی کہے تو کہہ سکتا ہے کہ جیسے دیکھنے سے معلوم ہوا کہ بعض اخلاق قابل زوال کے ہین ویسے ہی معلوم ہوتا
ہے جو بعض خلق بعضے شخص سے اصلا نہین چھوٹتا ہے علی الخصوص قوت فکری کے کمال مثلاً حدس یعنی جلدی
سے مطلب کا دل مین آنا اور یاد رکھنا اور اچھا سوچ اور اُنکی مثالون سے معلوم ہوتا ہے کہ بعضے آدمی
انکی سعی کرتے مین پر کچھ فائدہ نہین کرتی چنانچہ یہ حالت اس وقت کے اکثر طالب العلمون مین پائی جاتی
ہے پھر صرف اس دلیل کی رو سے کیونکر یہ بات کہی جائے کہ کوئی خو طبیعی نہین اور سب خوئین چھوٹنے والی
ہین غرض استقرار تام یعنی مطلوب کی ہر فرد کے احوال مین خوض کرنا ہو نہین سکتا اور استقرار ناقص بھی
یقین کا فائدہ نہین دیتا کیونکہ جائز ہے کہ کوئی فرد برخلاف اُسکے ہو جیسے مین نے تقریر کی دلیل مین ثابت کیا
پھر ہدایت کا دعویٰ بے فائدہ ہے اور جو کوئی کہے کہ ان مثالون کا ذکر کرنا تنبیہ کے لیے ہے سو ممنوع
لیکن قوت تمیز کا بیکار رہنا اور سیاست اور تادیب کا عبث اور احکام دینی کا جھوٹ ہونا تب لازم

آئے کہ اگر ایک خو بھی قابل زوال کے نہو اسکی تشبیہ یہیں یہ کہتے ہین کہ اگر کوئی بیماری علاج سے دور نہوتی تو علم طب جھوٹ ہوتا بلکہ اس بات کے جھوٹ ہونے مین کچھ شک نہین حاصل کلام یہ ہے کہ اشرار سیاست تادیب سے کچھ اچھے ہوتے ہین چنانچہ ارسطاطالیس نے کہا ہے اگرچہ یہ حکم علی اطلاق نہین لیکن بار بار کے سزا دینے سے کچھ نہ کچھ اثر انمین پیدا ہوتا ہے گو اُس سے بدذاتیان انکی بالکل نہین جاتین پر کچھ کم ہوتی ہین یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ اس علم کی منفعت کا بیان اس دعوی کا محتاج نہین جو کہے اگر تمام خو چھوٹ سکے بلکہ کچھ انمین گھٹ جانا کافی ہے جیسے علم طب کی منفعت بالفرض اگر مانیے کہ بعضی خو نہین چھوٹتی ہے وہ نہایت کم ہے اور ویسے لوگ بہت تھوڑے ہین انہین بھی اس علم کا قاعدہ شر کے گھٹ جانیکے طریق سے ہے پس کسی طرح عبث ہونا سیاست کا اور تکلیف شرعی کا جھوٹ ہونا لازم نہین آیا کیونکہ اگر ایک شخص کی کسی بیماری مین دوا اثر نہ کرے تو اُس سے علم طب کا کچھ نقصان نہین اگر کوئی کہے کہ اُس سے معلوم ہوتا ہے کہ ہر ایک شخص کی تکلیف شرعی اُسکی بدخوئی چھڑانے کے مقابل ہے اور جائز ہے کہ کوئی خو ایسی ہو کہ وہ ایک شخص سے نہین چھوٹتی پس چاہیے کہ وہ تکلیف شرعی سے باز رہے تو جواب اُسکا یہ ہے اگرچہ اُسکے نہ جانے کا یقین نہین ہے پس شرع اور عقل کے حکم سے واجب ہے کہ وہ اُسے چھڑانے کی کوشش کرے چنانچہ پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین اُسکا اشارہ ہے کیونکہ حضرت علیہ السلام نے فرمایا ہے تم عمل کرو کیونکہ ہر ایک چیز آسان ہے شخص کیلیے جسکے واسطے وہ پیدا ہوا ہے ان بحثون سے معلوم ہوتا ہے کہ اُنکی باتون کی بنا اس فن مین مسامحت پر ہے انشاءاللہ تعالیٰ اسکے بعد اُس سے اچھی تفصیل کے ساتھ اُن مسامحات کے ارتکاب کرنیکے عذرون کی تمہید کا بیان ہوگا پہلا لامع درستی اخلاق مین اسمین دس لمعے ہین پہلا لمعہ۔ اچھی خصلتون کی تعداد مین حکمت طبعی کی بحثون سے علم نفس کی بحث مین مقرر ہوا ہے کہ نفس ناطقہ انسانی مین دو قوتین ہین ایک قوت ادراکی جسکے سبب ہر ایک شے کو جان سکے دوسری قوت تحریکی جسکے سبب سے ہر ایک کا کاروبار کر سکے پر قوت ادراکی کے دو شعبے ہین پہلا عقل نظری وہ سبب ہے صور علمیہ کے قبول کرنے کا مجردات سے دوسرا عقل عملی جسکے سبب ہر ایک آدمی اپنے بدن کو کاروبار مین مشغول کرتا ہے پر یہ شعبہ یعنی عقل عملی باعتبار علاقہ رکھنے اُسکے قوت غضبی اور قوت شہوی کے ساتھ سبب ہوتا ہے فعل کا جیسے مارنا کھانا پینا یا قبول فعل کا جیسے شرمندگی ہنسی رونا اور باعتبار اسکے کہ وہم

وخیال اُس سے استعمال کرین سبب ہوتا ہے جزوی فکرون اور جزوی پیشون کا اور باعتبار نسبت کرنے اسکے عقل نظری کے ساتھ سبب ہوتا ہے اُس فکر کلی کا جو سب کامون سے علاقہ رکھے جیسے معلوم کرنا اسکا کہ سچ کہنا اچھا اور جھوٹ کہنا بُرا ہے اور مانند اُسکے لیکن قوت تحریکی کے دو شعبے مین سے ایک قوت غضبی ہی اور سبب ہے بُری چیزون کے دفع کرنے کا بطریق غلبے کے دوسری قوت شہوی کہ وہ سبب ہے اچھی چیزون کے لینے کا لیکن قوت غضبی کو چاہیے کہ بدن کی سب قوتون پر غالب ہے اسطور سے کہ ہرگز کسی سے کمزور نہو بلکہ سب اسکے حکم کے تابع اور اُس سے مغلوب رہین اور یہ قوت جسکو جس کام مین متعین کرے وہ اسکو بخوبی انجام دیا کرے تاکہ آپس کی موافقت اور اسکی حکومت سے آفرینش انسان کی بادشاہت کا بندوبست اچھی طرح سے انجام پاوے اور کسی وجہ سے اس انتظام مین خلل کا دخل نہو اگر اسی طرح سے ہر ایک قوۃ اپنے کام مین جسطور سے کہ عقل کے موافق ہو اقدام کرے تو عقل نظری کی صفائی سے جو پہلا شعبہ قوت ادراکی کا ہے حکمت حاصل ہو اور عقل عملی کی صفائی سے جو دوسرا شعبہ ہے اسی قوت کا عدالت پیدا ہو اور قوت غضبی کی درستی سے شجاعت اور قوت شہوی کی صفائی سے پارسائی اسی کا نام کمال قوت عملی ہے اس تقریر کی رو سے اور دوسرے طریق سے لوگون نے کہا ہے کہ نفس انسانی مین جدا جدا تین قوتین ہین کہ بسبب اُنکے علیحدہ علیحدہ کام اس سے ظاہر ہوتے ہین موافق ارادے کے جسوقت ایک انمین سے دوسرے پر غالب ہو وہ دوسری مغلوب یا معدوم ہو جاتی ہے انمین سے ایک قوت ناطقہ ہے اسکو نفس ملکی و نفس مطمئنہ کہتے ہین وہ سبب ہے فکر و تمیز کا اور موجب اُس شوق کا ہے کہ جس سے اشیا کی حقیقتو نمین فکر کیجیے دوسری قوت غضبی اُسکو نفس سبعی یعنی بھیڑیا ین اور نفس لوامہ یعنی ملامت کرنیوالا کہتے ہین وہ سبب ہے غضب اور دلیری اور پُرخطر کامون پر اقدام کرنے کا اور جاہ و حشمت کے پیدا کرنے اور دشمن پر غالب ہونیکے شوق کا تیسری قوت شہوی اُسکو نفس بہیمی یعنی چارپایہ جو اور نفس امارہ یعنی فرمائش کرنیوالا کہتے ہین وہ موجب ہے شہوت اور طلب روزگار کا اور شوق اُس کا اچھے اچھے کھانے پینے اور بیاہ شادی کرنے کا پس درجے فضیلت کے باعتبار انھین قوتون کے ہین کیونکہ اگر کاروبار سب نفس ناطقہ کے برابر رہین اور اُس سے شوق تحصیل یقینیات کا ہو تو اس وجہ سے اسکو علم حاصل ہوتا ہے اور نتیجہ اسکی حکمت ہو اور اگر کاروبار نفس سبعی کے سبب برابر رہین اور وہ نفس ملکی کے تابع ہو اسپر کہ جو قوت عاقلہ اُسکے حصے مین اسے دے صبر کرے تو نفس ناطقہ کو اسے فضیلت حلم کی حاصل ہو اور نتیجہ اُسکی

شجاعت ہے اور اگر نفس بہیمی کے کاروبار تمام موافق رہین اور وہ قوت عاقلہ کے مطیع ہو کر اسپر قناعت
کرے جو بموجب عقل کے قسمت اسکی ہے تو اس سے فضیلت پارسائی کی حاصل ہوتی اور یہ تبعیت اس کی
سخاوت ہے جسوقت یہ تینون فضیلتین نفس انسانی مین پیدا ہون اور وہ آپس مین ایک دوسرے سے
ملکر ایک ہو جائین تب ایسی ایک حالت اسمین پیدا ہوتی ہے کہ کوئی انمین سے پہچانا نہ جائے نام اسکا تشابہ
ہے یہی کمال اور تمامی ہے فضیلتون کی اسی کا نام فضیلت عدالت ہے یہ تقریر اخلاق ناصری کی ہے اور پہلی تقریر
اجمالاً بیان ہوئی لیکن ہوشمند دانا سے چھپا نہین کہ تقریر اول کی رو سے عدالت ایک قوت بسیط ہے یعنی مرکب نہین
اور تقریر ثانی کی رو سے احتمال بساطت و ترکیب دونون کا ہے لیکن باعتبار لفظ کے بسیط ہونا اقرب ہے کیونکہ
ظاہر عبادت کا یہ ہے کہ عدالت عبارت ہی اعتدال خلقی سے اعتدال مزاجی کے برابر ہی اگرچہ وہ جدا جدا چارون
عنصر کے باہم ملنے سے ہوا ہے لیکن حکمت کی دلیلون سے ثابت ہوا ہے کہ مزاج ایک کیفیت بسیط کا نام ہے غرض
اس مقام مین انکی باتون سے مفہوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہی لیکن اور مقامون سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ وہ
مرکب ہی اور تقریر اول سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ عدالت خاص کمال قوت عملی کا نام ہے اور تقریر ثانی سے مفہوم ہوتا ہی کہ
اختصاص اس سے نہین رکھتی ہی بلکہ قوت نظری سے بھی مگر جب کہین کہ ہر ایک قوت کو اسکے کام مین متعین کرنا اگرچہ
وہ قوت نظری بھی ہو تعلق قوت عملی سے رکھتا ہے پھر تقریر ثانی سے یہ سمجھا جاتا ہے کہ وہ تینون قوتین عدالت کے
جز ہین یا منزل ہین جز کے جیسے چارون عنصر کی کیفیتین مزاج کے جز ہین اور اسی مین یعنی کیفیت عناصر مین وہ
دونون احتمال ہین لیکن حکیمون نے اسکی بساطت اختیار کی ہے اور تقریر اول سے یہ ثابت ہوتا ہی کہ وہ تینون
قوتین موقوف علیہ عدالت کی بمنزل شروط کے ہین جز نہین کیونکہ کمال قوت عملی کا وہ ہے کہ ہر ایک قوت اسکے حکم
کے تابع رہے تاکہ تصرف ہر ایک کا جو عبارت عدالت سے ہے برابر ہو اور ظاہر ہے کہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے
مقام مین متعین کرنے اور طریقے حکم و احکام کے جاری رکھنے ہین موافق تدبیر و مصلحت و اعتدال کے بغیر قوت عملی
کے انمین سے کوئی سزاوار نہین ہوسکتی تفصیل کلام کی اس مقام مین اس طور سے ہے کہ جب وہ تینون قوتین
نفس انسانی مین پیدا ہون تو بے شبہہ عقل عملی کو بدون کی سب قوتون پر خدائی حاصل ہوگی یہان تک کہ سب
قوتین اسکے تابع اور فرمانبردار ہین اور وہ کسی سے مغلوب نہو چنانچہ مقدمے مین اسکی طرف اشارہ ہوا ہے
پس اگر قوت کا نام عدالت رکھین تو بسیط ہوتی ہے چنانچہ امام حجۃ الاسلام رحمہ اللہ الی یوم القیام کے

کلام سے بھی یہی مفہوم ہوتا ہے کیونکہ احیاے علوم مین اُسنے عدالت کی تعریف مین یہ کہا ہے کہ نفس انسانی
مین عدالت ایک حالت اور ایک قوت ایسی ہے کہ بسبب اُسکے نفس انسانی غضب و شہوت کو سیاست
کرتا ہے اور وہ قوت اُن دونون کو موافق حکمت کے اُٹھاتی اور ضبط کرتی ہے اپنی خواہش کے مطابق
بندبستون مین اس سے صریحاً معلوم ہوتا ہے کہ عدالت امر بسیط ہے اور ملزوم اُن تینون کا اور وہ اُسکے
لازم ہین اور عدالت کمال عقل عملی ہے اور جاننا چاہیے کہ یہ قوت ایک وجہ سے ہے مطلقاً رئیس ہے اور
دوسری قوتین مثال خادم کے کیونکہ ہر ایک قوت کو اپنے اپنے کام مین حسب مصلحت کس کس وقت مین اور کس کس
طرح سے مامور کرنا اگرچہ وہ قوت نظری بھی ہو اُسی قوت سے تعلق رکھتا ہے پس یہ قوت رئیس اُنکی ہوئی
اور دوسری وجہ سے رئیس مطلق قوت نظری ہے اور قوتین اسکی خادم ہین کیونکہ ہر ایک شے کی حقیقت
کو جاننا اور تمام موجودات کی نہایت کو سمجھنا جو عبارت ہے تحصیل غایت سعادت سے کمال اس قوت
کا ہے تو ضرور ہوا کہ قوت نظری بدن کی سب قوتون پر حاکم رہے اور وہ محکوم تا بہ کمال نفس انسانی
کو اس انتظام سے حاصل ہو اور اگر عین اُنھین تینون قوتون کو عدالت کہین تو وہ مرکب ہوتی ہے
لیکن اس صورت پر فضیلت کی قسمون مین احتیاج تعداد کی نہ رہی اسلیے کہ مجموعہ سب قسمون کا
دوسری قسم نہین ہے جیسے وہ مشہور ہے اعتبار کرنے سے قید وحدت کی مقسم کے درمیان اور ذیل
صفتون کو اُسکے مقابل کہنا اور انواع معینہ کو اُسکے تحت مین مقرر کرنا بھی مناسب نہین کیونکہ اس
صورت پہ اُسکے اور اُسکے اجزا کے انواع ایک ہی ہین اور مقابل اُسکے بعینہ اُنکے مقابل کیونکہ
عروض ایک ایسی صورت کا کہ بسبب اُسکے نوع حقیقی ان تینون قوتون سے بنے ظاہر نہین
اسواسطے شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق مین کہا ہے کہ عدالت مرکب اُنھین تینون قوتون سے
ہے پر اسکی انواع اور مقابل کا کچھ تعرض نہین کیا ہے بلکہ فقط اُنھین تینون قوتونکی انواع
اور اُن کے مقابل پر اختصار فرمایا اور وہ جو دوسرون کے عدالت کی انواع مین مذکور
کیا ہے اکثر کو اُن مین سے حکمت کے تحت مین درج فرمایا ہے یہین سے معلوم ہوتا ہے کہ جو
اس فن کی کتابون مین مذکور ہے کہ عدالت عین ہے ان تینون قوتون کی اور اُسکے واسطے
مقابل اور انواع مستقل بھی ثابت کیے ہین وہ محل تامل کا ہے واللہ اعلم بحقائق الامور و

یہان لوگون نے ایک اعتراض کیا ہے اور کہا ہے کہ حکمت کو پہلے نظری اور عملی کی طرف تقسیم کیا پھر عملی کی تین قسمین کین انمین سے ایک علم اخلاق ہے کہ مشتمل اوپر فضائل چارگانہ کے انمین سے ایک حکمت بھی ہے پس حکمت اپنی قسم آپ ہوئی اور یہ درست نہین کیونکہ اس سے لازم آتا ہے کہ حکمت اپنا جز آپ ہی ہو یہ محال ہے جواب اس اعتراض کا اس طور سے ہے کہ جس حکمت کی تقسیم کی ہے وہ علم ہے احوال موجودات کا ہرگاہ وہ بھی موجودات سے ہے تو اس علم مین اُسکے احوال سے بھی بحث ہوگی اس سے لازم نہین آتا کہ وہ حکمت کا جز ہوجاے کیونکہ اجزا اُسکے مسائل اُسکے ہین بلکہ اگر لازم آیا تو یہ آیا کہ حکمت موضوع ہے اپنے کسی مسئلہ کی جو جزا اُسکا ہے اسکا کچھ مضائقہ نہین بلکہ نظیر اُسکی علم الٰہی ہین موجودات ہے کیونکہ بحث اسمین موجودات سے ہے اور علم بھی موجودات مین سے ہے پھر یہ ہوسکتا ہے کہ وہ خود اپنے کسی مسئلہ کا جز ہو اس سے لازم نہین آتا کہ وہ اپنا جز آپ ہو اور وہ محال نہین کیونکہ علم عبارت تصدیقات سے یا اُن قضایا سے کہ جو متعلق تصدیقات کے ہین جس حیثیت سے کہ وہ متعلق ہین اور تصدیقات یا ذات مسائل اس حیثیت سے کہ وہ مشہور ہین نہ اس حیثیت سے کہ جو متعلق تصدیق کے ہین موضوع مسئلے کا واقع ہوا ہے ہان قباحت تب لازم آتی کہ مسائل علم حکمت کے یا تصدیقات جو متعلق ہین اس سے وہ بعض مسائل سے حکمت عملی کے یا تصدیقات متعلقہ سے اسکے ہوتے اور یہ بات یہان لازم نہین آتی ہے جواب وہ ہو کہ زبان اعتراض کو بند کرتا ہے اور معترض کو گونگا جاننا چاہیے یہ خلاصہ ہے اخلاق جلالی کی تقریر کا لیکن عبارت اسکی جابجا منتشر واقع ہوئی ہے اسلیے ناظر اُسکا دغدغے مین پڑتا ہے اور جو شخص کہ طریقے سے خبردار ہے اُسے مقدمات دلیل کو مطلوب پر انطباق کرنا اور نتیجہ مقصود کو حاصل کرنا کچھ مشکل نہین دوسرون نے جواب اسکا اس طور سے دیا ہے کہ مراد اس تقسیم سے حکمت عملی ہے مطلق حکمت نہین اور بسبب اختلاف معنی کے اشکال تقسیم سے دفع ہوتی ہے لیکن اس سے لازم آتا ہے کہ عدالت جامع نہو سب فضیلتون کی حالانکہ برخلاف اسکی تصریح کی ہے لیکن انصاف یہ ہے کہ حکمانے بنا کلام کی عقل عمل پر ضعیف وسست جانی اور اس فن کے طلبگار کو اُسکے سب مقصدونکی تحقیق کیلیے تکلیف نہین فرمائی بلکہ جس انداز سے کرسی نشینی عمل کی ہو اور طلب کرنیوالا اسکا بڑی صفتون سے نجات پائے اُسی پر اکتفا کیا اسلیے کہ انھون نے مبتدی کو آغاز تحصیل مین اس

غن کی طرف راہ دکھائی ہے پھر اگر اسکو تحقیق کے لیے تکلیف دیتے تو باعث حیرت اور طبیعت اور
قوت مقصود کا ہوتا کیونکہ تحقیق انکی حکمت کی دوسری کتابون پر موقوف ہے اور مبتدی کو اصلا انمین
دخل نہین بعضے محققون نے بھی اسکی تصریح کی ہے اور شیخ رئیس نے رسالۂ اخلاق علوحی مین اسکی طرف
اشارہ فرمایا اور شفا کی بعضی جگہ مین مذکور کیا ہے کہ کمال عقل عملی یہ ہے کہ اچھی تدبیرون اور بری
فکرون سے اچھے کام کو برے کام سے پہچان لینا اس طور سے کہ فی الواقع مطابق برہان کے ہو
لیکن تحقیق اس برہان کی کمال عقل نظری سے تعلق رکھتی ہے واللہ اعلم بالصواب

دوسرا لمعہ - اُن فضیلتون کی تعریف مین کہا ہے کہ حکمت عبارت احوال موجودات کے علم سے ہے
مطابق طاقت بشری کے اور اُن موجودات کے احوال باوجود انکے انسان کی قدرت و اختیار مین نہون
تو جو علم اُنسے علاقہ رکھے وہ حکمت نظری ہے اور جو اسکی قدرت و اختیار کے تحت مین ہون تو جو علم متعلق
اُس کا ہو سو حکمت عملی ہے اور شجاعت وہ چیز ہے کہ نفس سبعی تابعدار نفس ناطقی کا ہو کہ اسی خوف و خطر
کے مقام پر ثابت رکھے اور کسی طرح کی لغزش کو اسمین دخل نہ دے اور موافق عقل کے اچھے کامون پر اقدام
کرے عفت وہ ہے کہ قوت شہوت تابع نفس ناطقی کے رہے تاکہ تصرف اسکا اچھی تدبیرون سے انتظام
پاے اس طور سے کہ نفس ناطقہ ہوا و حرص اور ہر طرح کی خواہشون کی قید سے چھوٹ کر خلعت آزادی سے

مخلع ہو بیت

غلام اپنے غلامون کا تو نہ ہو زنہار	جہان تیرا غلام اور تو ہے شاہجہان

پس عدالت وہ ہے کہ وہ قوتین باہم متفق ہوکر قوت ممیزہ کی فرمانبرداری کرین تاکہ صاحب قوت ہر ایک
خواہش اور تمنا کی کشاکشی سے حیرانی کے گرداب مین نہ پڑے اور علامت داد و دہش دینے لینے کی اسمین
پیدا ہو جاے یہان تک تحقیق ہے عدالت کی اور حکیمون نے کہا ہے کہ جبتک اُن فضیلتون سے ہر ایک
کا فائدہ دوسرے کو نہ پہونچے تو صاحب فضیلت ہرگز لائق مدح کے نہ ہوا اسی واسطے بہت خرچ کرنیوالے
کو جبتک اُس سے کچھ اورون کو نہ پہونچے سخی نہین کہتے ہین بلکہ منفاق یعنے بہت خرچ کرنیوالا اسی طور
سے صاحب غضب کو شجاع نہین کہا جائیگا بلکہ غیور یعنی غیرت والا اور دانا کو بینا کہین گے نہ حکیم جبتک
اثر اسکا غیر کو پہونچے گا تب صاحب فضیلت اُس غیر کے خوف و رجا کا موجب ہوگا اور اسکی ریاست

اور برائی دلونمین خوب تاثیر کریگی کہ لوگون پر اسکی مدح وثنا واجب ہو جائیگی کیونکہ ہرچند کوئی ہر ایک
قسم کے کمال مین طاق ہو لیکن جب تک اُس سے توقع نفع کی اور خوف نقصان کا نہو ہرگز عقل
نہین چاہتی کہ اسکی مدح کسی پر واجب ہو اور جسوقت اُن دونون سے ایک پائی جائیگی تو فائدے
کی طمع اور ایذا کے خوف سے ہر ایک شخص اُسکی خوبیون کا ذکر اور اسکی خوشامد گوئی اپنے اوپر واجب جانیگا
تقسیم المعہ - اُن چارون قسمون کی ہر ایک قسم کے تحت مین بہت سے انواع ہین اُنمین سے جو مشہور
ہے وہی مذکور ہوگی پر حکمت کی نوعون مین سے مشہور سات نوع ہین - ذکا - سرعت فہم صفائی ذہن
سہولت تعلم حسن تعقل تحفظ تذکر پر ذکا - وہ قوت ہے کہ بسبب اُسکے قیاس کے مقدمون سے
نتیجون کو باسانی نکال سکے لیکن یہ موقوف ہے ان مقدمون کی مشاقی پر جو منتج ہین پر سرعت فہم نام ہے
اُس قوت کا جسکے سبب ملزومات سے اُنکے لوازم کی طرف انتقال ذہن کا ہو بلا توقف پر ان دونو نمین
یہ فرق ہے کہ پہلے سرعت حرکات فکری مین ہوتی ہے اور دوسرے اُسکے غیر مین جیسے ملزومات تصوریہ
سے اُنکے لوازم کی طرف انتقال کرنا یا قضیا یا سے اُنکے عکوس مستویہ یا عکس نقیض کی طرف صفائی
ذہن اس ملکہ استعداد کو کہتے ہین کہ بسبب اُسکے بغیر رنج وتعب کے استخراج مطالب کر سکے سہولت
تعلم نام ہے اُس استعداد کا جس کی سبب توجہ کلی مطلوب کی طرف کیجئے تاکہ بخاطر جمعی آسانی سے
اُسکو حاصل کرے حسن تعقل وہ ہے کہ بحث مناظرے مین مطلب کے توضیح کرنے کیلیے حد لائق کو نگاہ
رکھے تا بسبب غفلت کے کچھ اسپر واجب نہو جاے اور نہ کسی شے زائد کا استعمال کرے تذکر
بے تکلیف یاد کرنا اُن چیزون کا جو قوت حافظہ مین ہین جب چاہے تحفظ اس ملکہ کا نام ہے کہ
جس سے معقولات یا محسوسات کی صورتون کو ضبط کرے اور شجاعت کے تحت مین جو نوعین مندرج
ہین اُنمین سے مشہور گیارہ ہین کبر نفس نجدت علوہمت ثبات حلم سکون شہامت تحمل
تواضع حمیت رقت - پر کبر نفس - وہ چیز ہے کہ نفس انسانی بزرگی اور نا معقول چیزون کی طرف
التفات نہ کرے اور مشکل وآسانی سے کچھ پروا نہ رکھے بلکہ خوش آمد یا بد آمد اور توانگری یا فقیری سے
خوش یا مغموم نہو اور احوال کے ہیر پھیر کے سبب کسی وجہ سے اختلال کو اپنی طرف راہ نہ دے
یہ قوت شریف ایسی ہے کہ سواے چالاک طبیعت اور عالی ہمتون کے اُسکے پایے کو نہین پہونچ

ہے اسی واسطے اہل تصوف کے مشائخون نے فرمایا ہے آخر جو چیز نکل آتی ہے راستبازون کے سرون سے وہ محبت جاہ وحشم کی ہے اور فقیری کی وہ لذت نہین پاتا ہے جسکے نزدیک خوش آمد وبد آمد برابر نہین بخدت استحکام نفس انسانی کا ہے ثابت قدمی سے اس طور پر کہ اگر کوئی بڑی مشکل پڑے یا سخت بلا سامنے آئے تو ہرگز اُس سے نہ ڈرے اور اُسوقت حرکت بیجا اُس سے صادر نہو علو ہمت وہ چیز ہے کہ اچھی چیزون کے طلب کرنے اور کمالات کے پیدا کرنے مین اس جہان کے نفع ونقصان پر نگاہ نہ کرے کہ اُسکے پانے سے خوش ہووے اور نہ پانے سے بیزار ہو یہان تک کہ موت سے بھی نہ ڈرے چنانچہ اس میدان کے سالکون مین سے بعضے نے کہا ہے قطعہ

وہ نہین ہون جو عدم سے مین ڈرون	مرنے جینے سے سدا مین خوش رہون
جان رب نے اک مجھے دی عاریت	جب وہ پھر مانگے وہین حاضر کرون

بیت

یہ جان عاریت کہ جو حافظ کو دوست نے سونپی	پر ایک دن آسے دیکھون مین دون وہین اُسکو

ثبات قوت مقابلہ کی ہے پریشانیون اور سختیون کے ساتھ تا بہ سبب بے یادتی کے اسمین کچھ تاثیر نہ کرسکین اور اُنکے آنے سے کسی طرح کی شکستگی کو دخل اُسمین نہو علم عبارت ہے بردباری سے کہ بہ سبب اُسکے صاحب علم جلد بلکہ کبھی مغلوب غضب کا نہو سکون وہ ہے کہ حرمت اور دین ومذہب کے لیے یا جاہ وحشمت کے واسطے لڑائی وجھگڑے مین جو درکار ہو اُسمین سستی نہ کرے شہامت وہ شوق ہے نفس انسانی کا بڑے کامون کے حاصل کرنے کے لیے تاکہ اس سے نیکنامی اور بڑا اجر پاوے تحمل اُس قوت کا نام ہے جسکے سبب آلات بدنی یعنی ہاتھ پاٗون وغیرہ کو اچھی فضیلتون اور نیک خصلتون کے تحصیل کرنے کیلیے استعمال کرین تواضع وہ چیز ہے کہ اپنے تئین اُن لوگون پر جو پایئن مرتبے مین ہین زیادہ نہ جانے اور اُس قوت کے حاصل کرنیکی اصل یاد رکھنا اس بات کا ہے کہ افراد انسانی امور خلقی اور نقص واحتیاج کی علامتون اور عجز وناچاری کی صفتون مین مشترک ہین باعتبار وحدت اصلی اور قرابت جبلی کے جیسے مضمون آیہ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین آدمیو تم اپنے اُس پروردگار سے ڈرو جسنے تمھین ایکہی شخص سے پیدا کیا ہے اور مفہوم اُسکا کہ تمھین پیدا نہین کیا اور تمکو نہین بھیجا مگر برابر شخص واحد

کے تصریح کرتا اور اُسکے چہرہ حقیقت سے پردہ خفا کو اُٹھا دیتا ہے جمعیت وہ ہے کہ دین و مذہب اور
حرمت کی حفاظت کے واسطے کاہلی نہ کرے اور اسکے لیے جان و مال سے سعی کرنی لازم جانے چنانچہ
پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالی غیور ہے اور اپنی غیرت کے سبب بد کامون کو حرام
کیا اور فرمایا ہے عم نے کہ بے شبہہ نیک آدمی صاحب غیرت ہوتا ہے اور مین نیک آدمی سے صاحب
غیرت ہون اور بتحقیق اللہ تعالی مجھسے غیور ہے رقت وہ ایک ملکہ ہے جس سے اپنے ہم جنسون کی پریشانی
کے دیکھنے سے نرم دل ہوجاے اور وہ سبب ہے شفقت و مہربانی کرنے کا عفت کے تحت مین جو نوعین
مندرج ہین مشہور انمین سے بارہ ہین پہلے حیا وہ اپنے تئین بُرے کامون سے بچا رکھنا تاکہ لوگون مین
متہم اور بدنام نہو چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ حیا ہر وجہ سے بہتر ہے دوسرے رفق وہ کسی پر
احسان کرنا کسی کام مین بطریق تبرع کے تیسرے حسن ہدی وہ عبارت ہے انسان کی نہایت خواہش
سے کمالات کے حاصل کرنے کے واسطے چوتھے سالمیت وہ صلح و آمیزش کرنا اُسوقت مین ہے کہ جب بسبب
اختلاف مزاج کے آپس کے درمیان فساد واقع ہو پانچوین دعت وہ اپنے تئین تھامنا ہے وقت
غلبہ شہوت کے چھٹے صبر وہ ہوا و حرص کے ساتھ لڑنا ہے اسلیے کہ بُرے کام اُس سے صادر نہ ہون
حق سبحانہ و تعالی نے فرمایا ہے جو اپنے پروردگار کی عظمت سے ڈرا اور اپنے تئین ہوا و حرص سے بچایا۔
پس بے شبہہ بہشت اُسکا مکان ہے بعضون نے صبر کی دو قسمین کی ہین ایک مقصود سے صبر کرنا دوسرے
مکروہ پر لیکن دوسری قسم قوت غضبی سے علاقہ رکھتی ہے صبر کے زیور پیغمبری اور جوانمردی کے گلے کی
زیب و زینت ہین چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے جو مکارم اخلاق کے بانی اور طریق توفیق کے ہادی ہین
فرمایا ہے تم صبر اختیار کرو جیسے صاحب عزم پیغمبرون نے صبر کیا ہے یعنی حوادثات زمانی اور مشکلات
ناگہانی مین پیغمبرون کے ساتھ جو اُس پاک درگاہ کے مقرب اور اُسکی دوستی و اخلاص کے خلعت فاخرہ
سے مخلع ہین موافقت کرے تاکہ دونون جہان کی خوشوقتی کے دروازے اُسکے آگے کھل جائین اور
شاید مطلوب حجاب مستوری سے دکھائی دین چنانچہ حدیث مشہور مین واقع ہے کہ صبر خوشوقتی کی کنجی
ہے اور دوسری حدیث مین بھی ہے کہ فتح صبر کے ساتھ ہے اور صحیفہ اصغر امین جو پارس حکیمون نے
ہیکلون اور عبادت خانو نمین لٹکا دیا تھا یہ لکھا تھا جیسے لوہا اپنی سرشت سے عاشق مقناطیس کا ہے

له قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم الصبر مفتاح الفرج ۱۲
عه قال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم الفتح مع الصبر ۱۲
محمد حسن مدعلی ت ۵ آبادی

ایسی ہی خطر خواہ بخواہ طالب ہے صبر کی ساتوین قناعت وہ کھانے پینے اور کپڑے وغیرہ مین تخفیف کرنی اور جسقدر کہ درکار و ضرور ہو اُسپر اکتفا کرنی بنظر حقارت کے اُن چیزون پر نہ جمع مال کی آرزو سے جو شرع کی رو سے نفسانی بخل کی ہے اور عقل کی رو سے بدبخلاف پہلی صورت کے کیونکہ وہ سب کے نزدیک بہتر ہے چنانچہ حضرت علیہ السلام کے کلام مین واقع ہے کہ قناعت وہ ایسی دولت ہے جو نہین خرچ ہوتی آٹھوین وقار وہ خاطر جمعی ہے نفس انسانی کی اور جلدی سے اپنے آپ کو بچانا حضرت پیغمبر خدا علیہ السلام نے جو خاتم ہین مجموعہ خوش خلقی کے فرمایا ہے کہ جلدی کرنی شیطان کی طرف سے اور آہستگی رحمان کی طرف سے ہے اور سید الانام علیہ الصلوٰۃ والسلام کی شریعت مین جلدی کی تھی مبالغہ اس طور سے ہے کہ امام ابا دردی نے جو بڑے مجتہدو نمین سے ہین تصریح کی ہے کہ اگر کسی کو نماز جمعے کے فوت ہونے کا خوف ہو تو با وجود اسکے راہ چلنے مین شتابی نہ کرے اور آہستگی اور میانہ قدمی کی راہ سے منحرف نہوئین نوین ورع وہ مداومت کرنی نفس انسانی کے ہے اچھے اور پسندیدہ کامون پر حق تعالیٰ نے کہا ہے کہ خدا کے دوست پرہیزگار ہی ہین دسوین انتظام وہ بندوبست اور اندازہ کرنا ہے ہر ایک کام کا موافق لیاقت اور مرتبہ اور مطابق اپنی قوت کے گیارھوین حریت یعنی آزادی وہ عبارت ہے اچھے پیشون سے مال کو حاصل کرنا پھر اُسے بڑے بڑے مصرفون مین صرف کرنا لیکن بُرے کام اور بیجا مصرف سے احتراز کرنا واجب ہی بارھوین سخاوت وہ نام ہے اُس ملکے کا جو بسبب اُسکے دولت کے خرچ کرنے مین دریغ نہ آئے اس طور سے کہ جسکو جتنا درکار ہو اُسکو اُتنا دے اور پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کے کلام مین واقع ہے کہ خدا تعالیٰ نے دین اسلام کو اپنے لیے قبول کیا اور سخاوت و خوشخوئی کے برابر کوئی شے دین کو رونق نہین دیتی ہے پس خدا تعالیٰ نے اپنے دین کو اُن دونون سے مزین کیا اور دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ قیامت کے دن پہلے جس چیز کو نیکیون کے ترازو مین تولینگے وہ خوش خلقی اور سخاوت ہے اور جب خدا تعالیٰ نے ایمان کو پیدا کیا کہا اُسنے یا الٰہی مجکو قوی کر حق تعالیٰ نے اسکو خوشخوئی اور سخاوت سے قوی کیا اور جسوقت کفر کو پیدا کیا اُسنے کہا یا بار الٰہ مجھے زور آور کر خدا تعالیٰ نے اسکو بدخلقی اور بخیلی سے زور دیا امام غزالی نے روایت کی ہے کہ کفار بنی عامر سے ایک گروہ کو اسیر کر کے حضرت رسالت پناہ کے پاس لائے حضرت نے فرمایا اُنمین سے ایک کی جان بخشی کرو باقی سب کو مار ڈالو اُسوقت امیر المومنین علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ خدا ایک ہی ہے اور دین بھی ایک اور

لہ قال النبی صلی اللہ علیہ وسلم التعجیل من الشیطان والتانی من الرحمان ۱۲

گناہ اُن بجھون کا برابر اُنھین کیا حکمت ہے جو ایک اُنھین سے نجات پاوے پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا
کہ مجھکو جبرئیلؑ نے خبر دی کہ سب کو مار ڈالو اور اُسکو چھوڑ دو کیونکہ وہ سخی ہے اور سخاوت اُسکی ہمارے
نزدیک مقبول ہوئی اور اخبار مین واقع ہے کہ اللہ تعالی نے موسیٰ پیغمبر کو وحی بھیجی کہ سامری کو مت مار
اسلیے کہ وہ سخی ہے اور دوسری حدیث مین ہے کہ بہشت سخی لوگون کا گھر ہے اور سخاوت کی تحت
مین بہت سی نوعین مین تفصیل اُسکی بڑی کتابون مین ہے جاننا چاہیے کہ بیشتر شجاعت کو سخاوت
لازم ہوتی ہے کیونکہ جب کوئی بڑی مشکلون کے اُٹھانے اور خوف وخطرے کے مکانون مین
جو احتمال ہلاکی کا ہے ٹھہرنے کی پروا نہین رکھتا اور اپنی جان پر کھیلتا ہے تو ہر آئینہ اُسکے
نزدیک مال و اموال چیز نہین اور برعکس اسکے بہت کم ہے کیونکہ بہت سے سخی ہین کہ اُنمین شجاعت
کی بو بھی نہین پائی جاتی اور جنس عدالت کے تحت مین جو نوعین مندرج ہین مشہور اُنمین سے
بارہ ہین ۱ صداقت ۲ الفت ۳ وفا ۴ شفقت ۵ صلہ رحم ۶ مکافات ۷ حسن شرکت ۸ حسن قضا ۹ تودد
۱۰ تسلیم ۱۱ توکل ۱۲ عبادت لیکن صداقت عبارت ہے سچی دوستی سے اور علامت اُسکی یہ کہ ارادے
شریعت و عقل کے واسطہ دوئی کا درمیان سے اُٹھادین اور دو تن نہایت اتحاد سے ایک ہو جاوین
اس طور سے کہ جو اپنے اوپر پسند نہ کرے وہ اپنے دوست کے اوپر بھی پسند نہ کرے اور جس چیز کو اپنے لیے
چاہے اسکو اپنے دوست کے لیے بھی چنانچہ پیغمبر علیہ السلام نے فرمایا ہے کہ تم مین سے کوئی مومن نہین ہوسکتا
جبتک نہ چاہے اپنے دوست کیلیے جو چاہے اپنے واسطے اور الفت وہ ہے کہ سب کی رائے اور عقیدے
اُنکے ایک دوسرے کی کمک مین برابر ہین اور سب ایک ہو کر مخالف کے توڑنے مین اتفاق کرین اور
وفا وہ چیز ہے کہ موافقت و اتفاق کی راہ سے سر مو تجاوز نہ کرے بعضون نے تعبیر اُسکی اس طور سے کی ہے کہ
جس سے جو وعدہ کرے اسکو اپنے اقرار کے موافق بجا لاوے اور کسی کا حق اگر اپنے اوپر ہو تو اسکو بخوبی ادا
کرے اور شفقت عبارت ہے مہربانی اور رحم دلی ہے جب کسی پر مصیبت دیکھے پھر اُس سے چھڑانے کیلیے
کسی وجہ سے کوتاہی نکرے کیونکہ دانشمندون کے نزدیک ظاہر ہے کہ ہر ایک ذرہ اس عالم کا اُس آفتاب
حقیقی کا پرتو ہے اور تجلی کی چمک اور سب ذی حیات اُسکے چشمۂ فیض سے سیراب اور اُسکے خوان نعمت
سے شاداب ہین خصوصاً انسان کہ سررشتۂ اتحاد کا اُنکے درمیان ازبس کہ استوار ہے مثنوی

ہین اہم بس مین جو عضو آدم کی نسل		کہ خلقت مین ہر ایک اُن کی ہی اصل	
کسی عضو کو درد پہونچے اگر		سرایت کرے دوسرے مین اثر	
مصیبت سے اورون کے بے غم ہو جو		تو پھر آدمی نام تسمیہ اُسکا ہو	

غرض اس مقام مین بہت سی باتین ہین چنانچہ شبلی رحمۃ اللہ علیہ سے منقول ہے کہ کسی نے ایک چارپائے کو سونٹا مارا پر چوٹ اسکی اُسکے بدن مین لگی مترجم کی عبارت حیف ہے کہ باوجود تفاوت نوعی کے اثر الم کا پیدا ہو اور جہان قرابت نوعی کے ساتھ اتحاد فطری متحقق ہے کچھ بھی نہو تعجب ہے کہ اسنے کیا کیا تھا کہ اس درجے کو پہونچا اور اُسنے کیا نہ کیا اُس سے محروم رہا بیت

چھوڑ دے اے بیمروت اپنی خود بینی کو تو		پھر یہ ظلمت تیری آنکھو نہین سراسر نور ہے	

اگرچہ رازنا اسکا اُن لوگون سے جو رسمی گفتگو کے تہ خانے مین بند ہین اور نظر اُنکی اشیا کی کنہ کو نہین پہونچتی اسلیے شاید مطلوب کے اجمال سے محروم رہ کر رسمی کتابون مین ظاہرا جو لکھا ہے اُسی پر اکتفا کرے اُن مصنفون کی بات سے رہ جاتی پوشیدہ رہیگا لیکن اُن دانا‌ؤن پر جنکی آنکھین تقلید کی جالی سے خالی ہین اور اُنکے انصاف کے دامن غبار کجروی سے پاک ظاہر ہے کہ وہم امور خلقی مین بہت تاثیر کرنیوالا ہے اسی واسطے ترشی کے خیال سے منھ مین پانی بھر آتا ہے اور اونچی دیوار کے اوپر آمد و رفت کرنے سے وہم گرنے کا ہوتا ہے اگر زمین مین اتنی مسافت پر چلے پھرے تو اسکا گمان بھی نہین ہوتا یقین ہے اس تقریر کے بعد جو یہان بحال دکھائی دے عقل اُس سے کبھی انکار نہ کرے لیکن یہ تقریر یہان بطور تنزل کے مذکور ہوئی بیت

اس سے بالاتر زبان کچھ اور ہے		عشق کے غم کا بیان کچھ اور ہے	

بیت

شمع تجلی کو بصر چاہیے		دیدۂ قلبی سے نظر چاہیے	

اور صلۂ رحم وہ چیز ہے کہ جب کوئی جاہ و حشمت کو پہونچے تو اقربا کو اُسکے شریک کرے اور جسمین اُنکی بہتری ہو اُسکی سعی یہ قرابت ظاہری ہے پر قرابت باطنی کیلیے بھی جو نسبت روح کے ساتھ رکھتی ہے اور اُسکو قرابت الٰہی کہتے ہین اسی طرح سے رعایت حق کی واجب ہے بلکہ اُس سے بھی زیادہ چنانچہ امیر المومنین

امام العادلین سیدنا حضرت عمر ابن خطاب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ہے کہ ایک قرابت گوشت اور لہو کی ہے دوسری جان و دل کی اور اُنکے درمیان بڑا فرق ہے مصرع

آب و گل سے جان و دل تک یان بہت ہی فرق ہے

اور مکافات وہ چیز ہے کہ جس قدر فائدہ اپنے آپ کو غیر سے پہونچا ہے اُتنا ہی یا اُس سے زیادہ اُسکے بدلے اُسے پہونچاے اور جو کچھ ایذا اُس سے اپنے تئین پہونچی ہو تو اُس سے کم بدلا کرے اور حسن شرکت وہ ہے کہ آپس مین کاروبار اس طور سے اختیار کرے جو شریکون کے دل نہ پھر جائین حسب امکان اور بشرط محافظت کے عدالت کے طور پر اور حسن قضا وہ ہے کہ لوگون کے حق کو ادا کرے اور اپنے آپ کو مذلت و ملامت سے بچا رکھے اور تودد اپنے ہمسرون کے ساتھ دوستی کرنی ہے اور فاضلون سے اچھی بات اور اُنکے ساتھ داد و دہش کرنی اور اُن چیزون کو اختیار کرنا جو موجب کشش محبت کے ہین اور تسلیم وہ ہے کہ خدا کے احکام اور قوانین شرعی اور طریقہ پیغمبری اور اُنکے امثال پر جو شریعت کے امامون اور طریقت کے مشائخون سے رسوم ہین راضی رہے اور اُنکو اچھی نیت سے قبول کرے اگرچہ وہ اُسکی طبیعت کے موافق نہون حضرت رب العزت نے کلام مجید مین تسلیم کو موقوف علیہ ایمان کا کیا اور فرمایا ہے کہ قسم تیرے رب کی کہ نہین مومن ہو سکتے ہین جبتک تجھے اپنے درمیان حکم نہ کرین پھر جو تو حکم کرے اُسے اپنے دلون مین کچھ حرج نہ سمجھین اور اُسکو درستی نیت سے تسلیم کرین اور توکل وہ ہے کہ جو چیز انسان کے قدرت اور اختیار مین نہو اور اندیشے کا بھی کچھ اُسمین گذر نہین زیادتی اور کمی اُسکی جلدی اور دیری نہ چاہیے اور اُس کارساز حقیقی پر بھروسا کرے بیت

خیالون کو چھوڑ دے بلبیت

خدا کے حکم پہ راضی ہو اور خوشدل رہ	کہ میرے اور نہ ترے اختیار مین کچھ ہے

اور حضرت پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام سے مروی ہے کہ جو کوئی گھر سے نکلنے کے وقت یہ دُعا پڑھے وہ کریم روزی بخش اپنے خزانہ بے انتہا سے دروازے روزی اور فراغت کے اُسکے آگے کھولے بِسْمِ اللّٰہِ عَلٰی نَفْسِیْ وَدِیْنِیْ وَمَالِیْ اَللّٰھُمَّ رَضِّنِیْ بِقَضَائِکَ وَبَارِکْ لِیْ فِیْمَا قُدِّرَ لِیْ حَتّٰی لَا اُحِبَّ تَعْجِیْلَ مَا اَخَّرْتَ وَلَا تَاْخِیْرَ مَا عَجَّلْتَ اِنَّکَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ خط خدا کے نام سے جو بہت بخشش کرنے والا اور نعمت دینے ہارا ہے مین اپنے واسطے اور اپنے دین اور اپنے مال کیلیے خدا کے نام سے پناہ لیتا ہون اے پروردگار تو اپنے

حکم پر مجھکو راضی رکھ اور نیک کر اُس چیز کو جو میرے لیے مقدر کیا یہان تک کہ جسے تو دیری سے بخشے اسکی
جلدی مین نہ چاہون اور جسکو تو جلد عنایت فرمائے اُسکی دیری نہ طلب کرون بیشک تو ہر شے پر توانا ہے
بینا لوگون سے پوشیدہ نہین ہے کہ مضمون اس دُعا کا توکل اور رضا کی طلب ہے مطابق خواہش آلہی کے
اور لازم ہے کہ اپنی خواہش کو حق تعالی کی خواہش کے ساتھ موافق کرے اور گوشۂ دل کو ہوا و ہوس کے
وسوسون سے بالکل خالی کرے تا تسکین اور نہایت خاطر جمعی حق تعالی کی طرف سے اُسکے دل مین حاصل
ہو یہان تک کہ ہونی نہ ہونی اُسکے ارادے سے بھی تعلق پکڑے عبادت وہ چیز ہے کہ اپنے پروردگار کی تعظیم و
تکریم جسنے اُسے نیستی کے ویرانہ سے لاکر ہستی کی آبادی مین بسایا اور بغیر سابقہ استحقاق کے نہایت مہربانی
سے بیشمار نعمتین اپنے خزانہ الطاف سے عنایت فرمائین اپنے اوپر واجب کرے اور فرشتون اور نبیون کی تابعداری
اور صحابہؓ اور اُنکے تابعین اور اولیا کی متابعت اور اُن داناؤن کی جو علم آلہی سے آگاہ ہین لازم جانے اور حکم
شرعی کو ماننا مذہب کی رسومات بجالانا پارسائی اختیار کرنی گناہون سے باز رہنا کہ وہ سبب ہین کمال کے
اشعار اپنا کرے لیکن طریقے عبادت کے تفصیل شرح سے معلوم ہوتے ہین اور جب اشیا کی بحث حکمت
مین اسطور سے ہوئی کہ یہان تک رسائی عقل کی ہو اور احکام شرعی کو بھی تفصیلاً جاننا عقل کے احاطہ سے
باہر ہے پر دو باتین جو وہان عقل سے معلوم ہوتی ہین سو بطور مجمل کے ہین کیونکہ بے وسیلہ شمع نبوت کے شریعت
کے گھر کی راہ دکھائی نہین دیتی اور عقل اکیلی وہان بھٹکتی پھرتی ہے پس فقہ کی باتین اجمال کی رو سے حکمت عملی
مین داخل ہین اور تفصیل کی نظر سے خارج یہ بیان ہے انواع فضیلت کا بعضے کے ساتھ بعضے کے ملنے سے
بہت سی قسمین پیدا ہوتی ہین حکیمون نے کہا ہے کہ جیسے اشخاص کے مزاج مختلف ہین اور دو شخصون کے مزاج
ایک طور کے نہین ویسے ہی اخلاق بھی گوناگون ہین یہان تک کہ خصلت دو شخصون کی ایک وش پر
نہین ہے ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ آدمیون کی شکل و صورت طرح بطرح ہونے کا سبب باوجودکہ اسقدر
تفاوت اور حیوانون مین نہین یہ ہے کہ انکی عقل کے گوناگون ہونے سے علیحدہ علیحدہ ایسی کیفیتین کہ وہ تابع
مزاج کے ہوسکین نفس انسانی مین پیدا ہوتی ہین کہ انمین سے ہر ایک کیفیت جدا ایک شکل کو چاہتی ہے کیونکہ
ہم دیکھتے ہین کہ غصے کی حالت کچھ ہے اور خوشی کی صورت کچھ اور ایسی ہی ہنسی کا چہرہ اور رونے کی شکل مختلف
اور حیوانون کے کیونکہ انمین ایک ہی طرح کی عقل کے سوا کچھ نہین ہے اسی واسطے تفاوت کیفیتون مین کم ہے

اور خصلتین اُنکی مختلف ہوتی ہین حاصل اس تقریر کا یہ ہے کہ بسبب اختلاف کیفیت کے مزاج سے متبدل ہوتا ہے اور بسبب اُسکے اخلاق متغائر ہوتے ہین یہانتک کہ دو شخصون کے مزاج ایک ہی نہین ہوتے اور خصلتین بھی ایک نہین

تنویر - اُن بحثون کے درمیان اس مقدمے کی رو سے جسکی تمہید ہوئی اکثر مسامحہ یعنی ضعف اور سستی ہی اُنمین سے بعض یہ ہے کہ ذکا اور سرعت فہمی اور انکی امثال کہ جنس حکمت کی انواع ہین داخل کیا حالانکہ اُنھون نے حکمت کی جو سابق تفسیر کی ہے بموجب اُسکے دو قسمین سبب ہوتی ہین حکمت کا ہان اگر تفسیر حکمت کی اس طور سے کرین کہ وہ ایک ملکہ ہے جسکے سبب قوت نظری احوال موجودات کی پہچان سے مستحکم ہوتی ہے تو دو قسمین اسکی انواع سے ہو سکتی ہین پر یقین یہ ہے کہ جنھون نے کہا ہے کہ قوت بقظی روش اگر برابر ہے تو اُس سے روش علم کی حاصل ہوتی ہے اور بہ تبعیت اسکی حکمت بنا اسکی اس تفسیر

غرض اس فن کے مسامحون کے لیے عذر کی تمہید ہوئی

چوتھا لمعہ - جب اُن فضیلتون کو معلوم کیا تو جاننا چاہیے کہ بمقابل انکے کتنی صفتین ایسی ہین کہ وہ اُن فضیلتون کی جنس سے نہین بلکہ اُنسے مشابہ بھی نہین اسلیے اکثر لوگ جو علم اخلاق سے ماہر نہین فریب مین پڑتے ہین پس لازم ہے کہ فضائل اور رذائل کے درمیان کیا فرق ہے اُسکا بیان اور وجہ تشبیہ کو ظاہر کیجیے اس طور سے کہ اصل جواہر یوت کے شبہ سے پہچانی جاے یہانتک کہ جوہر کمال انسانی کے ڈھونڈھنے والے اور ملکۂ نفسانی کی خواہش رکھنے ہارے دغا مین نہ پڑین اور دغا باز ہیر پھیر کرنے والون کے فریب مین آکر ٹھیکریون کو موتیون کی قیمت سے نہ لین لیکن ان فضیلتون مین بعضے لوگ ایسے ہین کہ وہ علمی باتون کو یاد کرتے ہین پھر انکی دلیلون کو بھی کسی طرح سے سیکھکر تقریر اس طور سے بناتے ہین کہ اکثر آدمی جو سرمۂ بینائی اور انوار دانائی سے بے نصیب ہین اُن تقریرون کو سُنکر بہت ہی خوش ہو کر تعجب مین آتے ہین اور انکی دانائی کی گواہی دیتے ہین حالانکہ اُنھین کسی بات کا یقین حاصل نہین اور ان دلون کے صفحے حروف راستی سے عاطل ہین ان لوگون کو علما اور دانا ؤن سے بول چال تشبیہ دینی ویسی ہے جیسے طوطی اور بندر کو آدمیون سے یا لڑکون کو بوڑھون کے ساتھ بیت

لکڑی کا سانپ مانو اگر ہو بشکل مار	دشمن کو زہر دوست کو مہرہ یہ اُمین کب

بعضے اُنمین سے وے ہین کہ کسی مطلب مین صاف سچ کا بھی اعتقاد نہین کرتے اور ہر ایک بحث مین

اگرچہ وہ پُرظاہر ہے جو نہین جانتے ہین سو بول چال کیا چاہتے ہین اور جھوٹی باتون کو اپنے وہم سے
تراش کر بندیون کو شک مین ڈالتے باوجود اسکے کہ جن یقینی باتون مین وہم کی مزاحمت نہین اُس سے
قاصر ہین پھر بڑے مطلبون کے لیے گردن دعوی کی بڑھاتے ہین اور باطل کو حق سے ملا کر وہم وخیال
کو بصورت علم ویقین کے دکھاتے ہین اور اسی کا نام تحقیق رکھتے ہین ہرگاہ کہ حکمت بڑا سبب ہے کمال
کا اور پہچان اسکی سوائے حکیمون کے میسر نہین پس اُن فریقون اور حکیمون مین تفرقہ کرنا بہت مشکل ہے
لیکن عفت کے مقابل جو صفت مشابہ اسکی ہے مثال اُسکی جیسے ایک جماعت لذت دنیاوی سے
اعتراض کرتی ہے اس توقع پر کہ جنس عفت اُنکو زیادہ حاصل ہو مثلاً اکثر زاہد اس زمانے کے اپنے زہد کو دکھاتے
ہین کہ اُس سے دام مکروفریب کا پھیلا کر عوام الناس کو چڑیون کی مثال پھنساتی ہین اسلیے کہ غرض
دنیاوی کہ جو مرتبہ ادنیٰ ہے حاصل کرین یا اُن لذتون سے کچھ خبر نہین رکھتے اسلیے پہاڑی اور جنگلی آدمیون
کے مانند شہر وآبادی سے بتفاوت رہتے ہین یا اُن لذتون کی کثرت سے بیزار ہین یا وہ اپنی پیدائش
ہی سے اسی طور سے ہین یا بنا پر کسی مرض کے شہوت اُنمین کم ہے یا دُکھ درد کے ڈر سے یا اس واسطے
کہ اگر آدمی اُنکے احوال سے مطلع ہون تو اُنھین سرزنش کرین جو لوگ کہ ایسے ہین وہ صاحب عفت
نہین پر سخاوت کے مقابل جو صفت اسکی مشابہ ہے مثال اسکی یہ ہے کہ بعضے آدمی ہوا وحرص اور
شہوت پرستی مین مال واموال کو لٹا دیتے ہین یا لوگون کے دکھانے کیلیے یا جاہ وحشمت کے واسطے یا
دفع ہرج کیلیے یا اُس مقام مین خرچ کرتے ہین جہان احتیاج اسکی نہین اور بعضے لوگ زیادہ خرچ کرتے
ہین بسبب اسکے کہ وہ دولت کے قدر سے غافل اور کسی مقام مین اسکو خرچ کرتے ہین اُس سے جاہل
ہین یہ حالت اکثر اُنمین پائی جاتی ہے جنکو اتفاقاً بسبب میراث کے یا کسی اور سبب سے مال مفت
ہاتھ لگجائے مثل مشہور ہے کہ مال مفت دل بے رحم وہ احمق ایسے ہین کہ اسکے پیدا کرنے کی مشقت
سے بیخبر اور یہ نہین جانتے کہ آمدنی بہت متعذر اور خرچ کرنا آسان تر حکیمون نے کہا ہے کہ دولت جمع
کرنی ویسی ہے کہ جیسے بڑے ایک پتھر کو پہاڑ کے اوپر لے جانا اور خرچ کرنا ویسا ہے جیسے اُس پتھر کو
وہان سے نیچے چھوڑ دینا کیا وہ نہین جانتے کہ مدار زندگی کا زر ہے اور مفلسی کے سبب بے رونق ہوجاتی
ہین فضیلات وہنر حضرت سلیمان پیغمبر کے صحیفے مین لکھا ہے کہ حکمت تونگری سے جی اُٹھتی ہے اور

مفلسی سے مرجاتی ہیں دانا کے پاس ایک پیسہ نہو کوئی اُس سے کچھ فائدہ نہ پاے بلکہ وہ آپ ہی اپنی احتیاج کے لیے دیکھ اُٹھاے اور کمالات سے رہجاے بیت

	مجھے یہ تجربہ حاصل ہوا کہ آخر کو	ہو قدر مرد ہنر سے ہنر کی زر سے ہو	

اور حاصل کرنا اُسکا اچھی وجہون سے دشوار اسلیے کہ بہتر پیشے کمتر ہین اور آزادون کو اسکی راہون پر چلنا مشکل ہے پس جو لوگ اسوجہ سے پیسے خرچ کرتے ہین وے سخی نہین بلکہ حقیقت مین سخی وہ شخص ہے جو اپنی دولت کو کسی غرض کے واسطے بخش نہ دے بلکہ اسلیے کہ سخاوت بہت اچھی چیز اور بالذات مطلوب ہے اور بغیر اُسکے دوسری وجہ سے اگر قصد اُسکا ہو تو وہ سخی بالذات نہو گا بلکہ بالعرض چنانچہ سابق مطلع کے درمیان خدا کے افعال مین اشارہ اُسکی طرف ہوا ہے اور شجاعت کے مقابل جو صفت مشابہ اُسکے ہے نظیر اُسکی یہ ہے کہ بعضے لوگون سے شجاعت کے کام ظاہر ہوتے ہین پر وہ حقیقت مین شجاع نہین ہین مثلاً ایک جماعت پُرخطر لڑائیون اور بڑے کامون مین طمع مال یا واسطے مرتبے کے یا کسی غرض کے لیے ٹھہر رہتی ہے لیکن یہ صرف اسکی حرص کے سبب ہے اور شجاعت کی قوت سے نہین جیسے چور بڑی مار پیٹ اور دائمی قید بلکہ کٹ مرجانے پر بھی صبر اختیار کرتے ہین اسلیے کہ نام اُنکا اپنے ہمجنسون کے درمیان کہ وہ بھی بڑے کامون مین اُنکے شریک ہین رہے اور جو کوئی اپنے بھائی بندون کی ملامت اور بادشاہ کی دہشت یا مانند اُسکے ان چیزون پر راضی ہی یا کبھی اتفاقاً فتح پائی ہو اس واسطے اسکے دل مین غرور آگیا ہے ایسے ایسے آدمی بھی شجاع نہین ہین بلکہ حقیقت مین شجاع وہ شخص ہے جسکے پیر مقصد کی ہدف نگاہ سواے اس قوت فاصلہ کے نہو لقیاس اُسکے جو اور قوتون مین مذکور ہوا پر درندون کی خاصیت جیسے شیر وغیرہ اگرچہ شجاعت سے ملتی ہے لیکن بہت وجہون سے نہین بھی ملتی انمین سے ایک وجہ یہ ہے کہ وے اپنے غلبے اور بڑائی کی استواری اور اپنی طبیعت کی خواہش سے غلبے کا شوق رکھتے ہین پس اُن کامون پر اقدام کرنا اُنکے غلبۂ طبیعی کی رو سے ہے شجاعت کی نظر سے نہین دوسرے یہ کہ مثال اُن کی پہلوان زور آورون کے برابر جو تمام بدن ہتھیار سے سجے ہوے ہین اکثر کمزور بیچارون کے سر اتر رہے ہین اور یہ شجاعت کے طریقہ سے باہر ہے کیونکہ تمام فضیلتون کی اصل عقل ہے تا کہ اور قوتین اسکے تابع اور فرمانبردار رہین سوا انمین نہین پس حقیقت مین شجاع اُسکو کہیے جس سے شجاعت کی خصلتین عقل کے حکم سے ظاہر ہون

اور غرض اصلی اسکی سوا اُس فضیلت کے نہو اور جو کہ ایسا ہو بے شبہہ اُسکے نزدیک بدکاری کا ڈر موت
کی وحشت سے زیادہ تر ہے اور مرنیکی نیک نامی جینے کی بدنامی سے بہتر جیسا کہ کہا ہے مصرع

آبرو جنگ مین رہے تو جان جانا ننگ ہے

اور ایک شعر عربی مین کہا ہے معنے یہ ہین بیت

ہمسر آسمان ہو کر بیٹھین ترائی کا جو فخر	جو کہ چاہے دلہنون کو اسپہ بھاری کب ہو مہر

اگرچہ لذت شجاع کی ابتدا مین کچھ نہین معلوم ہوتی کیونکہ اول اُسکا خوف ہلاکی کا ہے لیکن آخر کو حلاوت
زندگانی کی اور منفعت اسکی دونون جہان مین اپنی آنکھون سے مشاہدہ کریگا خصوصاً جبکہ دین کی نگہبانی
اور شرع متین کی تقویت کیلیے اپنی جان پر کھیلے چنانچہ آیۂ قرآنی اسپر دال ہے جسکے معنی یہ ہین جو لوگ
خدا کی راہ مین مارے گئے گمان نہ کرین کہ وہ مردہ ہین بلکہ زندہ ہین خدا کے نزدیک انکو روزی دیجاتی ہے اور مرد
دانا جانتا ہے کہ لڑائی سے بھاگنا سبب زندگانی کا نہین ہوتا اور نامرد بھاگنے مین اپنی جان کا بچاؤ چاہتا ہے
جو بچ نہین سکتی پس حقیقت مین طالب محال کا ہے بالفرض اگر کتنے دنک اُسنے فرصت پائی لیکن نامردی کی شرم
اور بے عزتی کی خفت اور اپنے ہمسرون کا طعن و تشنیع اسکی شیرینی حیات کو تلخ کر دیتی ہے پس ایسی زندگانی سے
جوانمردی اور نیک نامی اور توقع اجر عظیم کے ساتھ مرنا ہزار درجے بہتر ہے بیت

بعد فنا کرینگے تجھے یاد خاص و عام	بارے وہ کام کر کہ ہو جس سے تو نیک نام

اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ نے جو اپنے یارون سے فرمایا ہے مضمون اُسکا یہ ہے کہ اے آدمیو
فراموشی تمھاری خصلت موروثی ہے غفلت کی نیند سے چونکو اور یاد رکھو کہ اگر تم مارے نہ جاؤ البتہ ملک الموت
کے ہاتھ سے نہین بچوگے پس لڑائی سے کیون ڈرتے ہو اور نامردی کی شرم کیون اپنے اوپر لیتے ہو قسم اُس
رب کی جسکے اختیار مین ہماری روح ہے کہ تلوار کے ہزار وار کھانے اپنے سر پر بچھونے پر مرنے سے بہتر ہے کیونکہ
مردانہ وار جان پر کھیلنا اولی اُس سے ہے کہ زندیون کی مثال جان دینا بیت

دین و دنیا مین شہید عشق ہی ہے سرخرو	خوب ہے وہ دن کہ مجھکو کشتۂ یاران لیچلین

اور اکثر حدیثین شجاعت کی فضیلت مین وارد ہین انمین سے ایک حدیث ہے جسکا مضمون یہ ہے کہ تحقیق
خدا تعالی شجاعت کو چاہتا ہے اگرچہ ایک سانپ کو بھی مارے اور سب آدمیون کے نزدیک شجاع ہو

تعظیم اور انکی تکریم واجب ہے علی الخصوص بادشاہون اور سلاطین کو کیونکہ یہ گروہ عالی شکوہ نفیس جنسون
سے کہ وہ گوہر جان ہین کارزار کے بازار مین کاروبار کرتے ہین اور اپنے سینون کو مصیبت کی سپر بنا کر
دولت کے مخالفون سے لڑتے پس بادشاہون کو لازم نہین کہ مال واسباب کو اُنسے دریغ رکھین یا تھوڑی
تقصیر سے اُنپر خفگی فرماوین اور جو کوئی مفلسی کی پریشانی یا دولت کے جانیکے خوف اور بے وقر ہونیکی
دہشت سے یا محنت کے سبب اپنے آپ کو ہلاک کرتے ہین اُنکی حرکات کو نامردی پر قیاس کرنا بہتر ہے
کیونکہ اہل شجاعت ہر ایک مصیبت پر صبر کرتے ہین اور سختیون کو اُٹھاتے ہین اور ہر صورت کی گھبراہٹ
سے اپنے آپ کو بچاتے ہین کیونکہ آفت کے وقت گھبرانا اور بلاؤن سے دل چُرانا نامردی اور زنانہ پن ہی
اور شرع مین سبب طعن کا چنانچہ احادیث صحیحہ مین بھی ایسا ہی وارد ہے ان بحثون سے معلوم ہوا کہ عفت
اور شجاعت بلکل حاصل نہین ہوتی مگر حلیم کو اما عدالت کے مقابل جو صفت مشابہ اسکی ہے بیان اُسکا یہ ہے
کہ اکثر کام بطور عدالت کے اُن لوگون سے صادر ہوتے ہین جو حقیقۃً عادل نہین بلکہ وہ صرف دکھانے یا
سنانے کیلیے یا اسواسطے کہ لوگون کو اپنی طرف لگالین یا مال و دولت اور جاہ و حشمت پیدا کرین عدالت
کی روش سے بناوٹ کرتے ہین انھین عادل نہ کہنا چاہیے بلکہ حقیقت مین عادل وہ شخص ہے کہ اپنی
سب قوت کو برابر رکھے تاکہ عقل کے حکم سے سب کام اُسکے موافق ہون کہ کوئی قوت زیادہ اس حصہ سے جو
عقل نے اسکے لیے مقرر کیا ہے نہ چاہے اور ایک دوسرے سے تغلب نہ کرے جب اپنے آپ کو اس وضع
پر درست کرے تب آدمیون کے معاملے مین عدالت کے طریقے کو اس نسق سے مرعی رکھے اور اپنی اوقات
کو ہمیشہ اچھے کامون کی تلاش مین مصروف رکھے اور اسم نوع دیگر کو بدجانے یہ فضیلت اُسوقت میسر
ہوتی ہے کہ نفسانیت کو چھوڑ کر طریقۂ انسانیت پر جو مقتضاے ہر طرح کے ادب سیکھنے کا ہے آوے تب
انصاف کی علامتین اسکی پیشانی عدالت سے ہویدا اور نقشے کاروبار کے تختۂ اعتدال پر پیدا ہون اسیطرح
اور فضیلتون مین بھی قیاس کرے کہ کھوٹے کو کھرے سے اور کمی کو پورے سے پہچان لے یہان تک کہ
بازار معاملے مین عیار پیشون سے نہ ٹھگا جاے اور سودا نیک نامی کا دونون جہان مین اسکے ہاتھ آوے

پانچوان لمعہ - جاننا چاہیے اُن فضیلتون مین سے ہر ایک کے مقابل ایک صفت رذیل ضد اسکی ہے
اور جیسے جنسین فضائل کی چار ہین ویسے ہی اجناس رذائل بھی پہلی نظر مین چار معلوم ہوتی ہین اول جہل

مقابل حکمت کے دوسری نامردی مقابل شجاعت کے تیسری بدکاری مقابل عفت کے چوتھی ظلم
مقابل عدالت کے اور نظر تحقیق سے جو ظاہر ہوتا ہے سو یہ ہے کہ ہر ایک فضیلت کی ایک حد معین ہے
جب اس حد سے تجاوز کرے گھٹنے یا بڑھنے سے تب ایک صفت رذیل پیدا ہوتی ہے فضیلت بیچون بیچ
کی حد کا نام ہے اور رذیل صفتین اسکے دو طرف کی مثال ہین جیسے مرکز دائرے کا ایک نقطہ معین
بیچون بیچ مین ہے باوجود اسکے کہ محیط سے اس تک جتنے نقطے فرض کیے جائین سب سے وہ دور ہی اور
گرداگرد اسکے محیط کی ہر ایک طرف کے نزدیک نقطے بیشمار ہو سکتے ہین اسی طرح سے ہر ایک فضیلت معین
کے مقابل رذیل صفتین بیشمار ہین اور جیسے اچھی راہ کی سیدھی چال سیدھی لکیر کے برابر ہو پھر اس راہ سے بری راہ
مین چلنا اس سیدھی لکیر کے ٹیڑھے ہونے کی مثال ہے اور ظاہر ہے کہ جتنی لکیرون کو دو نقطون سے ملا یے
انمین سے چھوٹی سیدھی ایک ہی لکیر ان دو نقطون کے درمیان ہوتی ہے اور ہر طرف اسکی ٹیڑھی لکیرین بیشمار
ہو سکتی ہین پس اسی طرح سے اچھی راہ کی سیدھی چال ایک ہی روش کے سوا ہو نہین سکتی اور بڑے رستے
کی ٹیڑھی چالین بیشمار ہین اور جب اصل بیچون بیچ کی حد کو پانا بہت مشکل ہے اور پانے سے بھی اس پر
ٹھہر رہنا اس سے زیادہ مشکل کیونکہ وہی طریق فضیلت کا ہے پر اسمین ثابت رہنا نہایت دشوار
ہے اسی واسطے پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو آدمیون اور جنون دونون فریقون کے راہ بتانے
ہارے اور پل صراط سے پاک کرنیوالے ہین فرمایا ہے کہ سورۂ ہود نے مجھکو ضعیف کیا کیونکہ اسمین
اچھے چلن پر رہنے کا حکم ہے مضمون اسکا یہ کہ تو سیدھی راہ پر جیسے مین نے حکم کیا ہے ثابت رہ اور اس
سبب سے پیغمبر صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پل صراط کا بیان یون فرمایا کہ وہ بال سے باریک اور تلوار
سے تیز ہے اور یقین ہے کہ سورۂ فاتحہ جو مشتمل طلب ہدایت پر ہے اسی معنی سے خبر دیتا ہے اور جبکہ بڑے بڑے
عالمون اور حکیمون اور ولیون سے مروی ہے کہ آخرت کی باتین جسکا وعدہ اور وعید حضرت مخبر صادق
صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا ہے وہ سب اخلاق اور اعمال کی صورتین ہین کہ ہر ایک شخص وہان اپنے
مرتبے کے موافق انکو مشاہدہ کریگا چنانچہ فرمایا ہے کہ آدمی خواب غفلت مین ہین جسوقت مرینگے تب
خبردار ہونگے پر جو لوگ اس عالم مین بیہوشی کی نیند سے چونکے ہوئے ہین انکو یہین اطلاع ہو جاتی ہے
یہ باتین قرآن مجید اور حدیث شریف کی اکثر جگہ مین صراحۃً مذکور ہین اور سبب ان صورتون کا خواہ رغبت

سے ہون یا کراہت سے اعمال اور اخلاق ہین جنھین اس عالم مین حاصل کرتے ہین چنانچہ بخواے آیہ کریمہ
کا جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق دوزخ کافرون کا گھیرنے والا ہے اور حدیث پیغمبر علیہ السلام کی کہ مضمون اُسکا
یہ ہے کہ جو کوئی سونے روپے کے برتن مین پیے وہ اپنے پیٹ کو دوزخ کی آگ سے بھرے اور تحقیق بہشت
کی زمین بہت صاف وستھرے درخت اُسکا کلمہ سبحان اللہ وبحمدہ ہے صاف اسکی خبر دیتا ہے اگر طالب
صادق اپنی چشم بینا کو وہم وخیال کے غبار سے دھوڈالے اور عقل کی گردن کو تقلید کی رسّی سے چھوڑا دے
بلکہ حدیث مشہور بھی جسکے معنی یہ ہین کہ دنیا عاقبت کی کھیتی[لہ] ہے اسکی خبر دیتی ہے کہ اگر گوش ہوش سے سنے قطعہ

پیر دہقان نے دردمندی سے	اپنے بیٹے سے ایک دن یہ کہا
اس جہان بیچ اپنی کھیتی مین	تو جو بوئے گا سو ہی کاٹے گا

پس باعتبار اُن باتون کے جو مذکور ہوئین آخرت کی سیدھی راہ جو عبارت ہے پل صراط سے جسے حشر
کے دن جہنم کے اوپر باندھین وہ اعمال واخلاق کے بیچ کے حد کے برابر ہے اور دوزخ اسکی گرد ونواح کے
مثال جو کوئی آج کے دن اُس راہ مین مضبوط رہیگا اور اُسکی سدھاوٹ سے نہ ٹلے گا وہ قیامت کے دن
بھی پل صراط کے اوپر سے بے ڈر چلا جائیگا اور بہشت کے اندر جو پاک آدمیون کا گھر ہے بے خطر داخل ہوگا اور
جو اس عالم مین اس سیدھی راہ سے بھٹک جاے تو عاقبت کو اُس پل صراط سے گر پڑے اور دوزخ مین جو
گنہگارون کا مکان ہے رہے اور فیثاغورس حکیم سے منقول ہے کہ انسان جو کام کرتا ہے اُسکے مقابل ایک
فرشتہ یا دیو پیدا ہوتا ہے کہ وہ اُسکے مرنیکے بعد مصاحب وملازم اُسکا ہوتا ہے چنانچہ آیہ قرآنی مین ہے کہ اگر
عمل اُنکا نیک ہو تو جزا اُنکی نیک ہو اور عمل اُنکا بد ہو تو جزا اُنکی بد ہے پس انسان کو چاہیے کہ احتیاط کرے اور
اپنے لیے ایسا مصاحب ڈھونڈھے جانتا چاہیے کہ وسط یعنی بیچون بیچ کو دو معنون سے تعبیر کرتے ہین
ایک وسط حقیقی جسکی نسبت اُسکے دونون جانب کی طرف برابر رہے جیسے چار دو اور چھ کے وسط مین ہے
اور یہ وسط معتدل حقیقی کے برابر ہے کہ اطبا اسکی نفی پر دلیل لاتے ہین دوسرا وسط اضافی اعتدال نوعی
اور شخصی کے برابر جو طبیبون کے نزدیک درست ہے یعنی بعضے کی نسبت سے بیچون بیچ ہے اور بعضے کی نسبت
سے نہین پر جو وسط اس فن مین معتبر ہے وہ معنی ثانی سے مراد ہے اسی واسطے فضیلت کی شرطین باعتبار
اشخاص کے مختلف ہوتی ہین بلکہ بنظر ہر ایک وقت اور ہر ایک حالت کے اور ہر شخص کی فضیلتو نہین سے

[لہ] ادرده مرشد شریف ہے الدنیا مزرعۃ الآخرۃ ۱۲

ہر ایک فضیلت کے مقابل رذیل صفتین غیر متناہی ہین پر اس مقام مین آئینۂ خیال مین صورت ایک شک کی دکھائی دیتی ہے کیونکہ جب وسط اس فن مین اعتدال شخصی اور نوعی کی مثال سے ہوا تو یہ شبہہ اسکا عرض بھی مانند عرض مزاجی کے ہوگا پھر اسکو بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر کہنا مناسب نہین ہوتا تقریر اسکی اٹھانیکی یہ ہے کہ جیسے مراتب عرض مزاج مین ایک مرتبہ ایسا ہے کہ سب سے بہتر اور قریب تر ساتھ اعتدال حقیقی کے ہے ویسا ہی مراتب ملکات مین بھی ایک مرتبہ ایسا ہے کہ وہ سب سے افضل اور مقصود بالذات ہے اور دوسرے مراتب سبب بعد کے اس مرتبہ سے شائبۂ افراط و تفریط سے خالی نہین اور جیسے شخص اور نوع ان مراتب مین افضلیت کی حالت مین نہین ہین لیکن بسبب ایک قرب معین کے جو اس مرتبے سے رکھتے ہین وجود نوع اور شخص کے محفوظ رہ سکتے ہین ویسی فضیلتون مین بھی فضیلت حقیقی وہی مرتبہ ہے اور باقی مراتب بہ سبب قرب کے اس مرتبہ فضیلت مین محسوب ہوتے ہین جیسے اعتدال بدنی مین اور مراتب پورے اعتدال پر نہین اور شائبہ انحراف سے بھی خالی نہین اسلیے کہ اُنسے خلل فاش افعال مین ظاہر ہوتے ہین مراتب اعتدال مین داخل ہین اور اسی صورت سے مدارج کمال مین موافق تفاوت قرب کے اعتدال حقیقی مین تفاوت پڑجاتا ہے اور قواعد طب روحانی کے قیاس پر قواعد طب جسمانی کے ہین پر اسمین شک نہین کہ اگرچہ اعتدال اس معنی کی رو سے بھی متحقق ہے لیکن دریافت اسکی صعوبت سے خالی نہین اور مقام مبالغہ مین اگر اسکے وصف مین کہین کہ وہ بال سے باریک اور تلوار سے تیز تر ہے تو کچھ مضائقہ بھی نہین خدا جسکو چاہے راہ راست کی طرف ہدایت کرے اور جب اس بیچون بیچ کی حد سے انحراف طرف افراط یا تفریط کے ہو تب مقابل مین ہر فضیلت کے دو صفتین رذیل پیدا ہون پس فضیلت گویا اُن دونون کے بیچ ہے جب اگلی تقریر سے معلوم ہوا کہ اجناس فضیلت کی چار ہین تو اجناس رذیلت کی آٹھ ہوئین دو انمین سے اطراف حکمت کے ہین سفہ و بلہ لیکن سفہ طرف افراط کا مشغولی ہے قوت فکر کی اُن چیزونمین جو واجب نہین یا اسمین جو کہ قدر واجب سے زیادہ ہو اُسکو گربزی کہتے ہین اور بلہ طرف تفریط کا بیکاری ہے اُسکے امور واجبی سے اور مطلقاً انکو چھوڑ دینا اپنی خواہش سے یا انہین قصور کرنا اور دو انمین سے اطراف شجاعت کے ہین لیکن افراط کو تہور کہتے ہین وہ اقدام کرنا اُن ہلاکی کے مقامون پر ہے جنکو عقل اچھا نہین جانتی اور طرف تفریط کا نام جبن ہے وہ ڈرنا اُن چیزون سے ہے کہ جنسے وحشت کرنا عقل کے نزدیک درست نہین

اور دو اُنمین سے اطراف عفت کے ہین پر اُسکے طرف افراط کو شرہ یعنی بدکاری کہتے ہین وہ زیادہ رغبت کرتا ہے خواہشون کی طرف قدر معقول سے اور طرف تفریط کا نام سکون ہے یعنی اپنے آپ کو اُن ضروری لذتون سے جو شرع اور عقل کے نزدیک بہتر یا درست ہے محروم رکھنا اپنے اختیار سے نہ کہ خلقت کی رو سے اور دو اُنمین سے طرف عدالت کے ہین طرف اول ظلم ہے وہ عبارت ہے حق تلفی اور مال مردم خوری سے اور طرف ثانی کو انظلام کہتے ہین یعنی ظلم ظالم کا قبول کرنا اور اُسکی اطاعت کرنی ذلت کی رو سے ہے اُن چیزون مین جو اُسکی خواہش کے مطابق ہون اور بعضے عدالت کے دونون جانب کو جو کہتے ہین کیونکہ طرف ثانی بھی ظلم ہے اپنے اوپر یا غیر پر اور غیر عدالت جامع جمیع کمالات کی ہے ویسے ظلم جو اُسکے مقابل مین ہے وہ جامع ہے تمام نقائص کا اور یہین سے ہے کہ شیخ الاسلام عبداللہ انصاری وغیرہ محققون نے کہا ہے کہ جو آزار نہین وہ گناہ بھی نہین کیونکہ جہان تک گناہ وہ ظلم ہے خواہ اپنے اوپر یا اورون پر **بیت**

جو کچھ تو چاہے سو کر پر ستا نہ اے ظالم		ہمارے دین مین سوا اسکے کچھ گناہ نہین

اور بعضے بزرگون نے کہا ہے اہل طریقت اکثر چیزون مین اختلاف کرتے ہین لیکن سب اسپر متفق ہین کہ راحت پہونچانی سب سے بہتر ہے اور دُکھ دینا بہت بد تر اور حدیث صحیح مین ہے کہ ظالم کی نیکیان مظلوم کے نامۂ اعمال مین لکھی جاتی ہین اور مضمون آیۂ کریمہ کا بھی یعنی ہم اُنپر ظلم نہین کرتے ہین ولیکن وہ اپنے اوپر آپ ظلم کرتے ہین اُس سے خبر دیتا ہے اسی طرح سے حد توسط کو اجناس فضائل کی تمام

الانواع مین قیاس کیا چاہیے

چھٹا لمعہ ۔ عدالت کی شرافت کے بیان کرنے مین پہلے تمہید کے طور سے تقریر کیجاتی ہے کہ مطابق عقل ونقل کے ذات پاک حضرت حق جل و اعلیٰ کی احاطۂ افہام سے باہر ہے اور اُسکے ایوان اجلال کا کنگرہ طائر بلند پرواز ادراک کے پرواز سے برتر بلکہ غایت سیر عقول البشری اور نہایت عروج قوت نظری کی وہ ہے کہ نسبت و اعتبارات کے واسطے سے جو باعتبار تعلق ذات اقدس کے ممکنات سے ہے

ثابت ہوے **بیت**

بولا کہ غلط ہمسے نشان کب پاے		رتبہ ہے تراعسالم صورت ہی کا

پیدا دل آئینہ جسمین رخسار اُس معشوق قدیم کا اہل عرفان کو دکھائی دیتا ہے سو وحدت ہے نہ وہ

وحدت جو مقابل ہے کثرت کے کیونکہ وہ ایک سایہ ہے اُسکے سایون سے اور وہ وحدت بھی نہین
جو اعداد مین ساری ہے اسلیے کہ وہ ایک پرتو کے سوا نہین اُسکے جمال بے زوال کی تجلی سے بلکہ وہ
وحدت ہے کہ اگر شمع جمال کو روشن کرے تو یہ عالم کثرت پروانہ کے مانند اُسکے آگے جل جاے **بیت**

جو شمع جمال اپنی روشن کرے — کسے تاب جو آنکھ ٹھہرا سکے

اُسکے جلال عالم سوز کی تجلی کے آگے ذرے دکھائی نہ دین اور کثرت مقام ظہور مین نہ ٹھہرے اور اُسکی
ذات پر کمال کی وسعت مین کوئی چیز شمار مین نہ آئے چنانچہ فحواے آیۂ کریمہ لمن الملک الیوم کا یعنی آج کسکی پادشاہت
ہے خداے واحد قہار ہی کی ہے بیان اُسکا اچھی طرح سے کرتا ہے **بیت**

ملک ہستی کا ہے شہ جز واحد قہار کون — شحنہ اُسکے قہر کے بن اسمین ہے سیار کون

یہین سے کہ اہل حکمت کے رئیسون اور مذہب کے بڑے مشائخون نے تصریح کی ہے کہ حق تعالی کی
وحدت ذاتی اور ہے نوع وحدت کی مغائر ہے وحدت عددی کی چنانچہ شیخ کبیرہ امام خبیر عارفون
کے پیشوا ابی عبد اللہ محمد بن حنیف رضی اللہ تعالی عنہ کے معتقد کے صدر مین عبارت عربی سے مرقوم
ہے معنی اُسکے یہ ہین کہ خداوند واحد ہے پر واحد عددی نہین اور مثل اُس واحد کے بھی نہین جو احاد مین
ہے تصور اس وحدت کا جو قانون ادراک عقلی کے طریقے سے باہر اور بغیر روش کشف وعیان کے
اُس تک پہونچنا متعذر ہے اور بسبب مشکل ہونے اس تصور کے فرمایا ہے جب اللہ کا ذکر کیا جاے
جس حال مین وہ واحد ہے نفرت گزین ہے دل اُنکے جو آخرت پر ایمان نہین لاتے چنانچہ امام راغب
اور دوسرے محققون نے بھی تحقیق کی ہے اور جو پرتو کہ دیدۂ عقل کو نظر آسکتا ہے سو وحدت عددی
ہے کیونکہ بغیر اُسکی روشنی کے کوئی چیز مقام ظہور مین آ نہین سکتی اور نہ ہونے سے اُسکے کسی شخص کے بقا کی
صورت ممکن نہین اور حکماء متألہین کے نزدیک جو ارباب کشف وشہود کے امام ہین مقرر ہی کہ کمال
ہر ایک صفت کا وہ ہے کہ اپنے ضدون سے قریب ہونے اور ملنے کے گھیرے مین آئے چنانچہ حق سبحانہ
تعالی کے مبارک اسمون مین مشاہدہ کیا جاتا ہے ہو الاول والآخر والظاہر والباطن وہو بکل
شیء علیم پس جو موجود ایسا ہو کہ باوجود اس کثرت احکام الٰہی کے وحدت اسمین ظاہر ہو تو وہ
اشرف ہو سکتا ہے پر دلکش آوازون اور اچھے نغمون اور موزون شعرون اور اچھی صورتون مین

جو تاثیر ہے سبب اُسکا شرف وحدت تناسب کا ہے اور آثار غریبہ جو وفق اعداد پر مترتب ہین وہ بھی
اس قسم سے ہین اور حکمت مین مقرر ہے کہ جتنا مزاج موافق اور وحدت حقیقی کی طرف نزدیک تر
اور مائل ہو اُسمین جو صورت یا جو نقش پایا جاے افضل واکمل ہوگا اسی واسطے سلسلۂ موالید مین
جبکہ مزاج معاون کا وحدت اعتدالی سے بعید ہے تو صورت نوعی اُسکی فقط مبداء ہے حفظ ترکیب
کا پھر جب اس مرتبے سے ترقی کرے درجۂ اعتدال نباتی کو پہونچے ساتھ اُس حفظ ترکیب کے مبداء تغذیہ
وتنمیہ وتوالید کا ہوتا ہے اور اس رتبہ سے گذر کے جب اعتدال حیوانی مین پہونچے تو ان آثارون کے
ساتھ مبداء حس وحرکت ارادے کا ہوتا ہے جب اس پایے کو چھوڑ کر اعتدال انسانی کو پہونچے توان
تمام آثارون کے ساتھ مبداء نطق کا یعنی ادراک کلیات اور اُسکے توابع کا ہوتا ہے اور اشخاص انسانی
کے مزاج اعتدال حقیقی کی طرف جسقدر نزدیک ہون کمالات اُنکے زیادہ تر ہون یہان تک کہ درجۂ نبوت
کو پہونچے پھر اُنکے درمیان بھی بہت سے مراتب متفاوت ہین یہان تک کہ زینۂ ختم کو پہونچے جو مظہر ہے
ہر ایک کمال کا اور نہایت سب نہایتون کی ہے کہ اُسکے آگے کوئی مرتبہ نہین اور علم موسیقی مین مقرر ہوا
ہے کہ کوئی نسبت شریف تر مساوات کی نسبت سے نہین اور جو نسبت وجوہ اختلال کی کسی وجہ سے
نسبت مواسات کی طرف رجوع نہ کرے وہ حد ملائمت سے خارج اور تنافر کے تحت مین داخل ہے

تبصرہ ۔ جب اطراف کلام کے اس مقام تک پہونچے تو اُن نغمون کے بعضے کی تفصیل کی طرف اشارہ
کرنا بہتر ہے اور بیان اُسکا جسطور کہ لائق اس مقام کے ہو یہ ہے کہ نغمہ وہ ایک آواز ہے جسمین ایک
نوع کی درنگ ہوتی ہے لیکن جسوقت حدت وثقل کی ایک حد معین مین کم رہو اور اُس سے کوئی تاثیر
ایسی جو خاصیت تالیف کی ہے پیدا نہو تو اُس علم کے جاننے والے کی نظر اُسکی طرف نہین ہے کیونکہ نظر
اسکی نغمون پر منحصر اس وضع سے ہے کہ میانہ اُنکا مطابق حدت وثقل کے یا زمان متخلل کا میانہ درمیان
اُنکے موافق مقدار کسی نسبت ملائم یا متنافر کے حاصل ہو شق اول کو علم تالیف کہتے ہین اور ثانی کو علم ایقاع
اور جب حدت وثقل مین اختلاف پایا جاے تو بالضرور اُن نغمون کے درمیان کسی نسبت ملائم یا نسبت
متنافر مین تفاوت پیدا ہوگا اسلیے کہ اگر تفاوت اُنکے درمیان مثل بالفعل سے یا مثل بالقوت سے
ہو تو ملائم ہے نہین تو متنافر اور مراد مثل بالفعل سے وہ ہے کہ قدر تفاضل اقل کے برابر ہو یہ اُس صورت

ہین ہوسکتی ہے کہ ایک نغمہ دوسرے کا دوچند ہو جیسے چار اور دو چھ اور تین اسے بعد ذی الکل کہتے ہین
اور مثل بالقوت سے مقصود یہ ہے کہ جو مثل بالفعل نہین ہی دونا کرنے سے مثل بالفعل ہوسکے اسکی دو قسمین
ہین ایک وہ ہے جو قدر تفاوت کی طرف سے قوت ہو جیسے چھ اور چار تفاوت اُنکے درمیان دو کا ہے اور
دو کے دونا کرنے سے چار ہوتے ہین اسے نسبت زائد بالجزء کہتے ہین دوسرے وہ کہ جن دونون کے درمیان
تفاوت ہے اُنکے ایک ہی جانب سے قوت ہو جیسے چھ اور دو کیونکہ تفاوت اُنکے درمیان چار کا ہے
پر دو کو کہ احد المتفادتین ہے دوچند کرنے سے چار ہوتے ہین اسکو نسبت کثیر الاضعاف کہتے ہین اور
جو نسبت کہ اُن وجہون پر ہون یا انکی طرف راجع ہو وہ ملائم ہے اور جو برخلاف اُسکے ہو وہ متنافر ہے
اور یہان سے معلوم ہوا کہ جو دو نغمے کہ اُنکے درمیان نسبت غیر عددی یعنی نسبت صمی مین سے ہو وہ متنافر
ہے نسبت صمی عبارت اس نسبت سے ہے کہ وہ ایسے دو مقدارون کے درمیان ہو کہ کوئی مقدار ان دونو کو
ایک ساتھ کھو نہ سکے جو خاصیت مقدارون کی ہے اور وہ عدد کے درمیان پایا نہ جاے اور متنافر ہو مثال
اسکی وہ نغمہ ہے جو تمام وتر سے یا اسکے اس جزء سے پیدا ہو کہ نسبت اُسکے کل کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت
ضلع مربع کی اسکی قطر کی طرف ہے اور جو نسبت اُن دونون کے درمیان عددی ہو پر اقل مفنی اکثر کا
نہو اور ان دو عددون کے درمیان تفاوت اُس جزء سے نہو جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہوسکے اور اُسکی
کسی نسبت ملائم کی طرف اُن وجہون سے بھی رجوع نہ کرے جنکا بیان شرح وار ہوگا تو وہ البتہ متنافر ہے
مانند اُن دونون نغمون کے جو ایک دوسرے پر زیادہ مقدار چار سبع کی ہو مثلاً ایک نغمہ سات کا دوسرا گیارہ
کا ہو کہ تفاوت اُنکے درمیان چار سبع کا ہے نہ سات کا کہ اقل ہی تضعیف سے گیارہ ہوتا ہے اور نہ چار سبع
کہ قدر تفاوت ہے اور اگر اقل مفنی اکثر کا ہو تو اُس سے خالی نہین کہ قدر تفاوت اقل کے برابر ہے یا اس سے
زیادہ اول نسبت نصف وضعف کی ہے اُسکو بعد ذی الکل کہتے ہین اور ثانی کا نام کثیر الاضعاف
ہے اور اگر تفاوت اُنکے درمیان اُس جزء سے ہے جو بالقوت عدد زائد کے برابر ہوسکتا ہے اگر وہ جزء نصف
اور مادون نصف کو جیسے بعد ذی الکل کہتے ہین نسبت عددی سے نہ کھو دے جیسے نصف اور ثلث ہے
اسے ابعاد وسطی کہتے ہین وہ انھین دو صورت مین منحصر ہے اور اگر تفاوت ربع و سدس سے ہو تو
جزو تفاوت نصف کو اور جو سبع و خمس سے ہو تو مادون نصف کو کھو دے گا لیکن ابعاد وسطی کی پہلی قسم کو

بعد ذی الخمسہ کہتے ہین جیسے دو اور تین اور دوسری قسم کو بعد ذی الاربعہ کہتے ہین جیسے تین اور چار اور اگر تفاوت اُس جز سے ہو جو نصف اور ما دون نصف کو کھوندے اُسکا نام ابعاد صغار ہے اور وہ زائد بالربع ہوتا ہے اور یہ قسمین تمام دو عددون کے درمیان تداخل کے ساتھ یا اُس جز کے تفاوت کے ساتھ متحقق ہین جو بالقوت عدو زائد کے برابر ہو سکے ان قسمون تک کہ تفاوت محسوس ہو سکتا ہے لیکن خلق النسان سے انکا ادا ہونا اگر ممکن ہو تو ملائم و معتبر ہین اور جو تفاوت اس مرتبہ سے ہو کہ کچھ معلوم نہین ہوتا یا بہت کم محسوس ہو خلق النسانی سے اخراج انکا محال ہو تو موسیقی والے کی نظر مین انکا کچھ اعتبار نہین کیونکہ جس صورت مین کچھ معلوم نہو یا تھوڑا تفاوت محسوس ہوتا ہے تو اس صورت مین علم تالیف سے جو لذت معتبر مطلوب ہے حاصل نہو گی لیکن وجہ اخیر کی صورت مین اگرچہ اخراج اُن کا دوسرے آلات سے ممکن ہے لیکن جبکہ وہ طبیعت النسانی کے طریقے کے جو نسبتین اصوات خلقی کی ہین برخلاف ہوئین تو طبیعت النسانی کی زیادہ رغبت اسکی طرف نہو گی اور لذت معتدبہ اُس سے نہ پائی جائیگی حالانکہ فن موسیقی زیادہ لذت کے موضوع ہے پس جو نغمہ کہ برعکس اُسکے ہے وہ مدنظر اُس فن کا نہو گا یہان سے معلوم ہوا کہ جو نسبت برخلاف نسبت آواز خلق النسانی کے ہے وہ معتبر نہین اور نہایت نسبت اصوات خلقی کی بحسب استقرار کے بڑے بعدون مین وہ ہے کہ ایک نغمہ دوسرے کا دو چند ہو جیسے کہ ایک اور چار اور چھوٹے بعدون مین وہ ہے کہ ایک زائد ہو چھتیس جزون مین سے کسی جز سے یعنی ایک چھتیس ۳۶ کا ہو دوسرا سینتیس ۳۷ کا اسکے اوپر جو مرتبے ہین سو مرتبہ نہین اما بیان اسکا کہ ایک نسبت دوسری کی طرف کسطرح سے رجوع کرے یہ ہے کہ باوجود اُسکے جو نسبت ضعیفی کہ اُسے نسبت مثلی کہتے ہین وہ سب نسبتون کی اصل اور سب سے اشرف ہے اور وہ اپنی نہایت شرافت سے اور بہ سبب قریب ہونیکے وحدت کی طرف ہر ایک جانب اُسکے دوسرے کے قائم مقام اس وضع سے ہوتی ہے کہ ملائمت جون کی تون باقی رہتی ہے یعنی اگر ایک نغمہ دونا ہو اور دوسرا آدھا پھر اُس آدھے کو اگر اُس دونے کی جگہ مین رکھین یا برعکس اُسکے کرین تو سُر کا رشتہ نہ ٹوٹے اور گانے کا تار ویسا ہی باقی رہے مثلاً ایک نغمہ آٹھ کا ہو جو دونا ہے چار کا اگر اس چار کے مقام مین آٹھ کو رکھین اور تین کے نغمہ کے ساتھ گانے لگین تو اُس آٹھ اور تین سے ایک بد ملائم پیدا ہو گا باوجود اسکے کہ اسکے درمیان

اتفاق اچھا نہین ہے لیکن ملائمت انکی اسلیے ہے کہ چار جو نصف آٹھ کا ہے تین کے ساتھ ملائمت
رکھتا ہے اور تین کی طرف سے اگر تو بھی اعتبار کرے اور تین کہ نصف ہے چھ کا اُسکے اور آٹھ کے
درمیان ملائمت ہے تو بھی مقصد پورا ہوگا اور بہر صورت راجع طرف بعد ذی الاربعہ کے ہوگا اور جو پانچ
کو تین کے ساتھ استعمال کرین ملائم ہو اور ابعاد صغار کی طرف رجوع کرے اسلیے کہ پانچ اور چھ کے بیچ ایک
نسبت ملائم ہے چھوٹے بعدون سے اور تین قائم مقام چھ کا ہے یا کہون کہ درمیان اڑھائی اور تین
کے نسبت چھوٹے بعدون کی ہے اور پانچ قائم مقام اڑھائی کا ہے اور اُن صورتون کو تمام متفق
باتفاق ثانی کہتے ہین اس مقام مین صاحب بصیرت کو معلوم ہو کہ بعد ذی الخمسہ کو بعد کثیر الاضعاف
اور بعد ذی الاربعہ کی طرف اور بعد ذی الاربعہ کو بعد ذی الخمسہ کی طرف رجوع کر سکتے ہین کیونکہ اگر
پہلی صورت مین دو کو قائم مقام چار کے خیال کرین تو بعد ذی الاربعہ کی طرف رجوع کرے اور جو تین
کو چھ کی جگہ مین تصور کرین تو بعد کثیر الاضعاف کی طرف رجوع کرے اور دوسری صورت مین اگر
تین کو قائم مقام چھ کے فرض کرین تو بعد ذی الخمسہ کی طرف راجع ہو اور بعد ذی الکل کی شرافت
واصالت مین سے جو زیادت اسکی مثل بالفعل سے ہے یہ ہے کہ وہ بعد اوسط کی طرف واسطہ
عددی اور واسطہ تالیفی دونون سے منقسم ہوتا ہے لیکن مراد واسطہ عددی سے وہ عدد ہے کہ دو عددون
کے درمیان متوسط اس طور سے ہو کہ نسبت اسکی باعتبار قرب کے دونون کی طرف برابر رہے جیسے چار
متوسط ہے درمیان چھ اور دو کے اور عبارت واسطہ تالیفی سے ایک عدد ہے جسکی زیادت کی نسبت
جو اُس سے اقل کے اوپر ہے اور کسی عدد زائد کی زیادت کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت عدد اقل کی
اکثر کی طرف ہے جیسے چار دو کی نسبت برابر اور جو نسبت اُنکے درمیان واسطہ تالیفی ہے سو تین اور
چھ کے بیچ ہے کیونکہ زیادت چار کی تین کے اوپر جو واسطہ تالیفی ہے درمیان تین اور چھ کے ایک ہی
ہے اور چھ کی زیادت چار اور دو کے اوپر اور نسبت اُن دونون کے بیچ ویسی ہے جیسی نسبت ہے
درمیان تین اور چھ کے پر بیان پہلی صورت کا اسطور سے ہے کہ چار کی نسبت دو کی طرف بعد ذی الکل
ہے اور جب تین کو جو واسطہ عددی ہے اُنکے بیچ لادین دو نسبتین پیدا ہون ایک درمیان دو
اور تین کے یہ بعد ذی الخمسہ ہے دوسرے درمیان تین اور چار کے وہ بعد ذی الاربعہ ہے اور

اور تقریر دوسری صورت کی یہ ہے کہ نسبت چھہ کی تین کی طرف بعد ذی الکل ہے اور چار کو جو نسبت
تالیفی ہے اگر درمیان اُنکے متوسط کرین دو نسبتین حاصل ہون ایک نسبت چار کی تین کی طرف یہ بعد
ذی الاربعہ ہے دوسری نسبت چار کی چھہ کی طرف وہ بعد ذی الخمسہ ہے اور اس تفصیل سے نسبت ضعفی
بعد ذی الکل کی وجہ تسمیہ اور نسبت تالیفی دونون کی معلوم ہوئی اس تمہید کی رو سے معلوم ہو کہ تمام ابعاد
ملائم نسبت مساوات کی طرف رجوع کرتے ہین کیونکہ بعد ذی الکل مین قدر تفاضل مثل بالفعل ہے اور
دوسری صورتون مین مثل بالفعل کے جدا ہونے سے مماثلت بالقوت قدر تفاضل کی جانب سے یا جنکے درمیان
تفاوت ہے انکی کسی طرف سے یا مماثلت یا لذات یا بالواسطہ ہے جیسے تفصیل اُسکی ہوئی پس ملائمت کا مرجع
مماثلت ہے جو ظل وحدت کا ہے اور قدیم حکیمون کے نزدیک نسبت کی پہچان اور اسکی وجہون کے استنباط
کرنے اور اُسکے وسیلہ سے اور اچھے اچھے علمون کے حاصل کرنے مین بڑا اعتبار ہے پر نسبت عددی اور
نسبت ہندسی اور نسبت تالیفی مشہور نسبتون مین سے ہے نسبت عددی سابق تقریر سے معلوم ہوئی اور نسبت
ہندسی وہ ہے کہ اول کی نسبت دوسری کی طرف ویسی ہو جیسی نسبت دوسرے کی تیسرے کی طرف اسے
نسبت متصلہ کہتے ہین یا جیسے تیسرے کی چوتھی کی طرف ہو اسکو نسبت منفصلہ کہتے ہین نسبت تالیفی وہ
ہے کہ اوسط و اصغر کے درمیان جسقدر تفاوت ہے اسکی نسبت اوسط و اکبر کی قدر تفاوت کی طرف ویسی
ہو جیسے نسبت اصغر کی اکبر کی طرف ہے جیسے مذکور ہوا اور اُن دونون کے استخراج کے قاعدہ اس فن کی
کی کتابون مین مذکور ہین اور علم ہندسہ سے بھی معلوم ہوتے ہین اور اکثر دقیقے علوم کے اور حکمت کے
بہت سے اسرار نسبت کے احکام پر بنتے ہین فیثاغورس سے منقول ہے کہ قواعد موسیقی کو آسمانون
کی آوازون سے نکالا اور اُسنے یہ کہا ہے کہ کوئی خوش آیند نغمہ آسمانون کی آواز سے نہین اگرچہ اس
بات کو حکیمون کے بعضے فاضلون نے ظاہر پر قیاس کیا اور کہا ہے کہ آواز کا سبب ہوا کے زور و
شور سے چلنے پر موقوف نہین لیکن شاید اُس سے بطریق کنایہ کے اس نسبت شریف کی طرف
اشارہ ہو جو حرکات فلکی کے درمیان ہے زمانہ کی جلد روی یا آہستگی کے مطابق جو اُسکے تابع مین
واقع ہے کیونکہ یقین ہے کہ کوئی ایسی ایک نسبت شریف ہوگی جو مدار ہے عالم کون و فساد کے
انتظام کا پس تعجب نہین کہ اُس نسبت یا اُسکے قریب کو نغمون اور آوازون مین تقلید کرین تو

نہایت بہتر اور دلچسپ ہو جسکو خدا نے دانائی بخشی ہے وہ جانتا ہے کہ روح کا متعلق ہونا بدن سے اسلیے ہے کہ ایک نسبت شریف اعتدال کی اجزا سے عناصر مین حاصل ہوئی ہے اور اسی واسطے جب وہ چھوٹ جاتی ہین تو وہ تعلق بھی جاتا رہتا ہے پس حقیقت کی روسے روح عاشق ہے اسی نسبت کی اور اسی سبب سے ہے کہ جہان کہین اچھی نسبت پائی جائے موجب دلچسپی اور رغبت قلبی کا ہو جیسے خوبصورتی کہ عبارت ہے تناسب اعضا سے اور بلاغت و فصاحت جو عبارت ایک مناسبت خاص سے ہے اجزاے کلام کے بیچ اسوضع کے کہ موافق مدعا کے طریقہ گفتگو کا محفوظ رہے اور تاثیر نغمون کی بھی بسبب تناسب کے ہے جیسے بیان ہوا او تحقیق یہ کہ وہ ایک معنی ہے اگر اجزاے عنصری مین جو آپس مین ملے ہوئے ہین پائی جائے تو اعتدال مزاج ہے اگر نغمون کے درمیان ہوا اسکا نام خوش الحان اور چال و چلن مین حاصل ہو ناز و کرشمہ اور اگر گفتگو مین ظاہر ہو تو فصاحت و بلاغت اور اعضا کے درمیان ہو تو خوبصورتی اور اگر ملکات نفسانی مین ہو تو عدالت ہے نفس انسانی ہر ایک مقام مین عاشق و طالب اسی معنی کا ہے جس رنگ مین دکھائی دے

اور جس لباس کے ساتھ نمود ہو بیت

ہے مجکو چاہ حُسن کی وہ جس مکان مین ہو	حیوان مین نمود ہو یا انس و جان مین ہو
جبّے سے یا قبا سے جو ہو اپنی سج بنا	پہچان لونگا تیرے تئین جس نشان مین ہو

تبصرہ۔ تتمیم اس لمعے کی سابق بحثون کے درمیان معلوم ہوئی کہ مدار عدالت کا رعایت کرنی اُس مناسبت کی ہے جو وحدت کی طرف رجوع کرتی ہے پس جبکہ اعتبار عدالت کا آن کامون پر موقوف ہوا جو عالم معاش کے بندوبست کے وسیلے ہین تو اُس اعتبار کی تین قسمین ہوئین اسلیے کہ وہ کام تین نوع کے ہین ایک وہ ہے جو تقسیم اموال اور بخشش سے تعلق رکھے دوسرے وہ جو معاملے اور داد و ستد مین ہے تیسرے سیاست و تادیب سے علاقہ رکھتی ہے لیکن اُن تینون صورتون مین تناسب درکار ہے پر قسم اول مین کہتے ہین جب نسبت اُس شخص کی اس مال اور اس بخشش کے ساتھ مانند نسبت اُس آدمی کے ہے جو مرتبے یا ایسے مال یا اپنی بخشش مین جو نظیر اُس بخشش کی ہے اُس مال سے برابر اُسکی ہو پس یہ بخشش حق اسکا ہے اگرچہ کچھ زیادتی

نقصان اسمین ہو تو تدارک اُسکا واجب بہ نسبت منفصلہ کے تشبیہ رکھتی ہے اور دوسری
قسم مین کبھی نسبت منفصلہ کو استعمال کرنے اور کبھی نسبت منفصلہ کو پہلے جیسے کہے تو کہ نسبت اس بزاز
کی اُس کپڑے کی سی ہے جیسے اس بڑھئی کی اُس چوکی سے ہے تو معاوضہ مین کچھ ظلم نہین اور دوسرے
جیسے کہے تو کہ نسبت اس کپڑے کی اس سونے کے ساتھ کیسی ہے جیسے نسبت اس سونے کی اس
چوکی سے ہے پس اگر کپڑے کو چوکی سے معاوضہ کرین تو افسوس نہین یہ مثال اخلاق ناصری مین
اسی طرح سے مذکور ہے لیکن اُسمین خلل ظاہر ہے ہان اگر نسبت کپڑے کی سونے سے مانند نسبت
کرسی کی سونے سے ہو تو معاوضہ مین حیف نہین ہوتا ہے ولیکن یہ نسبت متصلہ نہین ہے جیسے سابق
اسکے تعریف سے معلوم ہوا پر تیسری قسم مین جو نسبت معتبر ہے وہ نسبت ہندسہ کے مشابہ ہے جیسا
کہے تو کہ نسبت اُس شخص کے اپنے مرتبے کے ساتھ مانند نسبت اور ایک شخص کی ہے اسکے مرتبے سے
پس اگر اس شخص سے پہلے پر کچھ ظلم یا کچھ نقصان اُسکا ہو تو اُسی نسبت سے اُسکا بدلا کرنا واجب
ہے تا عدالت برقرار رہے غرض مرتبہ اعتدال کو نگاہ رکھنا اور اُس سے امور ملائم کو دفع کرنا بغیر پہچانے
وسط کے حاصل نہین ہوتا ہرگاہ کہ سابق تقریرون سے ظاہر ہوا کہ وسط کو دریافت کرنا نہایت مشکل
ہے پس شریعت الٰہی کی طرف جو میزان حق و باطل کی ہے رجوع کیا چاہیے تا وحدت حق کا جوہر آسکے
پیدا کرے اور جبکہ انسان کی طبیعت مقتضی اسکی ہے کہ شہر و آبادی مین رہے اور ایک دوسرے سے کاروبار
کیا کرے اور زندگانی اسکی بغیر شراکت و اعانت کے ممکن نہین اور مشارکت مین بھی دینا لینا عوض و معاوضہ
ضرور ہے مثلاً نانبائی کسان کے لیے روٹی پکاتا اور کسان اُسکے واسطے کھیتی کرتا ہے اور درزی
جولاہے کی خاطر کپڑا سیتا اور جولاہہ اُسکے لیے کپڑا بنتا ہے اور اسی طرح کے بہت سے کام ہین لیکن
اس عالم احتیاج کے جدا جدا کام کے درمیان ایک ہی چیز ایسی ہے جو دونون جانب کی تھامنے والی
نہین ہو سکتی پس اسی واسطے احتیاج ہوئی کہ پیسے کو درمیان لائے کیونکہ اُس سے تکفل اُسکا ہو سکتا
اور نام اُسکا عادل متوسط ہے لیکن جبکہ وہ بے زبان ہے اسلیے پھر ایک عادل گویا کی طرف احتیاج
ہوئی اور وہ پادشاہ عادل پس حضرت حق تعالی نے بنی نوع انسان مین سے ایک بادشاہ کو
مقرر کیا اور سپر شمشیر سے اُسکی تائید کی کہ اگر کوئی پیسہ کی عدالت سے منکر ہو اور اپنے حق سے زیادہ

مانگے اور سیدھی راہ سے پھر جاے تو شمشیر قاطع سے اُسکا سر براہ کرے پس احتیاط عدالت کی
تین چیزون سے متصور ہوتی ہے ایک شرع مقدس الٰہی دوسرے پادشاہ عادل تیسرے پیسا
چنانچہ حکیمون نے کہا ہے پہلا ناموس شریعت الٰہی ہے دوسرا ناموس بادشاہ جو تابع اُسکے ہے کیونکہ
دین اور بادشاہی دونون توامان ہین تیسرا ناموس پیسا ہے اور ناموس اُنکی زبان مین سیاست
کو کہتے ہین پر ناموس اکبر جو شرع ہے چاہیے کہ سب اُسکی تبعیت اور تابعداری کرین اور دوسرا
ناموس جو بادشاہ ہے وہ رعایا کی آسائش مین رہے اور تیسرا ناموس جو پیسہ ہے لازم ہے کہ بادشاہ
کے اختیار مین ہو چنانچہ نص قرآنی مین بھی اسکی طرف اشارہ ہوا ہے معنی اُسکے یہ ہین اور بھیجے انکے ساتھ
کتاب اور میزان کو اسلیے نازل کیا کہ انسان عدالت پر قائم رہے اور اُتارا ہمنے لوہے کو اُسمین سخت
ڈر اور آدمیون کے لیے منفعت ہے کیونکہ کتاب سے اشارہ شریعت کی طرف ہے اور میزان سے کنایہ
اُسکا ہے جو ہر ایک شے کے اندازے کی ترازو اور اُن چیزون کی نسبت کے پہچاننے کا جنکے درمیان
تفاوت ہے سبب ہو پیسا انمین داخل ہے اور لوہے سے اشارہ ہے اُس تلوار کی طرف جو بادشاہ
جنگ جو اور سیاست خو کے قبضۂ اقتدار مین ہو پس اُن باتون کے مقابل تین شخص ظالم ٹھہرے
پہلا بڑا ظالم وہ ہے جو شریعت الٰہی کی اطاعت نہ کرے وہ بدکار اور کافر کہلاتا ہے دوسرا ظالم اس سے
چھوٹا وہ ہے جو بادشاہ وقت کی متابعت سے سر پھیرے اُسے باغی کہتے ہین تیسرا ظالم اُس سے
چھوٹا وہ ہے جو عدالت کی راہ پر کہ پیسے کے سبب بنتی ہے نہ چلے اور اپنے حق سے زیادہ طلب
کرے اُسکا چور اور خیانت کرنے والا ہے لیکن فساد اُن دونون کا تیسرے سے بہت ہی بڑا
ہے کیونکہ جو کوئی شریعت الٰہی کے امر و نہی کے دائرہ سے نکلے ہر آئینہ وہ اُن دونون ناموسون مین
سے کسی کی اطاعت نہ کریگا اور اُس سے ہر قسم کے فساد پیدا ہو سکتے ہین جو شخص کہ بادشاہ وقت
کے حکم سے سر پیچی کرے اور اس آیہ کریمہ کے مضمون پر جسکے معنی یہ ہین کہ تم اطاعت کرو خدا کی اور اطاعت
کرو اُسکے رسول اور اُن لوگون کی جو تم مین سے صاحب حکم ہین عمل نہ کرے تو بادشاہ حقیقی کے حلقۂ
فرمان سے باہر ہو اور ہر طرح کی بدعت اُس سے متصور ہے اس صورت مین سب کو لازم ہے کہ

بقدر امکان اُسکے دفع کرنے کے لیے سعی کرین

حکایت - نامور بادشاہون کے اخبار لکھنے والون نے تواریخ کی کتابون مین یون نقل کی ہی
کہ ملک شاہ بادشاہ اگلے زمانہ کے بادشاہون مین سے تھا اور اُسوقت کی بادشاہت کا رشتہ
اُسکے قبضۂ اقتدار مین تھا پیل گردون اسکی اطاعت کی عماری اُٹھاتا اور ابلق ایام اُسکے امرونہی
کا تازیانہ سہتا رمضان کی اُنتیسوین تاریخ کو قصبہ نیشاپور مین اُسنے فتح کے جھنڈے بلند کیے اور صفحۂ
خاطر کو ہر ایک نوع کی کدورت سے پاک و مصفا کیا شام کے وقت جون ہی شاہ خورشید ملک مغرب
کی طرف متوجہ ہوا اور خیمۂ زرین کو دریا کے کنارے پر کھڑا کیا اور دن کے شور و غوغا کے سبب غروب کے
خلوت خانے مین آرام فرمایا اور روزہ دارون کی آنکھین یعقوبؑ کے مانند یوسف عید کے انتظار مین
دن کے مثال سفید ہوگئی تھین چاہتے تھے کہ ہلال عید جو یوسف کنعانی کی ابرو کے برابر ہے پیشانی
فلک پر نمودار ہو اسلیے اپنے اپنے سینے کی انگیٹھی مین لُبان ہوس کا آتش اشتیاق سے جلاتے تھے
اور مارے گرسنگی کے بدحواس ہو رہے تھے نہایت گھبراہٹ سے ہر ایک شخص چاند دیکھنے کو چھت کے اوپر
چڑھا از بسکہ غلبۂ خیال سے ہر ایک ٹکڑا مینھ کا اُنکی آنکھون مین ہلال کی مانند نظر آیا - بیت

یان تک سما گیا تو دل بیقرار مین	تیرے سوا نہ سوجھے کچھ اس چشم زار مین

القصہ درگاہ کے مقربون نے عید کے لالچ سے شرع کے مقدمون اور دین کی شرطون سے آنکھ
چھپا کر بادشاہ کے حضور مین عرض کی کہ عید کا چاند نظر آیا اور شاہ کو اسیر لائے کہ ارشاد ہوا شہر مین
منادی پھیر دین کہ کل عید ہے اُس عصر مین امام الحرمین ابوالمعالی عبدالملک جوینی جو بڑے مجتہدون مین
سے اور امام شافعی کے چچیرے بھائی اور امام حجۃ الاسلام ابوحامد غزالی کے اُستاد مین مسند نشین فتوی او
اجتہاد کے تھے جب اس ماجرے سے واقف ہوئے فی الفور اعلام کیا کہ ابوالمعالی کہتا ہے کہ کل رمضان
ہے جو کہ میرے فتوے پر عمل کرے چاہیے کہ صبح روزہ رکھے جب بادشاہ کے حواشیون کو اسکی خبر ہوئی اس
بات کو بُری طرح سے اظہار کیا اور عرض کی کہ ابوالمعالی نے خلاف حکم سلطانی کے کیا ہر گاہ عوام خلائق
اس دیار کے اُسکے معتقد مین اسی کے فتوے پر عمل کرینگے یہ حرکت دولت بادشاہی کے لائق اور آپ کی
شان کے موافق نہین بادشاہ اس بات سے بہت غصہ ہوا لیکن از بسکہ نیک ذات اور درست عقیدہ
تھا اور اہل علم کی عزت اپنے اوپر فرض جانتا اور اپنی استعداد کے مطابق امام الحرمین کے رتبہ سے بھی

واقف تھا ارکان دولت سے کہنے لگا کہ تم جاؤ امام کو مہربانی اور حرمت کے ساتھ میرے آگے لاؤ ہر چند
وے کہنے لگے کہ اُسنے حضرت کا حکم نہ مانا پھر اسکو حرمت سے کیون بُلایئے ارشاد ہُوا کہ جبتک اسکی بات
نہ سنون مین ایک خبر کے سنتے ہی ایسے بزرگ کو بے حرمت نہین کر سکتا ہون الغرض جب امام الحرمین
کے پاس فرمان پہونچا یا جو کپڑے کہ گھر مین پہنے ہوے تھے اُسی کپڑے سے بارگاہ سلطانی مین آئے
چوبدارون نے حضور مین عرض کی کہ امام نے اتنی نافرمانی پر اکتفا نہ کیا گھر مین جس لباس سے تھا اُسی
لباس کے ساتھ بارگاہ معلیٰ مین حاضر ہُوا اور محفل شاہی کچھ ملاحظہ نہین کرتا ہے بادشاہ یہ سُنکر نہایت
غصے ہُوا اور دیوانخانے کے داروغہ کو بھیجا کہ کسلیے اس حالت سے آتا ہے کیا نہین جانتا کہ بادشاہون
کی مجلس مین اسطور سے جانا بے ادبی ہے تب امام آواز بلند سے کہنے لگے کہ بادشاہ کو لازم ہے کہ اپنی بات
کا جواب آپ ہی سُنے اسلیے کہ اورون کو مقدور نہین کہ جو تقریر اسکی بخوبی حضور مین عرض کرین عرض جب
حضور تک پہونچا کہنے لگا اے بادشاہ مین اسی کپڑے سے نماز ادا کرتا ہون اور درست ہے تو جس لباس
سے خدا تعالیٰ کی بندگی مین حاضر ہو سکے وہ بادشاہ کی بندگی کے بھی لائق ہے لیکن جبکہ عادت
اس طرح کی ہے کہ ایسے کپڑون سے شاہون کے حضور مین نہین جاتے دل مین گذرا کہ پاس ادب کا کرون
اچھے کپڑے اور موزے پہنکر حاضر ہون پر جسوقت حکم عالی پہونچا اسی لباس سے مین بیٹھا ہُوا اُٹھ کھڑا ہوا
جبتک کپڑے بدلون اور کچھ دیر ہو تو بسبب اُسکے فرشتے میرے نام کو بادشاہ اسلام کے باغیون کے دفتر
مین لکھین بلکہ اُسی پائجامہ سے جو مین پہنے ہوے بیٹھا تھا اگر نہ آتا تو بادشاہ کے حکم بجالانے کے لیے
جلدی کے ثواب سے محروم ہوتا بادشاہ نے فرمایا اگر اطاعت سلطانی کو اُس مرتبہ سے تو واجب جانتا
ہے تو میرے حکم کے برخلاف کس واسطے منادی پھرواتا ہے جواب دیا کہ جو بات فرمان بادشاہی سے
علاقہ رکھتی ہے اُسکا مجھے قبول کرنا واجب ہے پر جسکا تعلق فتوے سے ہے لازم ہے کہ مجھسے پوچھین
کیونکہ احکام شرعی اور رسوم دینی مین حکم علماہی کا ہے روزہ رکھنا عید کرنا فتوے سے علاقہ رکھتا
ہے نہ سلطان کے حکم سے جب یہ بات ذہن نشین سُلطان کے ہوئی غصے کی آگ رضامندی کے پانی
سے بجھائی اور امام کو انواع نوازش و بخشش کے ساتھ رخصت کیا الحمدللہ کہ اس زمان فرخندہ
آوان مین جو شاہزادہ عالمیان کی صبح ظہور کا نور حضرت صاحبقران کی سن دولت اور حضرت

پادشاہ کی تاثیر عدالت سے اللہ تعالی اُنکا ملک اور غلبہ ہمیشہ رکھے کہ عالم انکی عدالت گستری اور شریعت پروری سے روشن اور گریبان افلاک انکی مرحمت و مہربانی سے معطر ہے گروہ خلائق کی مصلحون کا مدارا اور احکام شریعت غرا کی اصل ہے جبتک ہلال سلطانی خورشید کے ساتھ ترتیب سے مدارج کمال کو پہونچے حق سبحانہٗ و تعالی حضرت سلطان سلیمان مکان آصف نشان کے ہلال دولت کو حضرت صاحبقران سکندر زمان مخدوم اکابر دوران کے پرتو انوار مین پہونچاکر زوال کے چشم زخم سے محفوظ اور آسمان ابہت و اجلال کے ان دونون نیرون کے سعادت و اقبال کے ستارون کو مغرب وبال کی علامت سے مامور رکھے **بیت**

	بحق پیمبرؐ و آلِ رسولؐ		الٰہی تو میری دعا کر قبول	

تنویر حکیم ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ عدالت فضیلت کے جزکے برابر ہے بلکہ وہ تمام فضیلت ہے اور ظلم جو مقابل اُسکے ہے رذیلت کے جزکے مقابل ہے بلکہ وہ سرتاپا رذیلت ہے لیکن عدالت پہلے شخص اور اُسکے خصائل سے علاقہ رکھتی ہے جیسے اُسکی طرف اشارہ ہوا ہے پھر اُسکے شریکون کے ساتھ اہل خانہ یا شہر کے رہنے والون مین سے ہون اسی واسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ ہر ایک تم سے اپنے اعضاے جسمانی اور قواے نفسانی کا نگہبان ہے وہ قیامت مین پوچھا جائیگا انکے احوال سے اور جب فرمایا کہ عادل لوگ منبر کے اوپر حق سبحانہ و تعالی کے نور کی مثال ہین صحابیون نے پوچھا وہ کون آدمی ہین فرمایا وہ جو پہلے اپنے حق مین اور اپنی اولاد کے حق مین عدالت کرین پھر اُنکے حق مین جو اُنکے ملک مین اور اُنکے تابع فرمان رہین حکیمون نے بطور تمثیل کے کہا ہے جو چراغ کہ اپنے پاس ہے اگر اُسے روشن نہین رکھ سکتا ہے پس جو کہ اُس سے تفاوت ہے بطریق اولی اُسکو روشن نہین رکھ سکیگا یعنی جو کوئی اپنی اور اپنے خصائل اور اعضا کی عدالت سے عاجز رہے پھر اس سے اہل خانہ اور شہریون کی عدالت متصور نہین ہے چاہیے کہ پہلے اپنے تن بدن کی عدالت سے خبردار ہو اور افراط تفریط کے مضرت سے احتراز کرے بعد اُسکے گھر کے لوگون یا شہر کے رہنے والون سے وہی طریق سلوک رکھے اور نائب خداوند تعالی کا کہلائے حکیمون نے کہا ہے کہ جب خلق اللہ کی بندوبست کی ڈوری ایسے بزرگ کے قبضۂ اقتدار مین رہے تو زمانہ کے انتظام کا سررشتہ بخوبی مستحکم ہو اور اُسکی مبارک ڈور کی تاثیر سے

کفنیے اور نسل مین برکت پیدا ہو روایت ہے کہ کسریٰ کے خزانہ مین ایک تھیلا پایا اسمین گیہون کے دانے ازبسکہ بڑے بڑے چھوارے کی مثال تھے اُس تھیلے پر لکھا تھا کہ جس زمانے مین بادشاہون کی عدالت نہایت کامل تھی برکت اس مرتبے مین تھی درست ہے کہ اس زمان واضح برہان مین حضرت خاقان صاحب زمان کی عطوفت ورحمت کی برکت سے تھوڑی مدت کے بیچ ہرطرح کی جمعیت وخاطر جمعی اہل بلاد اور کافۂ عباد کو پہونچے اور ملکون کا میدان جو ظالمون کے ظلم سے پایمال ہلاکت کا ہو گیا تھا آبادی پر آیا یہ نشانی نزول رحمت اور علامت حصول برکت کی ہے **بیت**

خدایا تو ملک اس سے آباد رکھ	دل خلق کو خرم و شاد رکھ

ساتوان لمعہ - عدالت کی قسمون مین ارسطاطالیس نے تقسیم اسکی تین قسمون سے کی ہے ایک وہ ہے کہ اسپر اقدام کرنا اسلیے ہے کہ حق تعالیٰ کی بندگی کا حق ادا کیا جاے کیونکہ اسکی مہربانی نے بے سابقہ استحقاق کے خلعت وجود ہر ایک موجود کو انعام فرمایا اور اپنے خزانۂ احسان مین سے اس عالم امکان کی ہر ایک شے کو بیشمار نعمتون سے نوازش کیا پس اقتضا عدالت کا یہ ہے کہ ہر ایک متنفس اپنے اور اس حق کے درمیان جو لازم ہے اُسی کے بجالانے مین طریق مستحسن کو نگاہ رکھے اور اسکی بندگی کے چلن مین کسی طرح قصور نہ کرے دوسرے وہ جو متعلق ہے اپنی نوع کے شرکا سے مثلاً بادشاہون کی تعظیم علما اور ائمۂ دین کی تکریم کرنی امانتون کو پھیر دینا معاملے مین انصاف کرنا تیسرے وہ ہے کہ جو گذرے اُنکے حق سے ادا ہونا اس طور پر کہ اُنکے اموال مین قرضون کو ادا کرے وصیتون کو بجالاے اور جو اُسکی امثال سے ہو جو شخص احکام شریعت سے آگاہ اور پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اخلاق سے خبردار ہے سو جانتا ہے کہ حضرت نے بحکم اسکے کہ ہر قسم کی زبان اُنکو عنایت کی ہے اکثر مقام مین عبارت فصیح اور اشارۂ صریح سے اقسام عدالت کا بیان فرمایا انمین سے ایک اشارہ یہ ہے کہ فرمایا ہی تعظیم خدا کے حکم کی اور مہربانی خلق اللہ پر جاننا چاہیے کہ یہ عدالت کی تمام قسمون پر مشتمل ہے کیونکہ رعایت کرنی عدالت کی یا اُن چیزون مین ہے جو بندے اور اُسکے پروردگار کے درمیان ہین فقرہ اولی سے اشارہ اسکی طرف ہے یا ان چیزون مین جو اُسکے اور دوسرے آدمیون کے بیچ ہین اور اسکی طرف فقرۂ ثانی سے کنایہ ہے اور دوسری حدیث مین فرمایا جسکے معنی یہ ہین کہ دین نیکی کرنی ہے لوگون نے پوچھا کسکے واسطے فرمایا

خدا اور اُسکے رسول کے واسطے اور سب مومنون کیلیے عاقل دانا جانتا ہے کہ اتنی حکمت شریف کو
ایسی مختصر عبارت مین اس فصاحت اور بلاغت کے ساتھ سوا اس ادیب کامل کے جسنے مکتب سے اسکی کم
میرے پروردگار نے مجھکو ادب سکھایا پس آداب میرے اچھے ہونے سے ادب سیکھا ہے کون بیان کرسکتا
اسی واسطے حکماے متاخرین جب شریعت محمدی کی حقیقتون سے آگاہ ہوے اور اُنھون نے دیکھا کہ وہ
تمام حکمت عملی کی تفصیلون پر مشتمل ہے تو حکیمون کی سب باتون کی تفتیش اور انکی کتابون کی تتبع کرنیکو

فضول سمجھا بیت

جو دیکھا باغبان سے قد و بالا	اُٹھایا سرو گلشن سے دل اپنا

عبادت الٰہی کی تحقیق مین گفتگو یہ ہے کہ حق سبحانہٗ و تعالی نے قوت و اعضا مین سے ہر ہر کو ایک ایک
غرض کے لیے خلق کیا ہے تا سب ملکر کمال حقیقی کے حاصل کرنے کے لیے جو غرض اصلی ہے سبب ہون یعنی
خلافت الٰہی جو عبارت بادشاہت سے ہے اُسکے اسرار پر وقوف حاصل ہو چنانچہ مطلع کے درمیان
اشارہ اسکی طرف ہوا ہے پس ان قوتون اور اُن اعضا کو اُنکی غرضون مین صرف کرنا عبادت اور عدالت
اور شکر گزاری ہے اور سوا اُنکے متوجہ کرنا گناہ او ظلم اور ناسپاسی ہے جبکہ اُسکا التزام کرنا نہایت مشکل ہے
حق سبحانہ تعالی نے اپنے کلام بلاغت انتظام کے درمیان اُنکے اوصاف مین فرمایا کہ میرے بندون مین سے
شکر گزار تھوڑے ہین لیکن ہر ایک قوت و عضو کو کس کام مین مصروف رکھیے تفصیل اسکی شریعت محمدی
مین شرح وارد ہوئی ہے اسی طرح سے آدمیون کے حقوق بھی معاملہ اور نکاح اور قتل و قصاب کے ابواب
مین مشروح ہو چکے ہین وہان سے معلوم کیا چاہیے پر عدالت کی وجھون مین سے بڑی وجہ عدالت
پادشاہی ہے کیونکہ وہ عدالت کی سب صورتون کی جامع ہے اسیلیے بغیر اسکے کسی شخص کو مقدور عدالت
کا نہین ہوسکتا بالفرض اگر ہو تو نہایت مشکل سے کیونکہ تہذیب اخلاق کی اور بند و بست خانہ داری کا
بھی انتظام احوال سے علاقہ رکھتے ہین اور باوجود اتنی فکر ذکر اور محنت و مشقت کے خاطر جمعی جو وسیلہ
تحصیل کمال کا ہے میسر کہان جیسا کہ اخبار مین آیا ہے کہ اگر بادشاہ عدالت اختیار کرے تو ہر ایک
بندگی کے ثواب مین جو رعایا سے ہو شریک ہے اور جو ظلم اختیار کرے تو ہر معصیت کے وبال مین اُنکے ساتھ
برابر ہو اور حضرت رسالت پناہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا ہے کہ قیامت کے دن بادشاہ عادل

خدا کے مقرب بندون مین سے ہوگا اور سلطان ظالم اسکی رحمت کی بارگاہ سے دور پڑے گا حدیث مصطفوی مین وارد ہوا ہے کہ ایک گھڑی کی عدالت ستر برس کی عبادت سے بہتر ہے اسلیے کہ ایک ساعت کا عدل تمام ملکون کے درمیان ایک دم مین پھیل جاتا اور مدت تک اسکا چرچا رہتا ہے عبد اللہ بن مبارک رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے کہ اگر مین جانتا میری کوئی دعا مقبول ہے تو بادشاہ کی نیک خوئی کیلیے دعا کرتا تاکہ نفع اسکا تمام خلائق کو پہونچے جبکہ عدالت کی اس نوع کی تفصیلین سیاست بدن سے مناسبت رکھتی ہین اس مقام مین اسی قدر پر اکتفا کیا اور اس بحث مین لوگون نے اعتراض کیا ہے کہ تفضل محمود ہے اور عدالت مین داخل نہین کیونکہ عدالت عبارت ہے برابری سے اور تفضل زیادہ سابق معلوم ہوا کہ اعتدال کی حد سے تجاوز کرنا افراط سے معلوم ہو یا تفریط سے مذموم ہے پس چاہیے کہ تفضل مذموم ہو جواب اُسکا ارسطو نے دیا ہے کہ تفضل عدالت کے باب مین احتیاط کی قسم سے ہے تا اسکی نقصانی سے امن رہے اور ہر ایک ملکی کے توسط مین اختیار کرنی ایک طور پر نہین چنانچہ سخاوت مین جو وسط ہے اسراف و بخل کے بیچ احتیاط اسکی زیادت کی طرف میل کرنے سے ہوتی ہے اور عفت مین جو وسط ہے درمیان بدکاری اور پارسائی کے نقصانی کی جانب میل کرنے سے اور تفضل متحقق نہین مگر بعد رعایت کرنے شرائط عدالت کے اس طور پر کہ پہلے حد استحقاق مین ہو بعد اُسکے احتیاط کی جانب مین پھر زیادتی اسمین ضم کیجاے اور اگر کسی نے اپنے تمام اموال کو بیجا مصرف مین خرچ کر ڈالا اسے متفضل نہ کہینگے بلکہ وہ مبذر ہے پس تفضل عدالت مامون اور متفضل عادل محتاط ہے شرافت اسکی اس سبب سے ہے کہ یہ طریق عدالت کے باب مین مبالغہ اور احتیاط ہے نہ اس سبب سے کہ خارج ہے یہ وہ جواب ہے جو قوم نے دیا ہے لیکن یقین ہے کہ داناؤن کو یاد کرنے سے اُن باتون کے جو اس فن کے توسط معتبر مین مذکور ہوئین اس سے بہتر جواب حاصل ہو جانا چاہیے کہ تفضل کو عدالت مین کبھی اختیار کرتے ہین تا موجب نقصان اپنے حق کا نہو کیونکہ اگر درمیان دو شخص کے حکم کرے تو کسی جانب مین تفضل متصور نہو حالانکہ رعایت کرنی اصل اعتدال اور مطلق مساوات کی لازم ہے

تنا ویر حکیمون سے ایک گروہ نے کہا ہے کہ اگر رابطہ محبت و اخلاص کا آدمیون کے بیچ مربوط رہتا تو سلسلہ عدالت کی طرف احتیاج نہوتی کیونکہ اہل عالم مین سے بہ سبب ربط و اتحاد کے ایک دوسرے کی

رضاجوئی اختیار کرتا اور کوئی کسی کے حق مین طمع نہ کرتا تحقیق اس بات کی یہ ہے کہ رابطہ اخلاص کا نہایت مستحکم ہے رابطۂ عدالت سے کیونکہ محبت ایک وحدت جبلی داخل طبیعت ہے اور عدالت ایک وحدت قسری اس سے خارج ہے ساتھ اُسکے بغیر محبت کے منتظم نہین ہوتی پس بادشاہ مطلق محبت ہے اور عدالت اُسکا نائب سر اُس معنی کا یہ ہے محبت اِس آیہ قدسی کی رو سے جسکے معنی یہ ہین کہ مین ایک گوشہ مخفی مین تھا پس چاہا مین نے کہ پہچانا جاؤن تب پیدا کیا مین نے خلق کو ایجاد اشیا کا سبب ہے پس دوام اور انتظام بھی اُسی پر مبنی ہو سکتے ہین بیت

بل بے اے عشق کہن سال تو ہر دم نو ہے	تیرے فرمان کے تابع ہین ہر اک پیر و جوان

اگر خدا تعالی چاہے گا تمام بحث محبت کی حکمت منزلی مین آئے گی

آٹھوان لمعہ فضیلتون کے حاصل کرنے مین حکمت کے اندر مقرر ہوا ہے کہ مبادی ان حرکتون کی جو کمالات کی طرف پہونچاتے ہین یا طبیعت ہے یا صناعت اول جیسے حرکت نطفی کے اطوار مختلفہ پر یہان تک کہ کمال حیوانی کو پہونچائے ثانی جیسے حرکت چوب کی اوزار کے وسیلہ سے یہان تک کہ کمال صنعی کو بلائے لیکن طبیعت صناعت کے اوپر مقدم ہے کیونکہ طبیعت بے مداخلت ارادۂ انسانی کے مبادی عالیہ سے اخذ فیضان کرتی ہے بخلاف صناعت کے اسلیے کہ تعلق اُسکا ارادۂ انسانی سے ہے پس طبیعت گویا صناعت کا اُستاد اور معلم ہے اور جیسے نسبت کمال طبیعی کی مبادی علیہ کے ساتھ ہے ویسی کمال صناعی کی نسبت طبیعت سے ہے پر نسبت اسکی صناعت سے باعتبار تقدیم و تاخیر اسباب کے اور اُسکی تدبیر مین ایک وجہ مناسب سے ہو سکتی ہے تا جو کمال کہ فعل طبیعت کے اوپر تقدیر الٰہی سے مترتب ہے صناعت سے تدبیر انسانی کے سبب حاصل ہو یا وہ زیادتی جو صناعت کو ہے وہ حاصل ہونا اُن کمالات کا ہے جو ارادہ ہے اور مشیت سے علاقہ رکھتی ہین مثلاً جب انسان جانور کے بیضہ کو موافق گرمی مین جیسے چھاتی کی گرمی ہے سوا اور ترکیب سے بہت سے بچے ایک بارگی پیدا ہون کہ برابر اُسکے جانور کے از خود دینے سے ایکبارگی پیدا ہونا مشکل ہے جب تمہید اس مقدمے کی ہوئی تو اب مین کہتا ہون جب مہذب کرنا اُن خلقون کا جنپر نظر اہل فن کی مقصود ہے امر صناعی ہے تو البتہ اس بات مین طبیعت کا اقتدار اس طور پر کیا چاہیے کہ جو ترتیب وجود مین مقدم ہو اُسے تہذیب اخلاق مین بھی مقدم رکھین اور جو کوئی قوتون کے مراتب مین تامل کرے تو اُسے معلوم ہو گا

لڑکے کو جو قوت پہلے حاصل ہوتی ہے وہ طلب کرنا غذا کا ہے اسلیے کہ جو نہین وہ پیدا ہوتا ہے تو دودھ کی طرف
متوجہ ہوتا ہے یہ صرف الہام ربانی سے ہے کیونکہ اس خالق نے فرمایا ہے کہ مین نے ہر ایک شخص کو اسکی
پیدائش عطا کی پھر اُسے راہ بتائی اور جب قوت اُسکی زیادہ ہونے لگتی ہے اُسکے طلب کرنے مین چلانے اور رونے
اور اُسکے مانندون سے توسل ڈھونڈھتا ہے پڑا وائل مین بسبب حکم اجمال کے امور شاکلی کے درمیان جیسے
مان کی اور اُسکے غیر کی صورت ہے امتیاز نہین کر سکتا پھر جب اُسکی خواہش ظاہری اور باطنی مین جون
جون قوت آتی جاتی ہے خیال اُسکا اُن شکلون کے یاد رہنے پر جنھین وہ دیکھتا ہے قادر ہوتا اور مطالب کی صورتون
کو جو اُسکے وسیلے سے اُس دل مین گذرین اُسکی درخواست کرتا ہے جیسے خصوصیت مان کی اور اُسکے غیر کی ہے
اور اس قوت کی کامل ہونے سے ایک نوع کمال قوت غضبی کی اُسمین پیدا ہوتی ہے تا اُسکے وسیلے سے دفع
ضرر کا اور مزاحم ومانع کی صورت مین قصد پانے کیلیے نہایت مقاومت کرے پھر جو اُسکے ٹالنے کو استقلال بنا ہے
تو شور و فریاد اور اپنے غیر کی اعانت سے کمک ڈھونڈھے پھر جب یہ قوت پوری ہوتی ہے تب نفس ناطقی کا ایک
اثر خاص جسکا نام قوت حیا ہے اُسمین ظاہر ہوتا ہے اور وہ نتیجہ تفرقہ کرنے کا ہے درمیان نیک و بد خوبصورت
و بدصورت کے اور یہ قوت بھی آہستہ آہستہ مراتب کمال کی طرف ترقی کرتی ہے پھر جب قوت شہوی اور قوت
غضبی آدمی کو اُس کمال کو جو اُسکے لائق ہے پہونچاتی ہے تب وہ قصد نوع کے باقی رہنے کی کرتی ہے مثلاً
پہلی قوت بسبب کھانے پینے اور بڑھنے کے جب اُسکو ایک مرتبہ کمال کی طرف نزدیک کردے تو وہ چاہتا ہے
کہ ایک اور شخص کو پیدا کرے اسلیے کہ بسبب اُسکے نوع باقی رہے تب مادہ منی کا اُسمین پیدا ہوتا اور خواہش
نکاح کی اور بیٹے جنانے کی کرتا ہے اور دوسری قوت جب اُسکے حافظہ مین قرار اور مضبوط ہوتی ہے تب موذیا موافق
کے دفع کرنے کیلیے اور تدبیر ملت کی پاسداری اور سیاسات وغیرہ کے واسطے جنکے فائدے انواع کی طرف
رجوع کرتے ہین سعی کرتا ہے لیکن تیسری قوت یعنی قوت تمیز جب جزئیات کے درک کرنے سے مستحکم ہو تب کلیات کا
تعقل اور انواع و اجناس کا تصور کرنے لگتا ہے پھر جب اسپر قادر ہوا تب وہ اسم عقل کا مصداق ہوتا ہے پھر
ان کمالون کو ظاہر کرنے مین جو خاصۂ انسانی ہے شروع کرتا ہے یہی وقت انسان بالفعل ہونے کا آغاز ہے
پر اسکے آگے اسکو انسان کہا گیا ہے جیسے کیری کو آم کہنا اور اسی مرتبے کو بیچ ان کمالون مین جنکا تعلق
طبیعت کی تدبیر سے ہے منتہی ہوتا ہے اور یہ مرتبہ تدبیر صناعی کی ابتدا ہے یہان تک کہ اس کمال اصلی

کو جو اقصی مراتب انسانی کا ہے اور اسکی تعبیر مطلع کے درمیان نیابت خدا یعنی بادشاہت کی سی ہے
پہونچے پس طالب کمال کو لازم ہے کہ اسی طریق سے تحصیل کمالات مین رہے اور پہلی قوت شہوی کو مہذب
کرے تا اسکی نسبت بلکہ عفت یعنی پارسائی حاصل ہو پھر قوت غضبی کو تاکہ شجاعت حاصل کرے من بعد
تکمیل قوت تمیزی کرے یہان تک کہ حکیم کہلاوے پس اگر اتفاقاً ابتداے پیدائش مین قانون حکمت طریقے
سے ترتیب پایا ہو تو اس سے کیا بہتر لیکن ان قوتون کا یاد رکھنا اپنے اوپر واجب جانے اور شکر اس نعمت
عظمی کا اس حکیم مطلق کی درگاہ مین بجالاوے اور جو برعکس اسکے پرورش پائی ہو تو نا امید نہوا چاہیے بلکہ
آیندہ اُسکے تدارک مین ہمت مصروف رکھے جاننا چاہیے کہ بغیر آن لوگون کے جنکی خدا نے تائید کی ہے اور
بحکم اس آیہ قرآنی کے جسکے معنی یہ ہین کہ اللہ نے تجھے گمراہ پایا پس تجھکو ہدایت کی انھین کمال خلقی اور فضل
غیبی کے وسیلے سے علم کسبی اور فکر بشری سے مستغنی کیا ہے کوئی شخص فضیلت کمال کے ساتھ مخلوق نہین
ہے اور اُسکے حاصل کرنے کے لیے محنت و مشقت سے بھی مستغنی نہین اگرچہ بسبب تفاوت استعداد کے کوئی
بآسانی حاصل کرتا اور کوئی بدشواری پس جیسے خطاط اور تاجر کو پہلے مشق لکھنے اور کاروبار کی چاہیے یہان تک
کہ کاتب یا تاجر ہو ویسے طالب فضیلت کو اُن کامون پر جو موجب اُسکی تحصیل کا ہے اقدام کرنا لازم تا وہ ملکہ
اسکو حاصل ہو یہ صناعت فن طبابت کے ساتھ مشابہت تام رکھتی ہے کیونکہ منظور نظر طبیب کا حفاظت کرنا
اعتدال مزاجی کا ہے جبتک کہ ممکن ہو اور اعادہ کرنا اُسکا بعد زوال کے اور اس فن کے طلب کرنیوالے کا
قصد اعتدال خلق کی احتیاط کرتی ہے پھر اُسے حاصل کرنا بسبب اختلال کے بلکہ یہ علم حقیقت کی رو سے خوب
طب روحانی ہے جیسے سابق مذکور ہوا ہے مین سے ہے کہ جالینوس حکیم نے حضرت عیسی علی نبینا و علیہ السلام
کو لکھا تھا کہ یہ نامہ طبیب بدنی سے طبیب روحانی کو پہونچے پس جیسے علم طب کے دو جز ہین ایک احتیاط
کرنی صحت کی دوسرا بیماری کو دور کرنا ویسے اس فن کی بھی دو قسمین ہین ایک وہ جو فضیلت کی محافظت
سے تعلق رکھے دوسری جو دفع رذیلت کے لیے کام آوے پس طالب کو پہلے اُن تینون قوتون مین نظر کرنا
لازم ہے جیسا کہ سابق از این مذکور ہوا اگر اُن سبھون کا احوال اعتدال کے طور پر ہے تو اسکی محافظت
کی سعی کیا چاہیے اور جو اُس سے منحرف ہو تو اُسکے بدلنے مین کوشش کرے جب اُنکی تہذیب سے فراغت
ہو تو اُنھین عدالت کی حفاظت مین بمقدور سعی بلیغ کرنا واجب جانے یہان تک کہ کوئی دقیقہ فروگذاشت

نہو اور ہمیشہ اپنی اوقات کو اسمین مصروف رکھے تب کمال حقیقی کے نہایت مرتبے کو پہونچ جاوے۔
نوان لمعہ صحت نفسانی کی محافظت مین جب روح کو کسی نوع کی فضیلت حاصل ہو تو اسکی حفاظت
کرنی اور اُس قوت فاضلہ کو اپنے اختیار مین رکھنا اور اچھے اچھے آدمیون سے صحبت ملاقات رکھنی اور
برے لوگون کی مجلس سے احتراز کرنا واجب ہے کیونکہ اپنے یار و مصاحب کی خو بو طبیعت مین جلد اثر
کر جاتی ہین اسی واسطے حکیمون نے کہا ہے کہ طبیعت گویا چور ہے یعنی اپنے ہمنشین کے اخلاق کو پوشیدہ
لے لیتی ہے اور جیسے بدون کی اختلاط سے اپنے تئین بچانا واجب ہے اسی طرح انکی باتون سے بھی خصوصاً
ان کلامون سے جنھین انکے خیال اور وہم باطل تراش کر اون کو بناوٹ مین رکھتے ہین کیونکہ ویسے ایک
مجلس مین بیٹھنا یا ویسی ایک بات کو سننا اس شیوے مین اتنی بدیان مزاج مین آجاتی ہین کہ اُنسے
چھوٹنا سوا ایک مدت کے اور بہت سی تدبیر کے میسر نہین ہوتا اور اکثر ہے کہ صحبت علمار دانشمند کی بھی گمراہی
کا سبب ہو جاتی ہے اور علم فقہ مین جو مقرر ہوا ہے کہ اُن شعرون کا پڑھنا جو بُری باتون پر مشتمل اور انھین
طبیعت کی رغبت ہوا و حرص کی طرف ہو حرام ہے سو اسی حکمت کی طرف رجوع کرتا ہے اور اسباب
سرور کے جو کچھ شراب خوارون کے شعار ہین انکا حرام ہونا بھی اسی قسم سے ہے کیونکہ عمل کرنا اُن چیزون کا
موجب ہے شہوت پرستی اور بدکاری کا بھید اسکا یہ ہے کہ پیدایش انسانی ہین بسبب علاقہ بدنی کے روح
کو قواے جسمانی کے ساتھ بھی نسبت ہے اور شہوت و غضب کے اسمین داخل ہین پھر ہوا و حرص کی طرف رغبت
کرنی کیسی ہے جیسے نیچے اوترنا اسمین کچھ تکلف نہین اور فضیلت کا قصد کرنا کیسا ہے جیسا بلندی
پر چڑھنا یہ بدون محنت شاقہ اور تکلیف تامہ کے متصور نہین یعنی بغیر ترک کیے ہوا و حرص جسمانی کے
میسر کہان مصرع

	آسمان سروری یارو نہایت دور ہے	

نہین ہے یہ ہے کہ پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ بہشت احاطہ کی گئی مشقت اور
ریاضتون سے اور دوزخ ہوا و حرص اور خواہشون سے جاننا چاہیے کہ دوستون سے آمیزش کرنی اور ہنسنا
بولنا ایک اندازہ موافق کے ساتھ بہتر ہے بلکہ وہ زیادہ الفت اور محبت دائمی کا سبب ہوتا ہے جیسے
اور خلقون کی دو طرفین ہین ویسے انکی بھی دو جانب ہین طرف افراط کو چھچھورا اور مسخرا پن اور بے غیرتی کہتے

ہین اور جانب تفریط کو بیمزگی اور بگاڑ اور پشیمانی پس یہ دو طرفین مانند اور طرفون کے مذموم ہین اور مرتبہ وسط کا محمود اُسکا نام کشادہ روئی خوشخوئی خوش طبعی اور ظرافت ہے اور اس حد کی نگاہ رکھنے والے کو خندہ رو خوش خو خوش طبع اور ظریف کہتے ہین حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم اُس عظیم الشان ہونے کے ساتھ مزوج کرتے تھے لیکن سچ ہی بولتے اور امیر المومنین حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ بھی باوجود اُس مرتبۂ ولایت کے ہنسی اس مرتبہ سے کرتے کہ وے تینون خلیفہ کے بعد جب مسند امامت پر بیٹھے سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے کچھ ہنسی کی بات کی تب اُن نے کہا یہ وہ شے ہے کہ اسنے تمکو سب کے پیچھے ڈالا سبب اسکا یہ ہے کہ حضرت کی خلقت مین شق ولایت کا جو موجب جذب باطنی اور غلبۂ وحدت باقی کا ہے بیشتر تھا اور خلافت واسطۂ ظاہری اور علاقۂ کثرت فانی کے سوا نہین اُنکے درمیان آسمان و زمین کا فرق ہے اسی واسطے چندان شق ثانی کی طرف میلان طبیعت کا نہ تھا بیت

	موسیاؔ آداب دانا اور ہین		دل جلے اور سلیقہ بریان اور ہین

جو چاہے کہ اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے تو اُسکی حفاظت مین سعی کرے طریق اُسکا اس طور پر ہے کہ اپنے قوی کو خواہ وہ نظری ہون یا عملی اچھے کامون مین مصروف رکھے کیونکہ ہر ایک قوت اپنے اپنے کام کی مشاقی سے مضبوط اور غفلت کے ساتھ سست ہو جاتی ہے یہان تک کہ محل زوال مین پہونچتی ہے اور یہ طریق ریاضت بدنی کے برابر ہے کیونکہ طبیب کو لازم ہے کہ صحت بدنی کی حفاظت کے لیے مراتب سعی مین سے کسی مرتبہ کو فروگذاشت نہ کرے یہان تک کہ بدن صحیح اور تندرست ہو کر ہر طرح کی بیماریون سے بچ رہے بلکہ ریاضت روحانی صحت نفسانی کے لیے مشقت کی رو سے زیادہ ہے ریاضت بدنی سے کیونکہ اس ریاضت کیواسطے کئی ایک باتون کے سوا نہین بخلاف ریاضت نفسانی کے اسلیے کہ اگر نفس انسانی نظر و فکر کی مواظبت سے معطل رہے اور حقائق کمال کے ادراک سے جو غرض اصلی ہے اعراض کرے تو بے شبہہ حماقت و نادانی سے موصوف ہوتا ہے اور عالم عقول کے فیضان سے جو غذاے روحانی اور رزق آسمانی ہے محروم رہتا باطن مین کمال انسانی کے مرتبے سے گر جاتا اور ظاہر مین حیوان بے زبان کی مثال دکھائی دیتا پھر جب غفلت کی نیند سے چونک اُٹھے خواہ اس عالم مین یا اُس جہان مین سوا افسوس و پشیمانی کے کچھ اُسکے ہاتھ نہ لگے چنانچہ حق سبحانہ و تعالےٰ

نے فرمایا ہے اُسکے معنی یہ ہین کہ اگر تو دیکھے گناہگارون کو جس حال مین کہ وہ اپنے خدا کے حضور مین سر نیچے کیے اور کہین یا پروردگار ہمارے ہمنے دیکھا اور سُنا پھر ہمین دنیا مین بھیج تو ہم نیکی کرین اور ہم یقین کرنیوالے ہین ہر چند کہ علم و فضل سے زمانے کا یکتا ہو اور اُسکے عصر مین کوئی اسکا ہمتا نہو چاہیے کہ عجب و پندار کے سبب مراتب کمال سے گر نہ پڑے اور اتنک بھی سعی و کوشش کے طریقے سے باز نہ رہے کیونکہ اس عالم تردد مین ایک سے ایک عالم متبحر اور دانائے عصر ہے اور اپنے کبر سن کو کسب کمال کے چھوڑ دینے کا عذر اور سستی اور ناتوانی کا بہانہ نہ کرے افلاطون سے پوچھا کہ تعلم کبتک مستحسن ہے بولا جبتک کہ عیب جہالت کا رہے اور لازم ہے کہ جو کچھ اُسنے حاصل کیا ہے اُسکے ضبط اور تکرار کرنے دیکھنے سننے مین کاہلی نہ کرے کیونکہ فراموشی علم و ہنر کے حق مین بڑی آفت ہے صحت روحانی کے احتیاط کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے دل مین سوچے کہ نعمت مجازی کے طلب کرنے والے جو محل زوال اور مقام انتقال مین ہے اُسکے پیدا کرنے کے واسطے کیا کیا رنج و محنت اور سفر کی اذیت اُٹھاتے ہین پس دولت حقیقی اور خصلت ذاتی کے حاصل کرنے کی تاکید جس سے اُسکے جوہر ذات کی آرایش ہو ہر ایک صورت سے اپنے اوپر واجب جانے اور اس دولت فانی کو نعمت باقی کے اوپر ترجیح نہ دے فرض کیا کہ بہت سے تردد کے بعد دولت دنیا کی حاصل کی پھر جب وہ مرگیا تو اُسکے ورثے جو اکثر دمین سے اُسکے دشمن بھی تھے لے لیتے تھے بخلاف فضیلت کمال کے کیونکہ وہ رفیق دونون جہان مین ہے اسی واسطے پیغمبر خدا علیہ الصلوٰۃ والسلام کی حدیث مین آیا ہے کہ دنیا کو چھوڑ دے تو خدا تجھکو چاہے اور ترک کر اُن چیزون کو جو آدمیون کے پاس ہین تو وہ پیار کرین اور دوسری حدیث مین ہے تو دنیا کے بیچ غریب اور مسافر ہو کے رہ او رہا ہے تین قبر کے رہنے والون مین سے گن ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ جو کوئی دن کاٹنے پر قادر ہو چاہیے کہ وہ زیادہ طلبی سے باز رہے اسلیے کہ اسکی نہایت نہین اور اُسکے ڈھونڈھنے والے کو بہت سی آفتین پہونچتی ہین اور کہا ہے کہ اسباب دنیاوی سے غرض رفع احتیاج کے سوا نہین جیسے بھوک اور پیاس اور آفت بدنی سے بیگانہ اُسکی لذت مقصود ہے بلکہ لذت اصلی تندرستی روح کی ہے جو میانہ روی کی چال سے ہاتھ آتی ہے پس معلوم ہوا کہ زیادہ طلبی سے اعراض کرنا سبب ہے لذت اور صحت دونون کا اور اُسکی خواہش مین فنا ہے دونون کے کم کرنے کا سلیمان ابن داؤد علی نبینا و علیہم الصلوٰۃ

کے صحیفے مین لکھا ہے کہ دنیا کے درمیان طلب زیادتی کی نہ کرو اسلیے گھر کے بیچ صاحب خانہ ہو یا مہمان
اشتہا سے زیادہ کھا نہین سکتا پس غنی اور غریب قدر حاجت مین برابر ہین بلکہ صاحب فراغت کو
زیادہ وبال ہے اور اسکو سوا اسکے کچھ اور فائدہ نہین جو کہے کہ یہ چیز میری ہے اور جسکے گھر مین اوقات بسری
کا خرچ نہ ہو تو مقدار حاجت سے تجاوز نہ کرے اور پوچ کامون سے پرہیز کرے اور چاہیے کہ کسی وجہ سے
شہوت و غضب کو اپنے اوپر غالب نہ کرے اور تحریک اُنکی فقط طبیعت ہی کے اوپر موقوف نہ رکھے بلکہ عقل
مصلحت اندیش کی تدبیر سے بھی تعلق رکھے اور اپنے آپ کو اُن آدمیون کے برابر نہ کرے جو اپنے دل مین
اُس لذت کا خیال کیا کرتے ہین جو معاشرت یا غصے کے وقت مثلاً اُنکو پہونچی ہو پھر اُسکے سبب سے اُسی طرح
ایک لذت ایسی اور اٹھا لے جو وہ سبب دوسری اور شہوت یا غضب کا ہو پھر اسی وضع سے اپنے آپ کو ایسے
وبال مین گرفتار رکھین کہ اس سے چھوٹنا بہت مشکل ہو یہ حالت اُس شخص کے حال سے مشابہ ہے جو اپنی چال
سے بلا مین مقید ہو جائے پھر اُس سے چھوٹنے کی تدبیر مین مشغول ہو اور ظاہر ہے کہ کوئی دانا ایسی حرکت
پر اقدام نہین کرتا اور جب طبیعت کے حوالے کرے تو اس طور سے کرے کہ اُسکے وقت مین عقل کی مصلحت
سے انتظام پاوے اور حد اعتدال سے تجاوز نہ ہو تا فضیلت پارسائی اور شجاعت کے مرتبے کو پہونچے
اور لازم ہے کہ کھانے بولنے کام کرنے بیٹھنے اٹھنے چال چلن مین پہلے سوچ لے تا عادت انسانی کے طور
سے جو چیز کہ مخالف ہے اور وہ عقل کا اُس سے سرزد نہ ہو احیاناً اگر عادت نے سبقت کی اور کوئی ایسا
کام جو اُسکے قصد کے برعکس ہے اس سے ہو گیا تو اپنے آپ کو ندامت مین اُس وضع سے ڈالے جو اُسکی
عبرت کا موجب ہو جیسے اُسنے ایسے کھانے پینے کی جرأت کی جس سے پرہیز کرنا عقل کے نزدیک
واجب ہے تو اُسکی سزا اپنے اوپر اس طور سے مصلحت سمجھے کہ بار دیگر اُسکی خواہش نہ کرے بلکہ روزہ
رکھے اور اپنے آپ کو اس قصور کے واسطے زجر و ملامت مین ڈالے اور جو اتفاقاً اس سے بیجا غصہ
سرزد ہو تو علی الرغم اُسکے ایک نادان کو اپنا ملازم کرے تا بہ سبب صدور امر نالائم کے اُس سے جھکا
ہو رہے اور غصے کو بچایا کرے یا کچھ مال خیرات یا خدا کی بندگی ایسی جو اسپر شاق گذرے کرے تا بار دیگر
ارتکاب ایسی حرکت کا نہ کرے حکیمون کی تواریخ مین منقول ہے کہ جب بادشاہ نے سقراط کو تاہل کے لیے
حکم کیا اسلیے کہ اُس سے کوئی نسل یادگار اور اُس سے لوگ فائدے حکمت کے اٹھاوین تب اُسنے ایک

ایسی کلّہ دراز عورت کو اختیار کیا کہ ہر کہ ومہ کے پاس وہ زبان درازی مین علامۂ عصر اور مشہور تھی اسلیے کہ اسکی صحبت سے قوت غضبی کو مقہور کرے اور انکلیدس حکیم شہر کے احمقون کو خلوت مین بلا کر پیسا دیتا تا اسکو بلا زجر و ملامت کرین اور جو کوئی اپنے مزاج مین کاہلی دریافت کرے چاہیے کہ نیک کامون کی مشقت سے جو اسکی عادت معہود سے زائد ہین اپنی تادیب کرے غرض اُن کامون کی مشق مین خو کرے کہ طبیعت کو امکان غفلت و اہمال کا نہ ہو یہان تک کہ اُنپر قادر اور اُنسے خوگر ہو جاے اور بُرے کامون کو اگر وہ چھوٹے بھی ہون تو اُنکو چھوٹا نہ جانے اور اُنسے احتراز کرے کہ موجب سستی کا نہ ہین سے ہے کہ شرع کے بعضے امامون نے تصریح کی ہے کہ جس گناہ کو صغیرہ حساب کرتے ہین بنظر شخص کے وہ کبیرہ ہو سکتا ہے اس معنی کو پیغمبر علیہ السلام کی حدیث سے بھی نقل کیا ہے اور صغائر آہستہ آہستہ باعث کبائر کے ہوتے ہین بلکہ گناہ صغیرہ کے باربار کرنے سے حکم گناہ کبیرہ کا پیدا کرتا یا وہ خود کبیرہ ہو جاتا ہے باعتبار اُس اختلاف کے جو علما کے بیچ مین ہے اور لازم ہے کہ اپنی پہچان کی سعی کرنے مین مقدور بھر کوتاہی نہ کرے اور اس وجہ کی رو سے جو جالینوس نے کہی ہے کہ ہر کوئی اپنے آپ کو چاہتا ہے اور بحکم اُس قول کے جسکے معنی یہ ہین کہ دوستی ہر ایک شے کی تجھے اندھا اور گونگا کر دیتی ہے نہ اپنے عیب سے واقف ہو سکتا نہ پرائے عیب سے پس مناسب یہ ہے کہ دوستی کسی دانا کی اختیار کرے اور بعد اسکے کہ جب رابطۂ دوستی کا مربوط اور طریقہ نشست و برخاست کا مضبوط ہو تب اسکو اپنے عیبون کی اطلاع کر دینے کی تکلیف دے اور اس بات مین بہت سا مبالغہ اور الحاح کرے ہر چند کہ وہ کہے کہ تجھ مین کوئی عیب نہین دیکھتا ہون راضی نہ ہو بلکہ پوچھنے مین اور بھی اصرار کرے پھر اگر اُسنے کسی عیب سے مطلع کر دیا تو لازم ہے کہ بیزار نہو بلکہ خوش ہو امیر المومنین عمر ابن خطاب رضی اللہ عنہ کے فرمانے کے مطابق جسکا مضمون یہ ہے کہ جس نے میرے عیبون سے مجھکو واقف کر دیا خدا اُسپر رحمت بھیجے اُسے اپنے حق مین احسان سمجھے اور شکر اسکا اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے چھوڑنے کی تدبیر مین رہے اگر دوستون سے اُسکا مقصد نہ نکلے تو دشمنون سے التماس کرنا واجب ہے کیونکہ دشمن اظہار عیوب مین پردا نہین کرتا بلکہ وہ اسکے افشا کرنے مین اکثر ساعی ہوتا ہے پس اس طریقے سے پہلے اپنے عیب پر مطلع ہو سکتا ہے پھر

ایسا اگر ہے جو کسی طور سے اُسمین خلل راہ نہ پائے یہی معنی ہین اُسکے جو جالینوس نے دوسرے مقام مین لکھا ہے کہ نیکون کو دشمنون سے نفع ہوتا ہے اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے منقول ہے کہ مین نے بے ادبون سے ادب سیکھا اور بعضے حکیمون نے کہا ہے کہ فضیلت کے طلب کرنے والے کو چاہیے کہ اپنے آشناؤن کے احوال کو آئینے کے مثال خیال کرے اور اپنی سیرت اور خو خوارق کی صورت اُسمین دیکھے تو افعال بد کو اپنے معلوم کرے کیونکہ نفس انسانی جس طرح غیر کی بُرائیون پر جلد واقف ہوتا ہے اسیطرح اپنی بدیون سے خبردار ہونہین سکتا

دسوان لمعہ۔ امراض نفسانی کے معالجہ کرنے مین جیسے طب جسمانی سے مقرر ہے کہ حفاظت تندرستی کی احتیاط اور موافق چیزون کے اختیار کرنے سے ہوسکتی اور بیماری دوا کے استعمال کرنے سے جو اُسکی ضد ہے مندفع ہوتی ہے طب نفسانی مین بھی یہ قاعدہ جاری ہے اور جبکہ فضیلتون کی چار قسمین اور رذیلتون کی آٹھ ہین چنانچہ سابق گذرین پس رذائل کو اُس اصطلاح کی روسے جو کہتے ہین کہ دو ضد اُن دونون موجودون کا نام جنکے درمیان تفاوت اُس مرتبے سے ہو کہ کبھی دو اکھٹے نہ ہوسکین اضداد فضائل کے نہ کہہ سکیے لیکن باعتبار اصطلاح عام کے اطلاق ضدون کا اُنھین دونون پر منحصر نہین اور طب نفسانی کی اصل یہ ہے کہ پہلے مرضون کو پہچانے پھر شناخت اُسکی کہ کس مرض کا کیا سبب ہے اور اُسکی علامت کیا پھر دریافت کرنا اُسکا کہ اس مرض کی دوا کسطرح کیا چاہیے اور جبکہ قواے انسانی کے تین نوع ہین قوت تمیز قوت غضب قوت شہوت تو اُنکا منحرف ہونا حد اعتدال سے کیفیت کی جہت سے یا کمیت کی جانب سے ہے برشانی زیادتی کرنی اعتدال کی حد پر یا اُس حد سے نقصان کرنا پس ہر ایک قوت کی بیماری تین وجہ سے ہوسکتی ہین افراط یا تفریط یا ردایت کیفیت سے اما افراط قوت تمیز کا باعتبار شق نظری یا بنظر شق عملی کے ہوتا ہے اول جیسے کار کی حد سے تجاوز کرنا اور بحث و مناظرے مین مبالغہ کرنا اور بے محل ٹھہر جانا منشا اُسکا شبہہ بیجا ہے اور ان محصلون کے عرف مین جو لذت یقین سے محروم ہین اسے تدقیق کہتے ہین اور یہ سبب اُسکے مطالب یقینیہ سے رہ جانے پر دوسری قسم اگر امور جزوی مین ہو اُسکا نام گربزی ہے یعنی خلاف حکمت اور جو امور کلی مین ہو اسے دہا کہتے ہین یعنی اندازے سے زیادہ عقلمندی

اور تفریط قوت نظری کی خمود یعنی سستی فکر کی اور بلادت ہے اور قوت عملی کی بلاہت ہے غرض وہ
قصور کرنا فکر کا ہے حد واجب سے علمیات مین ہو یا عملیات مین اما ردایت اس قوت کی جیسے شوق
ان عملون کا کرنا جو نتیجہ کمال حقیقی کے نہین دیتے زیادہ اس قدر سے جو ممد تحصیل یقین کا ہو چنانچہ علم
جدل اور خلاف اور مغسطی کا یعنی بحث کرنے کا ہے از زیادہ اس سے کہ تحصیل تعین کا ہو اور جیسے علم
جادوگری رمالی بازیگری کا اسلیے بسبب اُنکی غرض اصلی کے رتبے سے رہ جاتا ہے اما قوت غضبی کا افراط
جیسے بہت غصہ کرنا اور انتقام کے پیچھے پڑ جانا اور آتش خشم کو مرتبہ اعتدال سے زیادہ بھڑکانا اور
تفریط اسکی جیسے بیغیرتی اور بزدلی ہے پر ردایت اس قوت کی کیسی جیسے بیجا غصہ کرنا مثلاً کنکر پتھر یا
چارپایون یا لڑکون یا اُن لوگون پر جو اُنکے تابعدار ہین غصہ ہونا یا بموجب خفگی کرنی پر قوت شہوت
کا افراط جیسے کھانے پینے پر زیادہ حرص کرنا اور عورتون سے بہت صحبت رکھنی ایسی جو استحسان عقلی
سے خارج ہو اور تفریط اسکی یہ ہے کہ جسقدر رکھانا پینا ضروری ہے اُسمین قصور کرنا اور بیاہ شادی کا
ارادہ جس سے بقا انسل متصور ہے نہ کرنا اسکا نام خمود شہوت ہے یعنی شہوت کو بجھانا پر ردایت
اس قوت کی جیسے مٹی اور کوئلے کھانے کی بھوکھ ہونی اور شہوت رانی مردون کے ساتھ کرنی غرض
شہوت رانی اس وضع کی کہ عقل کے نزدیک بد ہو اور بے سبب امراض بسیط کے جنس مین اور اُنکے
تحت مین بہت سے انواع مندرج ہین پھر اُنکے آپس کے ملنے سے بہت سے مرض پیدا ہوتے ہین جیسے
اُنمین بعضون کو مہلک کہتے ہین اسلیے کہ وہ اکثر امراض دائمی کا سبب ہوتے ہین جیسے حیرت نادانی
عصہ وری بزدلی غمگینی حسد انتظاری عشق اور بیکاری ہے اور جبکہ تاثیر ان بیماریون کی بہت ہے
تو معالجہ انکا ضرور لیکن ہر ایک اپنے اپنے مقام پر ظاہر ہوگی انشاء اللہ تعالی اور جبکہ بدن اور روح
کے درمیان از بسکہ علاقہ اور شدت سے رابطہ ہے چنانچہ اُنکی کسی ایک مین جو کیفیت پیدا ہو دوسرے
مین بھی سرایت کرتی ہے پس سوچا چاہیے کہ سبب اس کیفیت رویہ کا اگر کوئی مرض بدنی ہے
جیسے سوء مزاجی یا بدترکیبی تو دوا اُسکی طب جسمانی سے کرنا ضرور اور جو علت اسکی بدکاری کے سبب
سے ہو تو طب نفسانی سے اور جیسے تدبیر جسمانی غذا کے اور دوا کے استعمال کرنے سے ہو سکتی ہے اور
کبھی اتفاق ایسا ہوجاتا ہے کہ احتیاج زہر اور سخت کامون کی طرف ہوتی ہے جیسے داغ دینا یا

کسی عضو کو کاٹ ڈالنا تدبیر نفسانی بھی اسی روش پر ہے پہلے اپنے اخلاق کو درست کرے
اور برے کامون سے اپنے آپ کو نیک کامون کے وسیلے سے بچاسے یہ گویا غذا کی قسم
سے ہے دوسرے اپنے آپ کو کہنے سننے کام کرنے اور سوچنے کی روسے زجر
اور ملامت مین رکھے گویا دوا کے طور پر ہے تیسرے ارتکاب کرنا اُسکا جو موجب ایک
ایسی رذیلت کا ہو جو خلاف اُسکا ہے یہ صورت تشبیہ رکھتی ہے اُس حالت کے ساتھ
جب اتفاق زہر کے علاج کا ہو چوتھے عقوبت و تعذیب اور تکلیفات شاقہ اختیار کرنا اور اُن ریاضتون
مین مصروف ہونا جس سے نفس انسانی کو رنج پہونچے یہانتک کہ وہ قوت ضعیف اور فرمان بردار
ہوجاے یہ داغ دینے اور قطع کرنے کا شبہہ ہے یہ طریق معالجے کا ہے اجمال کی وجہ سے پر تفصیل کی
وجہ سے کتنے مرضون کے علاج کا بیان جو اُن تینون قوتون سے رکھتے ہین ہوگا تا اور مرضون کا قیاس
اُن پر کرین پر قوت تمیز کی بیماریان اگرچہ بہت ہین لیکن مخوف تر اُنمین سے تین قسم کی ہین ایک
حیرت دوسرے جہل بسیط تیسری جہل مرکب پہلی نوع افراط کی قسم ہے دوسری نوع تفریط کی تیسری
رداءت کیفیت کی قسم سے ہے لیکن علاج حیرت کا یہ ہے کہ جب دلیلین ایک مطلب کی آپس
مین متعارض ہون اور وہ مطلب خفی ہو مثلاً نفس انسانی اُسکے دونون طرف کے یقین کرنے
سے لاچار ہو چاہیے پہلے اس قضیے بدیہہ کو سوچے کہ دونون نقیضون کا ملنا اور اُنکا اُٹھ جانا
محال ہے جب اُسسے یقین اجمالی حاصل ہو کہ نفس الامر مین ہر ایک مسئلے کی دونون طرفونمین سے
ایک طرف حق ہوگی اور دوسری جانب باطل پھر اس مطلب کے مناسب مقدمون مین بطور قوانین
منطقی کے تفتیش کرے اور اس تفتیش مین احتیاط کی شرطین اچھی طرح ملحوظ رکھے یہان تک کہ
حق باطل سے علیحدہ ہو اور وہ حیرت کے احاطہ سے چھوٹ جائے علاج جہل بسیط کا وہ عبارت
ہے نادانی سے بے اعتقاد کیے علم کے اپنی شان مین پر ابتدا مین یہ بد نہین ہے بلکہ وہ علم سیکھنے
کی شرط ہے کیونکہ اگر وہ عالم ہے یا اپنی شان مین اعتقاد علم کا کرتا ہے تو سیکھنا محال لیکن اس
مرتبے مین رہنا بد ہے اور شرع اور عقل کی روسے اسکو ملامت کرنا واجب علاج اُسکا یہ کہ وہ انسان
اور دوسرے حیوانون کے احوال مین تامل کرے تا اُسسے یقین ہو کہ اُنپر فضیلت آدمیون کی باعتبار

علم وتمیز کے ہے اور وہ نادان جو زیور علم سے خالی ہین حقیقت مین گونگے جانورون کی مثال
ہین بلکہ اُنسے بھی بدتر چنانچہ مطلع کے درمیان ظاہر ہوچکا اسی واسطے اُن فضلا کی محفل مین جو
میدان کمال کے شاہ سوار ہین جب حاضر ہون تو اُنسے گفتگو کرنے کی کچھ راہ نہ پاے اور حیوان
بے زبان کے مانند مُنھ دیکھکر رہ جاے پس سوچا چاہیے کہ وہ آپس مین جو باتین کیا کرتے ہین
سو جانورون کی آواز سے مناسبت رکھتی ہین یا آدمی کے کلام سے اسلیے کہ اُنکی باتین اگر نطق
انسانی کے شمار مین ہوتین تو اُن علما کے مجمع مین جو جواہر بیان کے بازار کے جوہری ہین رواج
پاتین بلکہ اُنھین آدمی کہنا کیسا ہے جیسے گیہون کے جھاڑ کو گیہون اور انگور خام کو انگور کہنا اور
تھوڑے تامل سے ظاہر ہوتا ہے کہ اتنے گونگے جانور بحسب پیدائش کے اپنے کمال داعی کے
پہونچنے کے لیے قوا اور آلات جسمانی کو مصروف رکھتے اور اس راہ راست جس سے اسکی
نہایت کو پہونچتے ہین منحرف نہین ہوتے بخلاف اس نادان کے جو بھلے بُرے کی پہچان سے غافل
ہے اور اپنے ارکان جوارح اور قوا کو پیدائش کے خلاف مقتضیٰ مین صرف کرنا اور تحصیل کمال کی
سیدھی راہ سے جو خاصہ نوع انسانی کا ہے باز رہتا ہے پس یہ جاہل بے شبہہ ان حیوانون سے
بدتر ہے پھر جب اسی قیاس کے اوپر احوال جمادات کا ملاحظہ کیا جاے تو معلوم ہو کہ اس مرتبے
سے بھی وہ فروتر ہے کیونکہ اسنے بہ سبب اپنی بدچالی کے فطرت انسانی کو اعلیٰ علیین کے رہنے
سے اسفل السافلین مین ڈال دیا ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ اگر بینا اور نابینا دونون کنوئین
مین گر پڑین تو کمبختی مین دونون شریک ہین پر اندھا بہ سبب اپنے اندھے پن کے بچاؤ سے
معذور رہے اور بینا بہ سبب تقصیر کے عقل کے نزدیک مستحق ملامت وعتاب کا ہوتا ہے چنانچہ
عربی شعر مین کہا ہے مضمون اُسکا یہ ہے

بیت

مین نہین دیکھتا ہون انسان مین	عیب جیسا ہے نقص قادر کا

اور اہل نقل وعلم کے اتفاق سے ثابت ہوا ہے کہ کوئی فضیلت بدون علم کے تمام نہین ہو سکتی
اسی واسطے حضرت حق سبحانہ وتعالیٰ نے کتاب اعجاز انتساب مین پیغمبر علیہ السلام کو علم کی زیادتی
کی دعا مانگنے کے لیے حکم کیا اور فرمایا ہے کہ اے محمد کہہ اے میرے پروردگار میرے علم کو

زیادہ کرا اور جب عائشہ صدیقہ نے حضرت مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم سے پوچھا کہ آدمی کس چیز
کے سبب اچھے ہوتے ہین فرمایا کہ عقل کے سبب اور حضرت مصطفےٰ علیہ السلام نے حضرت مرتضیٰ
علی رضی اللہ عنہ سے فرمایا کہ اے علیؑ جبکہ آدمی اپنے پروردگار سے قرب و منزلت ہر طرح کی
بندگی کے سبب سے پیدا کرتے ہین پس تو عقل و فکر کے وسیلے سے اُنکے مرتبے اور قرب سے بھی سبقت
کرا اور حدیث مین آیا ہے کہ آدمی عالم یا متعلم ہے اور باقی گوبر کے کیڑے ایک صحابی نے حضرت
رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم سے سوال کیا کہ کون عمل بہتر ہے فرمایا کہ علم پھر اُسنے یہی سوال کیا تو
یہی جواب ارشاد ہوا یہان تک کہ اُسنے تین بار پوچھا اور حضرت نے یہی جواب دیا تب اُس نے
عرض کی کہ مین عمل سے سوال کرتا ہون نہ علم سے فرمایا کہ علم کے ساتھ تھوڑا عمل بہتر ہے بہت عمل
سے جو جہالت کے ساتھ ہو علاج جہل مرکب کا حقیقت اُسکی اعتقاد کرنا اُن باتون کا ہے جو
مطابق واقع کے ہین اور یہ بے شبہہ مستلزم ہے اپنے عالم ہونے کے اعتقاد کا باوجود کہ وہ عالم
نہین یا جیسا وہ نادان ہے پر نہین جانتا کہ نادان ہے اسی واسطے اسکو جہل مرکب کہتے ہین اور
جیسے اطبار بدنی بعضے امراض دائمی کے علاج کرنے سے عاجز ہوتے ہین اطباے روحانی بھی
ویسی بیماریون کی دوا سے ناچار ہین کیونکہ جب کوئی اپنے تئین عالم اعتقاد کرتا ہے پھر علم کی
طلب اور اُسکا حاصل کرنا کیونکر اُس سے متصور ہو چنانچہ حضرت عیسیٰؑ علی نبینا و علیہ السلام نے فرمایا
ہے کہ جنم کے اندھے اور کوڑھی کو مین اچھا کر سکتا ہون پر احمق کے علاج سے ناچار ہون لیکن
جو علاج کہ فی الجملہ چشم منفعت اُس سے متوقع ہو سو علوم ریاضی کا اشتغال ہے کیونکہ اُس علم کے
درمیان حق باطل سے نہایت جدائی رکھتا ہے اور وہم کی مداخلت چندان اسمین نہین جیسے
علم ہندسہ اور حساب اور مانند اسکے تا طبیعت اسکی لذت یقین کی پاے پھر جب اپنی معتقدات
کی طرف رجوع کرے اور اسطرح کی ہین اور لذت نہ پاے اور اپنے خلل سے واقف ہو جہل
اُسکا بسیط ہو جاتا ہے اور فضائل کے حاصل کرنے کی استعداد اسمین پیدا ہوتی ہے پر قوت
غضب کی بیماریان اگرچہ بیشمار ہین لیکن سخت تر اُنمین سے تین نوع کی ہین ایک غصہ
دوسری نامردی تیسری دہشت پہلی قسم افراط کی جہت سے دوسرے تفریط کی تیسرے

روایت کیفیت کے سبب ہے علاج غضب کا غضب وہ ایک کیفیت نفسانی ہے بسبب اسکے روح اور
خون جو سواری اسکی ہے جوش وخروش مین آتے ہین سبب اسکا خواہش انتقام کی ہے پھر جب وہ
کیفیت زیادہ زور کرتی ہے تو وہ جوش وخروش اسکا اور بھی بڑھ جاتا ہے یہان تک کہ دماغ
اور رگین جو روح کی آمد و رفت کی راہ ہین اسکی آتش خشم کے دھوئین سے بھر جاتی ہین اور تاریکی سے
اُسکی عقل کی روشنی چھپ جاتی ہے اور تمام کام اسکے برخلاف عقل کے ہوجاتے ہین حکیمون نے تمثیل
انسان کی اُس حالت مین اُسکے ساتھ دی ہے کہ جیسے آگ سے بھرے ہوے ایک غار مین کوئی پڑا ہو
اور دھوئین کی شدت سے کچھ دکھائی نہین دیتا ایسے وقت مین علاج اُسکا مشکل ہے کیونکہ اس حالت
مین اُسے جتنی نصیحت اور زجر و ملامت کرین تو بھی اسکی آتش خشم کے بھڑکانے کا سبب ہو لیکن اس
صورت مین اُسے لازم ہے کہ وضع بدل ڈالے یعنی اگر وہ کھڑا ہے تو بیٹھ جاے اور جو بیٹھا ہو تو کھڑا ہو جاے
یا لیٹ جاے علیٰ ہذا القیاس تا کہ غصہ اسکا فرو ہو اور اسکو نافع اور ٹھنڈا پانی پینا اسکو مفید ہے اگر کچھ
خوف نہو اور پیغمبر خدا علیہ السلام کی حدیث کے موافق وضو کرنا سو جانا اسی طرح اسکو نافع ہے اور غصہ
ہونے مین سب کے مزاج برابر نہین کیونکہ بعضون کے غصے کی آگ ہرتال کے مثال ایک چنگاری سے
سلگ جاتی ہے اور بعضون کی روغن دار چیز کے برابر شعلے کی طرف احتیاج ہوتی ہے اور بعضون کی
سوکھی لکڑی کے مانند پھونک پھانک کی طرف اور بعضون کی بہت دیر سے مشتعل ہوتی ہے یہ مرتبہ
بسبب عجز و نامردی کے نہین بلکہ عظم شانی اور دور اندیشی کے باعث ہے اور تفاوت ان مرتبون کا
باعتبار آغاز حرکت غضب کے ہے بعد اسکے جب غصے کے اسباب پے در پے ہوا کرین تب وہ
سب درجے برابر ہین بلکہ پچھلے شخص کا غصہ سخت بلا ہوتا ہے اسلیے کہ اسکے غصے کے ظاہر ہونے کا واسطہ
کسی سبب قوی کی جہت سے ہوگا اسی واسطے حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے
کہ تم حلیم کے غصے سے اپنے آپ کو بچایو اور حضرتؐ کی حدیث مین ہے کہ فرزند آدم کئی قسم کے ہین
بعضے ایسے ہین کہ جلد غصہ ہوتے اور جلد پھر جاتے ہین اور بعضے دیر غصہ ہوتے پھر جلد پھر جاتے اور
بعضے وہ ہین کہ بدیر خفا ہوئے اور بدیر ٹھنڈے ہوتے ہین اور بعضے ایسے ہین کہ جلد غصے ہوتے
اور دیر سے تسکین ہین آتے ہین پر انمین سے دوسرے درجے کا سب سے بہتر ہے اور سب کا

بڑا اخیر مرتبے کا امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ فرماتے ہین جبکہ غصہ آدمی کی عقل کو کھو دیتا ہے تو بادشاہ کو لازم ہے کہ غصے کے وقت کسی مسلمان پر عقوبت کا حکم نہ کرے اس واسطے کہ شاید وہ غصے کے سبب قدر مستحق سے تجاوز کر جاے اور اُسکے دل مین خوشی حاصل ہو یہین سے ہے کہ امیر المومنین حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ایک متوالے کو دیکھا جب چاہا کہ اُسے بکڑ کر درۂ شرعی مارین کہ اُسنے گالی دی وہین امیر المومنین نے اُسے چھوڑ دیا اور فرمایا کہ اب اسے اگر تازیانہ ماروون تو اپنی تسکین خاطر کے لیے اسکو دکھ دوون نہ خدا اسکے لیے ایک دن تقصیر مندون مین سے کسی کو عمر ابن عبد العزیز کے حضور مین لائے اُسنے سخت درشت باتین کین تب فرمایا کہ اگر مجھکو اسوقت غصہ نہوتا تو مین تجھے عقوبت کرتا اور اسباب غضب کے دس ہین۔ عجب۔ افتخار۔ مراء۔ لجاج۔ مزاح۔ تکبر۔ استہزا۔ غدر۔ ضیم۔ مناقشہ اور غضب کے لواحق جو اس مرض کو عارض ہوتے ہین سات ہین ندامت ترہیب دنیا اور آخرت کے مکافات دوستون کی دشمنی استہزار ذلیلون کی شماتت اعدا کی تغیر مزاج کا تالم ورسان حال لیکن حقیقت کی رو سے دیوانہ کا غصہ ایک ساعت کے سوا نہین جیسے حکیمون نے کہا ہے کیونکہ ہر آئینہ غصہ ور کا مزاج اعتدال صحیح سے بہت حرارت کی طرف مائل ہے پھر اگر یہ مزاج دیر پائی کرے جنون سبعی پیدا ہو چنانچہ قوانین طبعی کے واقف کار اُسے جانتے ہین یہین سے ہے کہ حضرت مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا کہ گرم مزاجی ایک نوع کا جنون ہے اگر اس مزاج کے آدمی کو پشیمانی نہ ہو تو وہ علامت ہے استحکام جنون کی اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ روح خارج کی طرف حرکت شدید کرتی ہے اور دل جو روح حیوانی کا منبع ہے خالی رہ جاتا ہے اور روح کی مدد جو ہمیشہ عضوون کو پہونچتی ہے منقطع ہو جاتی ہے یا بہ سبب اسکے کہ حرارت غضبی کی تپش جوہر روح مین پہونچ جاتی ہے اور بخار اُسکا دخان ہو جاتا ہے غرض اُن دونون حالتون مین مرگ ناگہانی کا سبب پیدا ہوتا ہے یا اخلاط اُس شخص کے سوختہ ہوتے ہین اور اسی سے امراض ردیہ جو موذی ہلاکت کی طرف ہون پیدا ہوتے ہین اسی واسطے ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے حضرت مصطفیٰ علیہ الصلوۃ والسلام سے عرض کی کہ میرے حق مین کچھ نصیحت کی بات فرمائیے آپنے اسکو تین بار غصہ ہونے سے منع فرمایا اور اسی پر اختصار کیا اصحاب مین سے ایک صحابی پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام کے روبرو کھڑا ہوا اور سوال کیا کہ دین کیا ہے

فرمایا کہ نیک خوئی پھر وہ داہنی طرف آیا اور یہی سوال کیا حضرت نے یہی جواب ارشاد فرمایا پھر بائین طرف
آکر پوچھا تو یہی جواب سُنا اسی طرح پیچھے جاکر سوال کیا فرمایا کہ تو نہین سمجھ سکتا ہے کہ دین وہ ہے کہ تو
غصّے سے باز رہے اور کلام مجید مین ہے جو کوئی غصے کو پی جاے اور آدمیون کی خطا سے درگذرے
علاج غضب کا اور بیماریون کی مثال دفع موجب سے ہو سکتی ہے پس اگر سبب اُسکا پندار ہو وہ
ایک گمان کاذب ہے اپنے حق مین اُس مرتبے کا جسکا حق وہ فی الواقع نہین ہے اُسکے دور کرنے کا طریق
یہ ہے کہ اپنے عیبون کو دھیان کرے اور اپنے آپ کو غضب مین ڈالے پھر اُسکے ساتھ اورون کے
کمال کو ملاحظہ کرے اسلیے کہ کوئی ایسا نہین کہ اگر انصاف کی نظر سے اپنے احوال کو دیکھے تو جس کمال
کا سزاوار ہے ظاہر نہو کیونکہ حق سبحانہ وتعالی نے موجودات کی ہر ایک شے کو بموجب اُسکی استعداد کے
اپنے خاص اسمون اور اپنی صفتون کے پرتو سے عین کیا ہے اُسمین کسی کی شرکت نہین اور اس
عالم نظام مین ہر شخص کو اُسکے حاصل کرنے کی قوت عنایت فرمائی مصرع

اس ملک مین طاؤس سا ہر کام مین ہر ایک مگس

اور جو سبب اُسکا مال یا خوبصورتی یا نسب یا جاہ سے ہے پس اگر مال ہو تو داناؤن کو معلوم ہے
کہ جو چیز لوٹ اور چھیننے اور چوری یا غارت ہونے کی آفتون سے بچ نہین سکتی وہ سبب افتخار کا
کس طرح ہو سکتی ہے اور خوبصورتی ہو تو ظاہر ہے کہ جو چیز تھوڑے عارضہ سے زائل ہوتی ہے
عقلا کے افتخار کا موجب کیونکر ہوگی بیت

اک شب مین اُسکو لےلین اور اُسکو ایک تپ مین	مغرور مت ہو ہرگز مال وجمال سے ہان

اور اگر نسب ہے تو وہ آبا اجداد کی شرافت کے اعتبار سے ہوگا فرض کرین کہ اگر باپ اُسکا مثلاً
اُس سے کہے کہ تو اس شرافت کا جو دعوی کرتا ہے وہ فی الحقیقت میری ہے اس سے کیا بزرگی
تیری جو تو فخر کرتا ہے تو وہ بے شبہہ لاجواب ہوجائے گا اور شاید کہ فضلاے زمان مین سے کسی
کے ساتھ باپ اُسکا درجۂ مساوات کا رکھتا تھا اسلیے شرافت اُسکی طرف عائد ہوئی پس
کیونکہ اُسکے ساتھ نسبت رکھتی اُس فاضل کے برابر فخر کرنے کا سبب ہوسکے گی یہ خصلت ناقصون
کی ہے کہ باپ کی شرافت کے اوپر مغرور ہو دعوی فوقیت کا علما پر اس طور سے رکھتے ہین کہ

گویا اپنے باپ کے رتبے سے بھی زیادہ ہین فرض کیا کہ وہ اُنسے کمتر ہین تو تھوڑی بزرگی کے سبب جو ایک شخص کی ذات مین ہے اشرف ہو سکتا ہے اُن بہت بزرگیون سے جو اُس کے غیر مین ہین اور اسی خیال باطل کے سبب سے اپنے آپ کو عقلا کے نشان ملامت اور فضلا کے محل عتاب بناتے ہین چنانچہ عربی شعر مین کہا ہے اُس کے معنی یہ ہین **بیت**

اگر تو فخر آبا کا کرے ہے وہ تو گذرے ہین	ولیکن یہ بہت بد ہے کہ تو اُنسے ہوا پیدا

اور حضرت پیغمبر علیہ الصلوۃ والسلام نے جو مکارم الاخلاق کے متمم ہین ارشاد کیا مضمون اسکا یہ ہے کہ تم اپنے نسب کی باتین پیشتر نہ لاؤ بلکہ اپنے اعمال کی گفتگو کیا کرو اور امیر المؤمنین حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے معنی اُسکے یہ ہین **قطعہ**

مین بیٹا ہون اپنا میری ہے کنیت	ادب مین عجم کا ہون یا مین عرب کا
جوان ہے وہی جو کہے ہان کہ مین ہون	نہ وہ ہے جو بولے کہ تھا باپ میرا

نقل ہے کہ یونان کے رئیسون مین سے ایک شخص نے ایک غلام دانا پر اظہار فخر کیا بولا کہ اگر تیرے فخر کا سبب یہ لباس فاخرہ ہے جس سے تو نے اپنی سجاوٹ کی ہے تو وہ اس کپڑے مین ہے اور جو یہ گھوڑا تیز قدم ہو جسپر تو سوار ہے تو یہ بزرگی تیری نہین اور اگر فضیلت پدری ہے تجھے اس سے کیا حاصل جبکہ اُن فضیلتون مین سے کچھ تیری نہین پس اگر تجھسے اپنی اپنی شرافت لے لین بلکہ جسوقت تیری طرف عائد بھی نہین ہو تو احتیاج پھیر لینے کی بھی نہین پھر اس سے تیری کیا شرافت ہوگی اور روایت ہے کہ ایک حکیم کسی مالدار کی صحبت مین رہتا تھا اور وہ مال و متاع دنیاوی کے سبب اپنے آپ کو کھینچتا اور فخر کرتا اتفاقاً حکیم کو احتیاج تھوکنے کی ہوئی داہنے بائین دیکھ دیکھ کے اُس دولتمند کے مُنہ پر تھوکا حاضران مجلس اُسے بد کہنے لگے حکیم نے جواب دیا کہ ادب کی چال یہی ہے کہ نامعقول جگہ مین تھوکے مین نے جتنا ادھر اُدھر دیکھا کوئی مکان اُسکے مُنہ سے جو دانائی کے عیب سے صورت انسانی اسکی مسخ ہو گئی ہے خراب نہ پایا اور اُس فقیر نے بعضے اُستادون سے خدا اُنپر رحمت بھیجے سُنا ہے کہ پارس کے اطراف مین ایک دنیادار مال و متاع اور دولت خانی کے سبب مغرور و مسرور تھا ایک دن کسی ولی کے پاس گیا جب اُسنے مراقبے سے فراغت کی اور

اسکی طرف نظر پڑگئی خادم پر خفگی کی اور کہا کہ اس گدھے کو یہان سے نکال دے اور یہان تک غصہ
ہوا کہ وہ دنیادار باہر نکلا پھر جب ٹھنڈے ہوے خادم نے استفسار کیا بولے کہ مین نے سواے شکل
حماری کے اسکی صورت سے مشاہدہ نہ کیا پر مراء اور لجاج جو عبارت جنگ وجدل سے ہے
وہ علاقہ الفت کے سبب زائل ہونے کا اور رابطہ وحدت کے ٹوٹنے کا موجب ہین اسلیے کہ مخالفت
ضد ہے موافقت کی اور بسبب اسکے کہ کثرت کو غلبہ اور فتحمندی ہے سلسلہ انتظام کے ٹوٹنے کا
احتمال اور بنار اتحاد کی گرجانے کا شبہہ اسو اسطے کہ قوام کثرت قہرمان وحدت منوط ومربوط ہے
پس یہ دونون خصلتین جہان کے بند و بست کے اُٹھا دینے کا جو بڑا مفسدہ ہے سبب ہوتی ہین۔
پر تکبر وہ قریب عجب کے ہے اور فرق انکے درمیان یہ ہے کہ عجب اُس کمال کا اعتقاد کرنا اپنی
شان مین ہے جو حقیقت کی روسے اسمین نہین اور تکبر اسی کمال کا دعوی کرنا اورون کے ساتھ
اگرچہ وہ اُسکا معتقد نہو علاج اُسکا اسطور سے ہے کہ سوچے مین کہان سے پیدا ہوا اور حقیقت
میری کیا جو شخص دو مرتبہ پیشاب کی راہ سے نکلا ہو کسطرح وہ سزاوار کبر و غرور رکھنے ہے جب یقین
اُسکا حاصل ہو تو کبر و نخوت کی بیماری سے اپنی روح کو صحیح اور تندرست رکھے اور حضرت مرتضی علی
کرم اللہ وجہہ نے فرمایا ہے کہ آدمی کو غرور کرنا کیا لائق ہے اسلیے کہ اول اُسکا علیقۂ نطفہ اور آخر
بدبو مردہ اور بیچ مین خود نجاست کا دھونے والا اور حدیث قدسی مین ہے کہ تکبر میری چادر اور بڑائی
میری ازار پس جو کہ ان دونون کے لیے جھگڑے اسکو دوزخ مین ڈالونگا اور حدیث نبوی مین
آیا ہے کہ حشر کے میدان مین تکبر کرنے والون کو چھوٹی چھوٹی چیونٹیون کے برابر بنادین حقیقت
اسکی یہ ہے کہ سواے غنی مطلق کے جسکے دامن جلال مین کسی طرح سے گرد احتیاج کی لگ نہین سکتی
اور وجود جمیع ممکنات کا اُسکے انوار وجود کا پرتو اور اُسکے دریاے بخشش کا قطرہ ہے کوئی لیاقت
تکبر کی نہین رکھتا اسلیے کہ تکبر و احتیاج مین منافات ظاہر ہے **بیت**

کبر بد ہے اور گدا سے زشت پر	جیسے جاڑونہین کرینی جامہ کو تر

پر استغنا ادنی آدمیون کا شیوہ ہے اور بڑے لوگون کے دل پھینسنے کے لیے اور انکے پاس جانے اور
مال و مرتبے کے واسطے یہ چال اختیار کرتے ہین اور جو کسی کو فضیلت و ہنر ہو اور وہ آزاد ہو تو

وہ عیب جانے کہ اس شیوے سے توسل ڈھونڈھے بلکہ اپنے ہنر و فضیلت سے اُنکے پاس عزت
حاصل کرے حدیث مین آیا ہے کہ روز قیامت مین ٹھٹھولون کو بہشت کے دروازے پر بلائین جب
وہ وہان پہونچین در کو بند کر لین پھر دوسرے دروازے سے بلائین جسوقت وہان جائین وہین دروازے
موندین اسی طرح سے اُنکے ساتھ بھی سلوک اختیار اور ٹھٹھے کی صورت پر اُنھین عذاب کرین لیکن
عذر وہ دولت اور رتبے اور اُسکے غیر مین ہوتا ہے پر اُسکی سب قسمون کا موجب خیانت ہے کیونکہ وہ
بدون کی بد اور بُرون کی بُری ہے اور کسی دانا کے نزدیک بہتر نہین پیغمبر خدا صلوات اللہ وسلم نے
اس طریق کو اخلاق منافقین سے شمار کیا ہے اور فرمایا کہ حشر کے دن فریب دینے والون کا ایک نشان
ہوگا کہ اُس سے سب لوگ اُنکے فریب پر مطلع ہو دینگے یہ خلق ترکون مین بہت ہوتا ہے اور وفا جو
ضد اُسکی ہے معدوم اور حبش مین اکثر ہے ضیم وہ عبارت ہے کسی کو تکلیف دینے سے انتقام کیلیے
کہ وہ تحمل ظلم کا کرے بُرائی اُسکی ظلم و انظلام کی حقیقت سے مفہوم ہوتی ہے عاقل کو چاہیے کہ
انتقام لینے پر اقدام نہ کرے جبتک یقین نہو کہ وہ ایک اور ضرر کا باعث نہو لیکن یہ بہت سوچ اور
فکر تردد اور قوت علم کے حاصل ہونے سے ہو سکتی ہے بلکہ بخش ہی دینا بہتر ہے اسواسطے کہ بسبب
اُسکے دشمن دوست ہو جاے اور طوق شرمندگی کا اُسکی گردن مین پڑے کیونکہ اہل غیرت عدو کے
بخش دینے کو باوجود اسکے کہ وہ انتقام لینے پر قادر ہے اپنے اوپر سخت و ناگوار جانتے ہین چنانچہ
عربی مثل مین کہا ہے معنی اُسکے یہ ہین کہ دشمنون کا عفو سخت تر ہے دوستون کے ظلم سے اور منا تحمثات
وہ دم بھرتا ہے اُس نفیس چیزون کے طلب کرنے مین جو مشتمل ہین کتنے خطرون پر لیکن بادشاہون
اور اہل دول کو اُس سے احتراز کرنا بہتر ہے پھر ہمارا اُنکا کیا چلتا کیونکہ جس بادشاہ کے خزانے
مین نفیس جواہر ہون اُسکے طلب ہو جانے سے امین نہین رہ سکتا ظاہر ہے کہ گردش آسمانی اور
انقلاب زمانی کے سبب سے بہت سے ہیر پھیر اور اُلٹ پلٹ دنیا کے کارخانہ ہوتے ہین کیونکہ خیاط
روزگار ممکنات کے لباس ملمع کو خطوط شعاعی کے تار سے سیتا ہے پھر فتنہ و فساد کی کھونچ کھانچ
سے پھاڑ کر آتش فنا مین جلا دیتا ہے اور نقاش قضا جس ترکیب کی صورت کو اجزاے عنصری سے
بناتا ہے پھر ہاون فلکی مین کوٹ کر اُس مادے سے دوسری ترکیب تیار کرتا ہے چنانچہ آیۂ قرآنی

مین آیا ہے معنی اُسکے یہ ہین کہ عادت خدا کی وہ چیز ہے کہ تحقیق آگے گذری اور کبھی خدا کی عادت کے واسطے تبدیل نہ پائے گا اور جب بادشاہ اُن نفائس مین سے کوئی ایسی چیز جسکو دل سے چاہتا ہو کھووے تو بے شبہہ آثار غم والم کے اُسکے صفحۂ خاطر مین زیادہ اُس خوشی کے مرتبون سے پیدا ہون جو اسکے ہاتھ آتے وقت حاصل ہوتے تھے چنانچہ نقل ہے کہ بلور کا قبہ نہایت خوبصورت اور بڑے بڑے کاریگرون نے اُسے چھیل کر کے گرد و مدور ایسا بنایا تھا کہ گویا سانچے کا ڈھلا ہوا تھا اور اس کی صفائی کے آگے آب و تاب جواہر بے آب تھی اور دیکھنے والے اسکی شادابی سے اپنی آنکھین ٹھنڈی کر لیتے بادشاہ کے حضور بطریق تحفہ کے لائے بادشاہ نے بہت تامل سے اسکو ملاحظہ فرمایا تو بہت پسند کیا اور اسکی آنکھون مین دوسرا آفتاب و مہتاب نظر آیا ارشاد ہوا کہ اسے خزانے مین حفاظت سے رکھین تا دونون وقت اسکے مشاہدے سے دل کو خوش کرے اور بمقتضائے اسکے کہ کون دو شئ ہے کہ زمانہ اُس سے مکدر نہین کرتا جب حادثہ زمانہ نے اپنی عادت کے طور پر اسکو تلف کر دیا بادشاہ اسکے سبب بہت دلگیر ہوا یہان تک کہ بندوبست ملکی کی تدبیر مصاحبون کی صحبت رعایا کی رفاہ سے درگذرا اور ازبسکہ تاسف سے اپنے یاقوت لبون کو گوہر دندان سے کاٹتا اور غایت افسوس سے اشک حقیقی چہرہ کہربائی پر بہاتا اور آنسوون کی لڑی لیکر اسکے سودا کے بازار مین آیا اور اپنے اوقات کو اُسکے ذکر مین صرف کرنے لگا اس قدر سودا نے اُسکے دماغ مین جوش مارا کہ قبہ بلورین فلک کا اتنے گوہر شب چراغ کے ساتھ اسکی آنکھون مین تاریک ہو گیا لعل باوجود اس سنگدلی کے اسکی آتش غم سے موم کی مثال گھل گیا اور جگر مرجان کا اُس گران جانی سے خون ہوا خواص اعیان ملک کے کسی گوہر نفیس کی تلاش مین جس سے بادشاہ کا دل بہلے جتنی سعی و تردد کرتے تھے محروم و ناامید پھرتے آخر الامر عنان ملکداری کا سلطان کے قبضۂ اقتدار سے چھوٹ گیا اور خلل کلی امور مین پیدا ہوا جبکہ پادشاہون کا یہ حال ہے پس زبردستون کے اگر کوئی اچھی چیز ہاتھ لگے زبردست لوگ اسکی طمع سے سر اُٹھائین اور اُسکے چھیننے کے لیے ہاتھ بڑھائین اگر وہ کچھ چون و چرا کرے پشیمانی کھینچے بلکہ نہ دینے کی صورت مین اپنی جان سے ہاتھ دھو بیٹھے پس عاقل کیلیے ایسا اختیار کرے جس سے اتنے فساد برپا ہون مصرع

	مین جان جہان کی ہون نہ جہان جان ہو میری	

یہی ہے کلام غضب کے اسباب اور اُسکے علاج مین پر جو کوئی زیور اعتدال سے آراستہ ہے غضب
کی دوا اُسکے نزدیک آسان ہے کیونکہ غضب وہ ظلم ہے اور عدالت کی راہ سے بھٹک جاتا ہے اور
کسی طرح بہتر نہین جو لوگ اپنے خیال باطل سے توہم کرتے اور کہتے ہین کہ غضب علامت بڑی
جوانمردی کی ہے اور اپنی نادانی سے اُسکو شجاعت جانتے ہین محض خیال فاسد اسلیے کہ جو خصلت
سبب فتنہ وفساد کا ہو اور جس سے اتنی خرابیان متصور ہون اور خویش واقارب نوکر چاکر باندی
غلام لوگ بگڑ جاتے ہین وہ کسوجہ سے عقل کے نزدیک بہتر ہو سکے اسی واسطے پیغمبر خدا صلوات اللہ
علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جوانمردون سے جوانمرد وہ شخص ہے جو غصے کے وقت اپنے آپ کو تھامے
اور جب بعضے قرابیون سے مراجعت فرمائی ارشاد کیا کہ مین جہاد اصغر سے پھر آیا جہاد اکبر کی طرف
لوگون نے پوچھا کہ جہاد اکبر کیا چیز ہے فرمایا کہ اپنے نفس امارہ کے ساتھ لڑنا اور زبان مبارک سے ارشاد
ہوا کہ تیرے دشمنون مین سے بڑا دشمن تیرا نفس امارہ ہے جو تیرے دو پہلو کے درمیان ہے اگر افراط
غضب کے ساتھ روایت کیفیت کی بھی مل جاے تو حیوان بے زبان سے تشبیہ پیدا کرکے بہائم اور
جماد کے ساتھ جیسے پاس مال ومتاع ہین یہی طریق درپیش کرے اور چارپایون اور کبوتر اور بلی
وغیرہ حیوانات کی مارپیٹ سے اپنی تشفی خاطر چاہے یہان تک کہ اگر قلم کا قط مثلاً اسکی خواہش
کے مطابق نہو یا جلدی کے سبب صندوق یا پٹارے کا قفل اگر کھول نہ سکے خفگی کے مارے اُسکو توڑ ڈالے
اور دیوانون کی بیہودہ گالیون مین زبان کھولے یہ طریق نہایت رذیل ہے چنانچہ سلف کے بادشاہون
مین سے ایک مانند بادشاہ جونپور مین مشہور تھا نقل کرتے ہین کہ جب کشتی اسکی دریا کے سفر سے
دیر کو پہونچتی دریا پر غصہ کرتا اور حکم کرتا کہ اُسکے پانی کو نکال ڈالین اور پہاڑون سے بھر دین اسی طرح
سے دریا کی تہدید کرتا اور حکیم ابو علی مسکویہ نے بعضے احمقون کی نقل کی ہے کہ جب چاندنی رات
کو سوتا اور بیمار ہوتا تو چاند کے اوپر خفگی کرتا اور گالیان دیتا اور مہتاب کی ہجو کرتا اکثر ہجو چاند کی
شان مین اس سے مشہور ہین بیت

مہتاب نور بخشے ہے بھونکے ہے سگ پلید		کتے کو پوچھ غصہ ترا چاند پر ہے کیون

غرض ایسی ایسی حرکتین نہایت بد اور سبب ہنسی کی ہین پس جو ان اوضاع کو اختیار کرے حماقت
و ناادانی مشہور ہو یہ خاصیت ناقصون کی ہے جیسے رنڈیان اور بیوقوف بڈھے اور لڑکے اور بیمار
ہین اور جسطرح کیفیات بدنی بالفرض سودی اپنے ضد کی طرف ہوتی ہین اسطرح سے کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ نفسانی کیفیتون مین بھی رذیلت غضب قوت شہوی کی زیادتی سے جو عبارت
ہوا و حرص سے ہے اور ایک وجہ سے انکی ضد ہے پیدا ہوئی کیونکہ حرص کو جب خواہشون سے
باز رکھین اُسکے غضب کی آگ بھڑکے اور بخیل کا اگر کچھ مالی نقصان ہو اپنے دوستون اور ہم نشینون
پر جو کسی وجہ سے اُسمین مداخلت نہین رکھتے ہین غصہ کرے لیکن ثمر ان بدخصلتون کا ناراستی
اور ندامت کے سوا کچھ نہین اور جو صاحب عدالت عقل کی ترازو مین اپنے جواہر اخلاق کو سنجیدہ
رکھتے اغماض و اکرام و عفو و انتقام مین سے جو حال کہ پیش آوے طریق اعتدال پر چلے منقول
ہے کہ سکندر بادشاہ کی خدمت مین ایک بے وقوف شوخی اور عیب جوئی کرنے لگا جو اشیو کہ مین
سے کسی نے عرض کی اگر بادشاہ اسکو تنبیہ کرین تو اس حرکت سے باز رہے اور اورون کی عبرت
کا موجب ہو بادشاہ نے فرمایا کہ یہ بات رائے صحیح اور عقل صریح کے برخلاف ہے کیونکہ ہمسے ابتک
اسکو کچھ ایذا نہین پہونچی ہے اور جو شخص کہ اس ماجرے سے واقف ہو اُسی کو بد کہے اور جب مین
اُسکو دُکھ دون تو بے شبہہ میری مذمت اور عیب جوئی مین مبالغہ کریگا اور داناؤن کے نزدیک
اُسکے لیے جائے عذر ہوگی اور کسی وقت مین باغبانون مین سے ایک شخص بسبب نافرمانی کے اسیر
ہوا تھا سلطان سکندر اُسکی لغزش سے درگذرا اور اُسکو آزاد کیا حضور مین سے ایک شخص نے
بہت طیش کھا کر کہا کہ مین اگر تسا ہوتا اسے مروا ڈالتا بادشاہ نے جواب دیا جب مین تجھ سا
نہین ہون اسواسطے اسکو نہ مارا علاج بزدلی کا وہ چپ رہنا ہے انتقام کے لینے سے جبکہ مناسب
ہو اور وہ ضد ہے غضب کی اسلیے کہ وہ اس باب مین افراط ہے اور ہر آئینہ بہت سے مفاسد اس
مرض کے لازم ہین جیسے ذلت و خواری و بد زندگی یا اُسکے حقوق مین لوگون کا طمع فاسد کرنا اور
کامون پر کم ثابت رہنا اور سستی مزاج کی طلب راحت کرنی جو سبب نا امیدی کا ہے سوا دونون سے
اور ظالم کو اپنے اوپر قادر کرنا اور ذہنی اور اپنے اہل کی برائیون مین راضی ہونا فضیحت اور گالی

سنکر چپ رہنا اور بیغیرتی اختیار کرنی اور سب کامون سے رہ جانا پر علاج اس بیماری کا اور
مرضون کے برابر رفع سبب سے ہوتا ہے اور وہ اپنے آپ کو اس حالت کی قباحت پر تنبیہ کرنے
اور غصے کی چال پر چلنے سے موافق تدبیر مناسب کے ہوسکتا ہرگاہ کہ افراد انسانی مین غضب
مرکوز ہے جب ناقص ہو تحریک مکرر سے آگ کی مانند پتھر سے نکلے تو اس باب مین مخاصمہ کرنا اس
شخص کے ساتھ جسکے مکر و فریب سے بچ سکے بہتر اور پیش آنا ان آدمیون سے جو اسکے گالی دینے
اور خفیف کرنے مین مبالغہ کرین نافع ہے اس مقام کے مناسب ایک نقل ہے کہ منصور بن نوح
کو جو والی خراسان کا تھا وجع مفاصل عارض ہوا اور اُس زمانے کے بڑے بڑے طبیب دوا کرنے
سے عاجز ہوے اور کہنے لگے کہ ہم سے اسکی تدبیر نہین ہوسکتی تب ارکان دولت کی راے اسپر
ٹھہری کہ محمد زکریا رازی سے جو رازدان قوانین طب کا ہے مشورت کیجیے اور کسی کو اسکے لانے
کے واسطے بھیجا جسوقت دریاے شور کے کنارے پر آیا ناؤ کی سواری سے ڈرنے لگا آدمیون نے
اُسکے ہاتھ پانون باندھکر کشتی مین ڈال دیا بہر صورت دریا سے پار ہوکر حضور تک لاے اگرچہ
ہر طرح کی تدبیر کرنے مین کچھ قصور نہ کرتا تھا لیکن نتیجہ مراد کا حاصل نہ ہوتا۔ فرد

سکنجبین نے قضا را بڑھایا صفرا کو		عجب کہ روغن بادام سے ہو خشک دماغ

بعد اُسکے بادشاہ سے عرض کیا کہ ہر چند مین نے معالجے جسمانی کیے پر کچھ فائدہ نہ ہوا اب تدبیر
نفسانی باقی رہی ہے اگر اُس سے آرام ہوا تو بہتر نہین تو کچھ بھروسا نہین دیکھتا ہون یہ کہکر بادشاہ کو
تنہا حمام کے درمیان لے گیا اور کہدیا کہ کوئی یہان نہ آئے آخر جب حمام کی گرمی نے بادشاہ کے بدن
مین تاثیر کی تب ایک چھری نکال کر سامنے آیا اور دشنام مغلظ دینے لگا اور کہا تو نے حکم دیا تھا کہ
میرے ہاتھ پانون باندھکر پانی مین ڈالین اور بے حرمت کرکے کوسون کی راہ سے لائین اب
مین اسی چھری سے انتقام اُسکا تجھسے لون گا یہ بات سنتے ہی سلطان کی آتش غضب بھڑکی
اور بے اختیار وہان سے اُچھلا محمد زکریا نے جلد باہر آکر ایک پرزے کاغذ مین لکھکر بادشاہ کے کسی
خواص کو دیا اور کہا کہ شاہ کو باہر لاؤ جو اسمین لکھا ہے اسی تدبیر سے عمل کرو اور وہ مین تیز قدم گھوڑے
پر سوار ہو خراسان سے باہر نکلا آخر الامر بادشاہ کی اسی طریق سے تدبیر کرنے لگے کہ شفاے کلی

حاصل ہوئی سبب اُسکا یہ ہے کہ مواد بلغمی کہ جو موجب مرض کا تھا حرارت غضبی نے گرمی حمام
کی مدد سے تحلیل کر دیا پھر پادشاہ نے ہر چند اُسے بلوایا پر اُسنے ملاقات نہ کی اور عذر کر بھیجا کہ بندے
نے خدمت سلطانی مین جو بے ادبی کی ہے وہ مصلحت علاج کے لیے تھی شاید بادشاہ کبھی اُسکو یاد فرماوے
اور خاطر مبارک مین گرانی آوے تو بادشاہون کے قہر سے کسی طرح جانبر ہونا متصور نہین ان باتون
سے غرض یہ ہے کہ آتش غضب کا اشتعال کرنا اگرچہ وہ بہ سبب سرد مزاجی کے سست ہوئی ہو ممکن
ہے حکیمون سے بعض شخص لڑائیون اور خوف کی جگہون مین جاتا اور طوفان کے وقت کشتی مین
جا بیٹھا اسلیے کہ خوف وہراس کے صدمے سے اطلاع حاصل ہو علاج خوف کا وہ عبارت ہے ایک
ہیئت نفسانی سے جو توقع کے نزدیک مکروہ ہو اور نفس انسانی اُسکے دفع کرنے پر قادر نہو اور نسبت
توقع کی اُس شے کے ساتھ ہو سکتی ہے جو زمان استقبال مین ہو سکے پس وہ شے ضروری ہے یا
ممکن اور ممکن کا سبب یا فعل شخص ہو یا اُسکے فعل کا غیر لیکن اس صورت مین ڈرنا مقتضا عقل
کا نہین پس کسی عاقل کو نہ چاہیے کہ انکی کسی صورت مین خوف کرے اور اگر وہ شے ضروری اور معلوم
ہو کہ دفع اُسکا قدرت البشری کے احاطے سے باہر ہے تو علاج اُسکا سوا اسکے نہین کہ اسپر
راضی ہو اور اُس آفت کو قبول کرے کیونکہ بہ سبب اُس حالت کے دین و دنیا کی تدبیرون سے
رہ جاتا ہے ایسی خصلت کہ جسکے سبب یہ فساد برپا ہو اُسکو شفاعت دارین مین پہونچاتی ہے اور جو
ممکن ہو اور سبب اُسکا فعل شخص کا نہو لیکن جب وہ اپنی ذات کی نظر سے ہونے نہ ہونے مین برابر ہے
تو ہونے پر یقین کر کے بالفعل اپنے تئین غم و الم مین ڈالنا خلاف رائے صواب کے ہے بلکہ اُسے
ہونے نہ ہونے پر چھوڑا چاہیے یہ قسم اگرچہ رضا و تسلیم کی رو سے قسم اول کے ساتھ خصوصیت رکھتی ہے
لیکن جب ہونے کا یقین نہین ہے تو اپنے آپ کو خوف مین نہ ڈالنا اولی ہے اور اگر سبب اُسکا فعل
شخص کا ہو تو لازم ہے کہ بڑے اختیارون سے اجتناب کرین اور اس کام کا اقدام نہ کرے جس سے
مآل اُسکا بد ہو جاوے اسلیے کہ جان بوجھکر برائیون پر کمر باندھنا مقتضا عقل کا نہین کیونکہ جو جانتا
ہے کہ جس برائی کے ظاہر ہونے مین فضیحت ہوتی ہے اور جو چیز ہونے والی ہو اُسکا ہونا کچھ دور نہین
پس یقیناً اُسپر اقدام نہ کرے گا پس سبب خوف کا پہلی صورت مین حکم کرنا ممکن کے اوپر ہے اُسکے

وجوب کا اور اُس صورت مین اُسکے امتناع کا ان دونون کا منشا سمجھ بوجھ کا قصور ہے اور
جب خوف کے سببون مین موت بہت بڑا سبب ہے تو اسکو چھوٹنا جاننا اور اُس سے پروانہ کرنا
مناسب ہے علاج خوف موت کا پہلے سوچا چاہیے کہ موت انسان کی فنا ہے قوی نہین اسواسطے
کہ نفس ناطقہ دریاے ملکوتی کا ترشح اور عالم جبروت کے آثار سے ہے اور فنا کو اُسکے بقا کے میدان
مین دخل اور حوادث زمانی کا اُسکے جوہر ذات سے کچھ علاقہ نہین بیت

مرتا ہے کب وہ جو کہ ہوا زندہ عشق سے	ثابت ہے جاودانی ہماری کتاب مین

اور یہ قاعدہ حکمت کے بیچ عقلی دلیلون سے مستحکم ہوچکا ہے اس مقام مین جو کہ مناسب ذکر کا ہو
یہ ہے کہ اگر انسان فرض کرے کہ اُسکے اعضا مین سے کوئی عضو مثلاً ایک انگلی جاتی رہے تو اُسکی
انانت مین کچھ نقصان نہین ہوتا اسی طرح سے اگر دوسرا کوئی عضو جاتا ہے یہان تک کہ تمام عضو
اُسکے بتدریج منتفی ہو جائین اور نظر تعمق سے مرتبۂ ذات مین تامل کرے تو اُسکو محفوظ پاوے
جب تمہید اُس مقدمہ کی ہوئی تو معلوم ہوا کہ موت سے ڈرنا یا اسواسطے ہے کہ اُسکی حقیقت کو
جانتا نہین اور اُسکے خیال مین گذرتا ہے کہ مرنا موجب فنائے ذاتی کا ہے یا یہ سبب تصور کرنے
اس الم کے جو موت کی حقیقت مین ہے یا گمان کرتا ہے کہ مرنے مین کچھ اُسکا نقصان ہوتا ہے یا
اُن احوال کو سوچتا ہے جو بعد موت کے پیش آئین خواہ اُسی کو جسے عاقبت کے عذاب یا اسکی اولاد
کو یا اُسے حیرت آجاتی ہے کہ مرنے سے کیا ہوگا لیکن جب عقل کی نظر سے اُن چیزون کو دیکھے اور اندیشہ
کی کسوٹی پر پرکھے تو وہ سبب خوف کا ہو نہین سکتے ہین پہلی صورت مین اسواسطے ہے کہ تمہید سے
معلوم ہو کہ حقیقت موت کی عبارت ہے علاقہ نفس انسانی کے چھوٹ جانے سے جو بدن کے ساتھ
ہے اور آلات بدنی کے رہ جانے سے اور دوسری صورت مین اس سبب سے کہ ہرگاہ الم جسمانی
حیات کا سبب ہے اور حیات تعلق انسانی کا پرتو اور موت اس تعلق کو اُٹھا دیتی ہے پس حقیقت
مین موت اُس الم کے دفع ہونے کا سبب ہے کیونکہ جو چیز غیر ملائم کے معلوم کرنے کا سبب تھی سو تو
معدوم ہوگئی پھر خوف کس بات کا اور تیسری وجہ مین جاننا چاہیے کہ موت حقیقت انسانی کے
آثار کے متمم ہے چنانچہ قدیم حکیمون نے اُسکی تعریف مین کہا ہے کہ انسان زندہ گویا اور مرنے والا ہے

پس موت اسکی نہایت اور تمامی ہوئی پھر اُسمین توہم نقصان کا کرنا قصور عقل ہے مصرع

اسنا نہین کہ موا جو کوئی تمام ہوا

دانا کو چاہیے کہ طبیعت کے بندی خانہ سے نکل کر عقل کے میدان وسیع مین آوے اور حیات عقلی کو حیات جسمانی کے اوپر ترجیح دے اور اُس کمال کی طرف جو عقل کے وسیلے سے حاصل ہو قصد اور ہمت کے پانون سے ساتوین آسمان پر چڑھ کے عالم ملکوت مین اپنی منزل اختیار کرے ابیات

سحر کو طائر قدسی سے مین سنی یہ صدا		مقام رہنے کا ہرگز نہین ہے یہ دنیا
بنایا عالم علوی مین گھر ہے تیرے لیے		عبث تو دام ہوس کا یہان اسیر ہوا

فرد

تجھے جو دولت وصل اُسکے ہاتھ آئے تلا		نہ ڈال طرح اقامت کو تو یہان حاشا

اور چوتھی وجہ مین جب ترتب عذاب کا گناہ کی صورت پر ہے پس چاہیے کہ جو موجب گناہ کا ہو اُسپر اقدام نہ کرے کیونکہ منشار خوف اسکی بدفعلیان ہین اور پانچوین صورت مین اگر دہشت اسکی اپنے قبیلہ اور اولاد و خویش و اقارب کی شکستہ حالی سے ہے تو سوچے کہ فیضان ہدایت ازلی کا بمقتضائے حکمت لم یزلی کے اس عالم موجودات کی ہر ایک شئے کو جسطرح اُسکا بندوبست مناسب جانتا اُسکی نہایت مین پہونچا دیتا ہے کسی شخص کو اُسکے بدلنے کا مقدور نہین ہوسکتا پھر کیا غم ہے فرض کیا کہ اگر وہ زندہ بھی رہے لیکن اُسکے جیتے جی مین پرورش اُن لوگونکی اسکے ارادہ کے موافق میسر کہان بلکہ مشیت الٰہی کے وتیرہ سے پرورش پاتے ہین چنانچہ آنکھونسے دیکھتے ہین کہ بہت سے فاضل اپنی اولاد کی تربیت کیواسطے بجان و دل ساعی ہوتے ہین پر کوشش اصلا فائدہ نہین کرتی اور جو تاسف اُسکا اسلیے ہے کہ وہ سب سے جدا ہو جاتا اور مال و ملک اُسکے ہاتھ سے چھوٹتا ہے تو یہ حزن کی قسم سے ہے لیکن یہ اُن چیزون کے واسطے غم کھاتا ہے جنکی خواری مین کچھ فائدہ نہین انشاء اللہ تعالیٰ علاج حزن کا بھی اسکے پیچھے بیان ہوگا پھر اسکے بعد تقریر کی جاتی ہے کہ حکمت کے درمیان مقرر ہے کہ ہر ایک موجود کو معدوم ہونا ہے اور بدن انسانی بھی جملہ موجودات سے ہے پس اُسکو معدوم ہونا ضرور ہوا کیونکہ اجزائے عنصری اگرچہ حرکات فلکی کے سبب آپس مین ملے ہین لیکن ہر ایک بنظر اپنی ذات کے داعی افتراق کا ہے پس بالضرورت ایک دن جدا

ہو جائینگے اسکے لیے کیا اندیشہ ہے **بیت**

پے سیل متفق کہ اکھاڑینگے یہ درخت		پے باد مختلف کہ بجھا دیوین یہ چراغ

پس جو شخص اپنی زندگی اور بدن کی آرائش چاہتا ہو وہ ضمناً اُس فساد کو چاہتا ہے جو اُسکے
بدن کو لازم ہے چاہیے کہ تصور کرے کہ اگر موت نہ ہوتی تو مقاصد کی نوبت ہم تک کیونکر پہونچتی
ابو علی مسکویہ نے کہا ہے کہ اگر فرض کریں کہ اسلاف مین سے کوئی ایسا شخص جسکا حفظ ادب
مقصود ہو جیسے حضرت ولایت پناہ امیر المومنین مرتضیٰ علی کرم اللہ وجہہ اپنی ہر آل و اولاد
کے ساتھ اب تک کہ مدت چار سے برس کی ہے اور وہ زمانہ ابو علی مسکویہ کا تھا زندہ رہتے یقین
ہے کہ دس ہزار سے زیادہ ہوتے کیونکہ باوجود اتنے ظلم وستم کے جو اس خاندان مین ہوے اور
ظالمون نے اُسکے استیصال کرنے مین سعی و تردد کیا اب بھی قریب دو لاکھ کے اُنمین سے بلاد متفرقہ
مین موجود ہین اور ہر ہر شخص مین جو انکا معصر تھا یہی اعتبار کرین تو اس چار سو برس کی مدت
مین زیادہ اس حساب سے ہووے اور یہین سے معلوم ہوا کہ اگر چار سو برس تک آدمی نہ مرین اور
توالد و تناسل کا سلسلہ برقرار رہے تو خلقت نہایت کثرت سے موجود ہو جاے پھر جب یہ مدت دونی
ہو تو لوگون کا دونا دون خانہ شطرنج کے دونے دون پر شمار کے درجے سے باہر جاے اور کوہ و
بیابان اور عرصہ ربع مسکون کو جیسے مہندسون نے عقل و فکر کے وسیلے سے ناپا ہے اگر ہر ایک
شخص کے لیے تقسیم کرین تو کسی کو اتنی جگہ میسر نہ آوے جو پانون رکھے اور سیدھا کھڑا رہے اور
جو چاہین کہ ہاتھ اُٹھا کر آپس مین ملکر کھڑے ہون جب بھی زمین تنگی کرے پھر بیٹھنا اُٹھنا سونا آرام
کرنا چلنا پھرنا ضرورت کے واسطے کہان پایئے کھیتی حویلی وغیرہ درکنار جبکہ آٹھ سو برس کی مدت
بلکہ اس سے کمتر مین نوبت یہان تک پہونچے تو اُسکے دونے دون کا کیا دخل پس حیات جاودانی
چاہیے اور مرنے کو برا جاننا خیال فاسد ہے دانا کو لازم ہے کہ آئینہ خاطر کو ایسے گمان کاسد
کے غبار سے صاف و مصفا رکھے اور سوچے کہ جو اُس عالم امکان کے بند و بست مین مشاہدہ کرے
تو آئین کامل اور قانون افضل ہے اور توہم زیادتی کا لا حاصل پر جو کوئی آرزو دوام زندگانی کی
کرے اور طول امل کے سبب درازی عمر کی اعتدال کی حد سے چاہے تو سوچے کہ بہت حیات سے

غرض لذت زندگانی ہے اور معلوم ہے کہ پیری کے وقت تمام قوتین اسکی سست ہو جاتی ہین اور
اُسکے حواس ظاہری و باطنی مین خلل راہ پاتی ہی اور تندرستی جو اصل لذائذ ہے نہین رہتی اور
اس آیت کے مقتضا کی طرف جسکے معنی یہ ہین کہ جسے ہم بہت عمر دیتے ہین اُسے خلق کے بیچ
سرنگون کرتے ہین تمام احوال اُسکے راجع ہو کر قوت اسکی سستی سے آرام بے آرامی سے اور آبرو
بے آبروئی سے متبدل ہوتی ہے چنانچہ قبیلہ اور اولاد اُس سے بیزار ہو جائین علاوہ ہر دم ایک
ایک ہمدم کی مفارقت یار و آشنا کی جدائی اور ہر ساعت طرح بہ طرح کے دُکھ درد مین گرفتار ہووے
پس جو شخص حد اعتدال سے طول عمر کی تمنا کرے تو حقیقت مین اُن پریشانیون کا طالب ہو جو
اُسکے تابع ہین اور جب معلوم ہوا کہ مدت سے چارہ نہین اور حقیقت اسکی نفس انسانی کا رہائی
پانا بدن کثیف کے بوجھ اُٹھانے سے اور آزاد ہونا طائر ملکوتی کا قالب ناسوتی کے نفس سے ہے
اور تحقیق ہوئی کہ قرارگاہ نفس انسانی کا اور ہی عالم ہے پس دانا کو چاہیے کہ سعادت سرمدی کے
حاصل کرنے اور لذت ابدی کے پانے کے لیے سعی و کوشش کرے اور چارپایون کے مانند دانے پانی
کی طرف سر نہ جھکاوے اور قوائے جسمانی کو لذت عقلی کے تحصیل کرنے کے واسطے مصروف رکھے اور
اُس پیدائش مین علائقات بدنی کے تعلق سے قطع نظر کرے مطابق اُس آیت کے جسکے معنی
یہ ہین کہ تم موت کے آگے سے مرجاؤ اپنے تئین موت ارادی سے مردہ صفت بناوے پھر جس وقت
مرگ طبیعی آپہونچے تو زمین و مکان کی تنگی سے چھٹکارا پاکر اعلی علیین کے وسعت آباد مین رب العالمین
کی درگاہ مین جو مقصود اصلی اور انبیا اور اُسکے دوستون کا مکان ہے پہونچکر حیات ابدی حاصل
کرے چنانچہ افلاطون نے کہا ہی تو اپنے ارادے سے مرجا پھر حیات طبیعی سے زندہ رہ ۔ شعر

خوب دن وہ ہے کہ اس منزل ویران سے چلون	ساتھ جانان کے چلون راحت جانی پاؤن
ذرہ سان رقص کنان راہ طلب گاری مین	پہونچون مطلب کو گر اُس چشمۂ خور تک پہونچون

یہی علاج ہی امراض قوت غضبی کا آنا قوت شہوی کی بیماریان بھی افراط یا تفریط کی جہت سے یا رداءت
کیفیت کے سبب پیدا ہوتی ہین اور ہر ایک کے تحت مین بہت انواع ہین لیکن مخوف تر انمین سے چار
ہین افراط شہوت بطالت حزن حسد پس اُنکے علاج کا بیان بطور اختصار کے مناسب ہے

علاج افراط شہوت کا اگر وہ بہ سبب کھانے پینے کے ہو تو انکی رذالت اور شریکون کی خست کا ملاحظہ
اور اُن خرابیون اور بُرائیون کا جو اُنسے پیدا ہوتی ہین ضرور ہے جیسے سستی اور ذلت اور بے اعتباری
اور لوگون کے نزدیک سبک ہوتا ہے اور ہر طرح کی خرابیان جیسے کم عقلی اور بیوقوفی اور نوع بنوع
کی بیماریان جو قواعد طبی کے طور پر اُنسے ظاہر ہوتی ہین چنانچہ طبیبون نے کہا ہے کہ تمام مرضون کا
موجب کھانے پینے کی زیادتی ہے اور حضرت علیہ السلام کی حدیث مین آیا ہے کہ شکم خالی رکھکر
کھاؤ تو صحیح و تندرست ہو اور دوسری حدیث مین فرمایا ہے کہ پرشکم کھانا سب بیماریون کی جڑ ہے اور
جو شہوت عورتون سے ہو تو لحاظ کیا چاہیے کہ ضعف بدن اور فساد عقل اور نقصان اور تلف مال
کے بڑے سببون مین سے عورتون کی چاہ ہے امام حجۃ الاسلام ابو حامد غزالی علیہ الرحمہ نے اس شہوت
کی تشبیہ عامل ظالم سے دی ہے کہ اگر بادشاہ اسکو مطلق العنان کرے تو رعیتون کا مال و اموال لوٹ
لے اور انکو فقر و فاقے مین ڈالے اور بادشاہ کے خزانے مین فوج کے بندوبست کیلیے کچھ نہ پہونچاوے
اسی طرح سے یہ قوت شہوت بھی اگر مغلوب ہو تابع عقل کے نہ رہے تو تمام مواد صالحہ و اخلاط محمودہ کو
جیسے قوت غاذیہ کی رعیتون نے حاصل کیا تھا اپنے حوائج مین صرف کرے سب قوی و اعضا کو ضعیف
و سست کردے اور جو عقل کے حکم سے اعتدال کے طریقے پر بقدر ضرورت کے نوع کے باقی رہنے کے
لیے اختصار کرے تو اس عامل کے برابر ہو جو تحصیل خزانہ قانون عدالت پر کرتا ہے اور بادشاہت کے
انتظام کے واسطے جیسے گھاٹی بند کرنی پل بندھوانا لشکر روانہ کرنا ہے صرف کرے لازم ہے کہ سوچے کہ
عورتون سے صحبت کرنے کی لذت اکل و شرب کے مزے سے زیادہ تر ہے پس جیسا عقل کے نزدیک بدہے
کہ ایک قسم کا کھانا اپنے گھر مین موجود رکھکر اس قسم کے طعام کے واسطے گھر گھر مانگتا پھرے ویسا ہی بڑا ہے
کہ عقل و شرع کی آبرو کھو کر اپنے حلالہ کی قربت کو چھوڑ کر حرام کے مقامون مین پرائی خبیث عورتون سے
صحبت رکھے باوجود اسکے کہ تینے مفاسد شرع و عقل کے بموجب اُس سے پیدا ہوتے ہین چنانچہ حدیث
پیغمبر مین آیا ہے کہ زنا سے عمر نقصان ہوتی اور برکت رزق کی جاتی رہتی ہے اور زبور مین مسطور ہے کہ
جو بلائین زانی پر مسلط ہین انمین سے کمتر یہ ہے کہ اسکی روزی سے برکت اُٹھ جاتی ہے اگر عنان اختیار کو
ہوا و حرص کے ہاتھ مین دے اُس درجے کو پہونچے کہ فرض کرین دنیا کے پردے مین ایک ہی عورت

باعث ہے کہ اُس سے قربت نہ کی ہو اور خیال کرتا ہے کہ اسکے ساتھ نزدیکی کرنی ایسی لذت ہے کہ کسی
عورت مین متصور نہین یہ نہایت نادانی اور اُسکی حماقت ہے اور اگر بقدر اعتدال کے قوت شہوت کو
استعمال مین لاوے تو اُن بُرائیون سے محفوظ رہے اور قوم نے اس مقام مین عشق کو شہوت کے مرضون
مین سے شمار کیا ہے اور اس قوت کے مرضونمین سے اسکو بدترین بیماری کہا ہے اور وہ اپنی ہمت کو
مصروف رکھتا ہے کہ ایک شخص معین کی تلاش مین بہ سبب غلبۂ شہوت کے پر علاج اسکا یہ ہے کہ اس کا
خیال چھوڑے اور آن دقیق علمون اور اچھے پیشونمین اشتغال رکھے جنمین بہت تامل اور مشقت
کی احتیاج ہو اور استفراغ کی دوائین جیسے قوت شہوی کے سواد متحرکہ اخراج پائین یا ایسا علاج
اختیار کرے جس سے آتش شہوت ٹھنڈی ہوے ہے چنانچہ طب کی کتابون مین مشروح ہے اشراق
یہ باتین عشق بہیمی مین نہین جو منشا افراط شہوت کا ہے عشق نفسانی کہ سبب اسکا مناسبت روحانی ہے
رذائل کے عدد مین نہین ہے بلکہ فضائل کی قسمونسے ہے کیونکہ لطیف طبیعتون کو اچھی صورتونکی بحکم اسکے کہ جنسیت
موجب آمیزش کا ہے بڑی خواہش ہو سکتی ہے چنانچہ اشارہ اسکا عدالت کے بیان مین ہوا ہے اور جو اس مقام مین
مناسب ہے بیان اسکا یہ ہے کہ مزاج شخصی کے اعتدال کی نسبت جتنی بہت لطیف و شریف ہوگی اتنی ہی اسکی روح کی
خواہش اچھی صورتون اور خوش آوازون اور نیک خوئی کی طرف ہوئی اسلیے کہ جب عاشق و معشوق
کے کمال کا درخت ایک ہی سرزمین سے پیدا ہوا اور ایک ہی آب و ہوا کی تاثیر سے پرورش پائے اور
اُنکے اعتدال مزاجی کے پودھے ایک ہی چشمہ سے سیراب ہون تو اُنکے درمیان خواہش اتحاد کی جو حقیقت
مین محبت اسی کا نام ہے یقیناً ظاہر ہوگی جب وے دونون شریف نسبتین دو محل مین ظاہر ہون تو
بہ سبب اختلاف استعداد و خصوصیت محل کے بے شبہہ ایک اتم و اعلی ہوگی اور دوسری انقص و ادنی
پس عاشقیت نقصان کی جیب سے سر نکالتی اور معشوقیت کمال کے پردے سے جلوہ دکھاتی اور
اول خفا و انتفا کو چاہتی ثانی جلا اور بقا کو اسی واسطے اعداد متحابہ مین کہ وہ عبارت ہے اُن دو
عددون سے جنمین ہر ایک کے کسور ملکر دوسرے کے عین ہوتے ہین جیسے دوسو بیس اور دو سو چوراسی
حکیمون نے کہا ہے کہ اگر دو شخصون کو کسی امر مین اتفاق ہو اُن دونون عددون پر کھانے کی چیزونمین
سے یا اُنکے غیر مین سے یا ہر ایک اُنمین سے اُن دونون عددون سے کسی کے احق عدد کو تختی مین

گھٹ دو اگر اپنے پاس رکھے تو البتہ اُنکے درمیان محبت اور دوستی پیدا ہو چھوٹے عدد کو عاشق کے لیے
اور بڑے عدد کو معشوق کے واسطے مقرر کیا ہے جاننا چاہیے کہ کسور سے یہان مراد کسور صحیح ہے اور
کسور صحیح دوسو بیس کے جو اقل عدد متحابہ کا ہے گیارہ ہین اس حساب سے آدھا ایک سو دس چوتھائی
پچپن پانچوین جز چوالیس دسوان جز بائیس گیارھوان جز بیس بیسوان جز گیارہ بائیسوان جز دس
چوالیسوان جز پانچ پچپنوان جز چار ایک سو دسوان جز دو دوسو بیسوان جز ایک یہ تمام اجزا عدد اقل
متحابین کے برابر ہین عدد اکثر متحابین کے اپنے عدد کے برابر ہین اسلیے کہ مجموع ان گیارہ اجزا کے
دوسو چوراسی ہین اور یہی مقدار عددین متحابین کے اکثر عدد کا ہے اور کسور صحیح عدد اکثر متحابین کے
پانچ ہین نصف ایک سو بیالیس ربع اکہتر ستر ہوان جز چار ایک سو بیالیسوان جز دو دوسو چوراسیوان
جز ایک مجموع ان پانچون جز کے دوسو بیس ہوے یہ مساوی عدد اقل متحابین کے ہین اپنے عدد کے
تمین اول عدد کا نام رکھ اور ثانی کا نام رکھ ہے اخلاق جلالی اور ترجمے مین اُسکے اعداد متحابہ کا
حساب نہ تھا اور اکثر طالب العلم یہان گھبراتے تھے اسلیے خادم الطلبہ غلام حیدر نے اس حساب کو
بیان پر وضاحت کے ساتھ لکھکر لاحق کر دیا تاکہ شائقون کو نفع پہونچے اور اس گنہگار کو ثواب اور
عشق شعار حکماء ستائش کا ہے اس قسم کا عشق نیک اسراری اور روشن دلی کا موجب ہو اسلیے
کہ جہان کہین آفتاب جہانتاب عشق کا بحکم اُس آیت کے جسکے معنی یہ ہین ہین نے زمین کو اس کے
پروردگار کے نور سے روشن کیا روح انسانی کے مشرق سے نکلے کثافت طبعی کی عدم کے مغرب مین
غائب ہو جاے اور جس جگہ عشق و شوق کی آتش جو جلا دیتی ہے تمام عالم کو وصف حال اُسکا ہے

وجود کی بستی مین لگے طبیعت کے گھرون کو درو بست جلادے بیت

آتش عشق نے یہ خرمن پندار جلایا	جان دین یہ دل سب کو بیکبار جلایا
بل بے اے عاشق جہانسوز عجب شی ہے تو	دین کو زندہ کیا کفر کا آثار جلایا

اسواسطے حکیمون نے کہا ہے کہ تین چیزون سے ذہن کی تیزی اور روح کی پاکیزگی حاصل ہوتی ہے پہلے
عشق دوسرے فکر تیسرے ناصح ذکی و شریف کی نصیحت ماننی اسلیے مشائخ صوفیہ نے طلبگار کو پہلے

تعشق کے واسطے ارشاد کیا ہے مصرع

اس سے بہتر اور کیا ارشاد ہے

اور حدیث مین ہے کہ جو عاشق پاک ہو اور اُسے چھپا کر موا تو وہ شہید ہوا اور دوسری حدیث مین ہے کہ خدا جمیل ہے اور جمیلون کو دوست رکھتا ہے اور شیخ ذی النون مصری نے فرمایا ہے جو چاہے خدا سے اُنس پیدا کرے تو ہر ایک شی ملیح اور چہرہ صبیح کے ساتھ اُنس اختیار کرے اور عاشقون کے بادشاہ ابو محمد روزبہان فرماتے ہین کہ اسرار لاہوتی زحمت ناسوتی سے بچے ہوئے ہین اور حسن ناسوتی عکس ہے

جمال لاہوتی کا شعر

کون ایسی جا ہے وان نہین اُسکے جمال سے	پرتو چمک جھلک جو کہو کائنات مین

اور حقیقت یہ کہ بحکم آیا بفحواے عربی کے جسکے معنی یہ ہین کہ جڑ شاخون سے لگی ہوئی ہے محبت ازلی کے اسرار ممکنات کے قلوب مین بھرے ہوئے ہین اور عشق اول کی روشنی کی چمک جو مضمون اُس کلام قدسی کا ہی جسکے معنی یہ ہین کہ پس مین نے چاہا کہ پہچانا جاؤن اعیان ممکنات کے درون پر پڑی ہوئی ہے یقین ہے کہ وہ ایک پرتو ہو کہ افلاک مین میل ارادی کے طور پر جو مبدا حرکت دوری کا ظاہر ہوا اور عنصریات مین میل طبیعی کی صورت سے پڑا اور نباتات مین نشو و نما کا سبب ہوا حیوانات مین بصورت قوت شوقی کے پیدا ہوا اور نفوس کاملہ انسانی مین بصفت عشق نفسانی کے جلوہ دکھایا اور جو کوئی عبرت کی آنکھون سے دیکھے اور تمام عالم مین پھر آوے اور فرشتون کے مقام سے ہو کر جو کثافت طبیعت سے بری ہین آسمانون کی سیر کرے پھر وہان سے مرکز زمین مین اُترے تو ایک ذرے کو بھی نور عشق کے پرتو سے خالی نہ پاوے بیت

عشق کے خم سے دیا اُسکے ازل مین اک جام	چرخ کھاتے ہین فلک اور زمین مست کسے

فرد

تری چاہ سب کے دلون مین بھری	نہین کوئی تیرے ہے غم سے بری

سریان کے بڑے حکیمون نے عشق کو موجودات مین سے ثابت کیا ہے لیکن جبکہ تفرقہ کرنا درمیان عشق نفسانی اور عشق بہیمی کے مشکل ہے اور ہر ایک کو قواے شہوی اور طبیعت کی خواہشون کے مغلوب کرنے کی قدرت نہین ہے کیونکہ مصرع

کیا جانے ہے ہر کوئی آئینہ بنانے کو

جو چالاک آدمی عشق کی راہ مین نامردی کے پانون جرأت سے رکھتے ہین اور جتنے مردہ ہو کر طبیعت کی خواہشون اور شہوت کی لذتون سے اپنے تئین بند کر سکتے وے گو گرد سرخ سے بھی عزیز تر ہین اور اکثر آدمی ایسے ہین کہ ہوا و حرص کے دام مین گرفتار ہو بد نظری کی قید سے نہ چھوٹ کر فسق کا نام عشق رکھتے ہین چار پایون کی خاصیت کے ساتھ دعوی کمالیت کا کرتے ہین اور باوجود پابندی رشتہ ہوس کے

مرتبہ آزاد کے مدعی ہین افسوس صد افسوس **شعر**

توشہ اس راہ کا ہاتھون مین سلیمان کے دیا — ہر کس کب یہ تمنا ہے کہ وہ شہباز ہوا

اس سبب سے یہ طریق بہت راست ہو سکتا ہے **بیت**

زندگی کر لو کہ خالی ہووے چاہ و پیار سے — اول و آخر ہے اسکا قتل اور آزاد سے

یہ نصیحت مین نے کی تیرے تئین اے دوست جان — برخلاف اسکے فلان جیسے کیا بیزار سے

جس علامت سے عشق نفسانی اور بہیمی کے درمیان فرق کر سکتے چنانچہ امام غزالی نے بعضے تصنیفون مین لکھا ہے وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص جس سے لذت اسطرح کی پاوے جیسے سبزے اور آب روان اور اسکے مانند کے دیکھنے سے پاتا ہے تو یہ نشانی شہوت مارنے کی ہے اور اس صورت مین مباح ہے اور اگر دوسری لذت پاوے جو سبب شہوت انگیزی کا ہے اسکا نام عشق بہیمی ہے تو نظر اسکی حرام اور دوسرے حکیمون نے کہا ہے کہ عشق نفسانی مین اکثر بات چیت اور ناز و انداز کی رغبت ہوتی ہے اعضا اور انکی خوش تراشی کی رغبت سے اس لیے روح کی خواہش روحانیات کی طرف زیادہ تر ہے جسمانی کی خواہش سے اور جبکہ عشق کی باتین ایسی نہین جو ضمناً بیان کی جاوین تو اسی قدر پر اختصار کر کے اصل بات کی طرف رجوع کیا علاج حزن کا وہ عبارت ہے ایک الم نفسانی سے جو کسی محبوب کے ہجران اور مطلوب کے فقدان سے پیدا ہوتا ہے سبب اسکا طمع اور حرص کرنا ہے شہوات جسمانی اور لذات بدنی کے حاصل ہونے مین اور توقع رکھنا ہے متاع اور آرایش دنیاوی کے بیچ علاج اسکا تامل کرنا ہے اسمین کہ عالم کون و فساد کے اسباب قابل ثبات کے نہین جیسے خوف موت کے علاج مین اسکی طرف اشارہ ہوا ہے اور جو کہ ثابت و باقی رہ سکتا ہے وہ امر عقلی اور سعادت نفسانی ہے کہ زمان و مکان کے علاقے اور ضدون کے تصرف اور فساد کے دخل سے برتر ہے جب اس بات کا یقین کامل حاصل ہو طمع بیجا اور خیالات بیہودہ چھوڑے

اور دل کو اسباب دنیوی مین جو ڈھلتے ہوئے سایہ کے برابر ہین نہ لگاوے بلکہ کمال عقلی اور ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے مین جو ہمیشگی باقی اور ذو الجلال کی درگاہ کے نزدیک ہونے کا سبب ہین ہمت مصروف رکھے اور حرص کے مکان سے جو محل ہے حزن دائمی اور الم روحانی کا نجات پا کر رضا و تسلیم کے مقام مین جو کہ بہجت حقیقی اور سرور دائمی کا محل ہے پہونچے چنانچہ مضمون اُس آیہ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین کہ ہان تحقیق خدا کے دوستون کو کچھ خوف نہین اور وے غمگین نہ ہونگے اُس سے خبر دیتا ہے بیت

	شعر	
جسکو بھایا وصال سبحانی		کب اسے بھاوے لذت فانی
جز قصہ جام جم سے رہا یادگار کیا		زنہار مت لگا تو دل اپنا جہان پر

اور چاہیے کہ جو اپنے پاس ہے اُس سے خوش دل رہے اور جو اُسکے نزدیک نہین ہے اسکے لیے غمگین نہ ہووے تو ہر دم کی خوشوقتی سے زندگانی کرے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ تحقیق اللہ تعالی نے اپنی حکمت اور بزرگی سے رضا و یقین کے بیچ راحت و فرحت کو چھپایا ہے اگر اسپر سخت گذرے تو گروہ خلائق کے احوال مین فکر کرے کہ ہر کوئی اگرچہ وہ اہل حرفہ سے بھی ہو تو بمقتضا اسکے کہ ہر ایک قوم اپنے اپنے پیشے کے ساتھ خوش اور اپنے چال چلن اور راہ وروش کے مطابق مسرور و محفوظ ہے بلکہ اورون کو نام دھرتا ہے پس فضیلت کے طلبگار کو چاہیے کہ اس بات مین نادان گمراہون سے بھی کم نہ ہووے اور پرائے مال اور متاع پر نظر نہ رکھے اور اپنے خساوت سے بھی غم نہ کھاوے چنانچہ خداوند تعالی حضرت رسالت پناہ کو اپنے کلام اعجاز انتظام مین فرماتا ہے تو اس چیز کی طرف مت دیکھ جسسے برخوردار کیا مین نے کتنون کو اُن کافرون مین سے دنیا کی زندگی کی آرایش کیلیے تا اُنھین ہم آزماوین بیچ اُسکے اور بطلیموس حکیم نے کہا ہے کہ حریص ہمیشہ فقیر رہتا ہے اگرچہ تمام دنیا اُسکی ہو اور قانع تونگر اگرچہ اُسکے پاس کچھ نہ رہے اور قرآن کی بعضے منسوخ آیتون سے وہ آیت ہے جسکے معنی یہ ہین کہ اگر بنی آدم کے پاس دو میدان سونے روپیہ سے بھرے ہوئے ہوتے تو ہر آئینہ تیسرے کی آرزو کرتا اور اسے آسودہ نہ کریگی مگر خاک بیت

ہوس بادہ سے پُر ہووے کب یہ کاسۂ سر	یہ بیچ کہ اوندھا پیالہ بھرا نہ دیکھا کبھی

اور کندی حکیم اسپر دلیل لایا ہے کہ غم کھانا ضروریات سے نہین ہے بلکہ وہ ایک ایسی حالت ہے جو اختیار کا

مدخل اسمین تمام تر ہے اور وہ اختیار اس طور سے ہے کہ ایک جو ہر مطلوب کسی شخص سے مفقود ہو جاے
تو تامل کرے کہ البتہ ایک جماعت ہے کہ اُس سے محروم ہے اور ساتھ اسکے بھی وہ خوش و محفوظ رہتی ہی
یہ دلیل اسکی ہو کہ فقدان مطلب سے غم کھانا کچھ ضرور نہین اور کچھ مصیبت یا آفت کسی شخص کے اوپر آن پڑے
یقین ہے کہ بعد چندے حزن اُسکا خوشی اور رونا اُسکا ہنسی سے متبدل ہوتا ہی اور مثال اُس شخص
کی جو اسباب دنیاوی کے بقا کی تمنا کرتا ہی کیسی ہی جیسے ایک شخص کسی ضیافت مین حاضر ہو اور خوشبو
مجلس کے درمیان ہر ایک آدمی کو نوبت بنوبت پہونچائین اور ہر کوئی اُسمین سے فائدہ اُٹھاے
جب نوبت اسکی آوے تو خصوصیت کی خواہش کرے اور چاہے کہ اپنے ہاتھ سے نہ دے اور جو اس سے
چھین لین تو افسوس اور ندامت مین پڑے کیونکہ تمام اسباب دنیاوی امانت الٰہی ہین ہر ایک کو
طبقات خلائق سے اُسکے وقت اُسکے عنایت کرتے ہین جسوقت کہ ارادہ بے سبب متعلق ہو اس سے
لے لین چنانچہ امام شافعی رضی اللہ عنہ نے فرمایا ہے کہ مال و منال اور زن و فرزند امانت کے سوا
نہین اور بالضرور ایک دن سب کو پھیرے پس عاقل کو چاہیے کہ امانت کے پھیر لینے مین خوش ہو اور رہن
اور تاسف کو اپنی طرف راہ نہ دے اور ایک بزرگ نے کہا ہے کہ اگر سوا عاریت کے دنیا کا اور عیب
نہوتا تو بھی چاہیے تھا کہ صاحب ہمت اسکی طرف التفات نہ کرتا سقراط حکیم سے پوچھا کہ تیرے بہت خوش
اور تھوڑے ناخوش رہنے کا کیا سبب ہے بولا کہ مین کسی چیز پر دل نہین لگاتا ہون کہ اسکے جانے سے غمگین
ہون علاج حسد کا وہ پرائی دولت کے زائل ہونیکی آرزو رکھتی ہی خواہ اُسے وہ ملے یا نہ ملے اگر سبب
اُسکا خواہش اسکی ہو کہ وہ نعمت اُسے حاصل ہو تو یہ قوت شہوی کی مشارکت سے ہوتا ہی اور جو باعث
اُسکا فقط یہی ہو کہ محسود کو دکھ پہونچے تو قوت غضبی کے رذائل سے ہے بے مداخلت قوت شہوی کے
اور یہ مرض سب مرضون سے نہایت بد ہی اسلیے کہ حاسد پرائی بہتری اور فراغت سے ملول ہوتا ہے اور
کبھی نعمت الٰہی اہل عالم سے منقطع نہین ہوتی پس حزن و الم اُسکا کبھی انقطاع نہ پاوے اور حدیث مین
آیا ہی کہ حسد نیکیون کو کھاجاتا ہے جیسے آگ لکڑی کو کھاتی اور حسد کی نوعونمین سے بدترین حسد وہ ہی کہ
علما کے درمیان ہو کیونکہ اسباب دنیاوی آدمیون کی کم توانائی کے سبب محل منازعت کے ہین تو کبھی
ایسا ہوتا ہے کہ ایک شخص کو دولت حاصل ہوتی ہے بغیر اسکے جو دوسرے سے زائل ہو تصور نہین ہوتی

بخلاف علم کے کیونکہ وہ اس عیب سے منزہ ہے اور اسمین کچھ مزاحمت کا دخل نہین اور خرچ و تصرف سے زائل و نقصان نہین ہوتا سچ ہے کہ حسد اُن لوگون کا بھی اسباب دنیاوی کی طرف رجوع کرتا ہے علاج حسد کا حزن و غضب کے علاج کے قریب ہے اور غبطہ وہ ہے جو تمنا کرے کہ جیسی نعمت اورون کو حاصل ہوتی ہے ویسی مجھے بھی ہووے آرزو کیسے اسکے کہ غیر کی نعمت زائل ہو اگر یہ امور دنیاوی مین ہو تو قدر کفالت اور مصلحت سے زیادہ چاہنا مذموم ہے اور باندازہ گزران اور بہبود کے محمود اگر عاقل و دانا اُن بحثون مین فکر کرے تو انکی مدد سے اور مرضون کے علاج پر قادر ہو مثلاً کذب کے معالجے مین ملاحظہ کرے کہ بول چال اور گفتگو سے غرض یہ ہے جو غیر کے احوال سے خبر دے یا اپنے مافی الضمیر کو اظہار کرے اور جھوٹ اُسکا منافی ہے پس کذب کو اسمین دخل دینا بیموقع اور ظلم اسی سے عبارت ہے باعث کذب کا حرص مالی ہے یا حرص جاہی رذالت اُسکی ظاہر ہے اسی قیاس پر تمام زوائل ہین

دوسرا لامع تدبیر منزل مین اسمین چھ لمعے ہین

پہلا لمعہ - منزل یعنی مکان کی احتیاج مین ہرگاہ کہ انسان اپنی زندگانی کے لیے کھانے پینے کی طرف محتاج ہے لیکن غذای انسانی بغیر تدبیر صناعی کے جیسے کھیتی اور اسکا تردد اور آباد کرنا پھر جب پکے تو کاٹنا انبار کرنا ملنا جھاڑنا کوٹنا پیسنا پکانا وغیرہ کے ممکن اور انتظام اُن سببون کا بدون اعانت و شراکت کے متصور نہین بخلاف حیوانون کی غذا کے اسلیے کہ وہ طبیعی ہے صناعت کا دخل اسمین کچھ نہین اور جبکہ روزانہ قوت لابدی کا ہر روز موجود کرنا خیلے قباحت ہے تو احتیاج ہوئی کہ قوت سالانہ جمع کیجیے اور اسکو حفاظت مین رکھیے لیکن محافظت اُسکی بے امداد کسی مردم معتبر اور بغیر ایک ایسے مکان کے جہان محفوظ رہ سکے اور چور اُچکے کے ہاتھ سے بچ رہے ہو نہین سکتی پس ضرور ہوا کہ حویلی اور گھر بنائے اور جبکہ ایک شخص کو اس پیشے کی ترتیب کی جو قوت کہ حاصل کرنے کے لیے ضرور ہو احتیاج ہے تو البتہ اُسکے واسطے ایک مددگار بھی چاہیے کہ جس وقت مالک اپنے مکان سے کسی کام کو جاے تو وہ نگہبانی کرے یا خانہ داری کے ضروری کامون مین اُسکے ساتھ اعانت کرے پر یہ احتیاج باعتبار احوال شخص کے ہے اور بنظر احوال نوع کے ضرور ہے کہ ایک عورت کو نکاح مین لاوے کہ بسبب اُسکے توالد و تناسل ہوا کرے پس حکمت الٰہی مقتضی اسکی ہے کہ مناکحت سے بند و بست

خانہ داری اور سر رشتہ توالد و تناسل دونون مضبوط ہون اور جب اولاد پیدا ہو تو تدبیر اسکی اچھی روش سے واجب جانے جسوقت ایک جماعت یعنی جورو خصم اولاد اکھٹے ہون تو بے شبہہ انکی گذران کے بندوبست کے لیے معاون درکار ہون تو خدمتگار چاکر نوکر کی احتیاج ہو اور اسی جماعت سے جو منزل کے رکن ہین انتظام معاش کا انجام پاوے پھر جبکہ بندوبست ہر کثرت کا الفت یکجہتی پر موقوف ہے پس انتظام خانہ داری بھی تدبیر صناعی ہے جو موجب رابطہ الفت کا ہے ہوسکتا ہے لیکن ان شخصون مین سے اس تدبیر مین باپ اولی ہے تو ریاست منزل اور سیاست اہل اسی کی راے پر مفوض رہے اور اس مدبر کو لازم ہے کہ ہر طرح کی تدبیرون سے جیسے رغبت دلانا ڈرانا وعدہ کرنا قہر کرنا تکلیف دینی نرمی گرمی مہربانی خشمگینی وبیارداری غمخواری وغیرہ سے اہتمام کرتے تاکہ جو کچھ اسکی تدبیر مین ہے آئین مناسب سے ظہور پاوے اور اس مقام مین گھر سے مراد وہ گھر نہین جو گل ولاے اینٹے پتھر گھاس پھوس اور لکڑی سے بنا دین بلکہ مقصود الفت اُس سے الفت یکجہتی ہے جو خصم جورو اور باپ بیٹے اور نوکر و آقا اور مال و صاحب مال کے درمیان متحقق ہو خواہ ویسے گھر وں مین رہین یا خیمہ و خرگاہ اور درختون کے سایہ اور غار اور پہاڑون مین تدبیر منزل عبارت ہے اسی فریق کی سیاست احوال کے طریقے کی پہچان سے اس طور اختلال سے مامون رہ سکے اور جب تمام آدمیون کو ایسے اجتماع کی احتیاج ہے پس سب کو اس علم کا حاصل کرنا ضرور ہے تدبیر منزل کی اصل اصول یہ ہے کہ مدبر اپنے ارکان منزل کے احوال کو دیکھے اور ہر ایک کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور کسی سے خلل پیدا ہو تو اسکی اصلاح کرے جیسے طبیب عضو اشرف کی مصلحت کے لیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانتا ہے تو تدبیر منزل مین بھی رکن خسیس کو اشرف کا تصدق کرنا لازم ہے اور اگرچہ خصوصیت منزل کی اس فن مین ملحوظ نہین ہے جیسے اُسکی طرف اشارہ ہوا لیکن حکیمون نے اچھے اچھے مکان کے بنانے کے لیے ایما کیا ہے اور کہا ہے کہ بہترین محلون سے وہ ہے جو مضبوط اور چھت اسکی بلند اور دروازے اُسکے بڑے ہون اور ایک ایک پاکیزہ مکان ہر موسم کے موافق اُسمین تیار رہے اور اس احتیاط کی رعایت کرنی جس سے جلنے ڈوبنے سیندھ لگانے چوری ہونے کیڑے پتنگے سانپ بچھو وغیرہ کے صدمون سے بچ سکے واجب ہے لیکن حدیث مین آیا ہے کہ چھ گز سے اونچا مکان نہ بناوے اور جب اس قدر سے

زیادہ ہو تو ایک فرشتہ پکارے کہ کہان تک اے مسرف اور ہمسایون کے احوال کو بھی لحاظ کیا کرے کیونکہ بدذات ہمسایہ بہت فساد برپا کرتا ہے افلاطون نے زرگر محلہ مین جگہ بنائی تھی جب اسکی حکمت کو پوچھا بولا سبب اسکا یہ ہے کہ جسوقت نیند غلبہ کرتی اور فکر و تامل سے موقوف کردیتی ہے تو اُنکے

	ہتھوڑون کی آواز سے جاگ اُٹھتا ہون	

دوسرا لمعہ۔ قوت اور مال کے جمع کرنے کی تدبیر مین جب معلوم ہوا کہ آدمی کی احتیاج قوت لابدی کے پیدا کرنے کی طرف ہے تو تدبیر اسکی اس طور پر ہے کہ ہر ایک قسم کی جنس جمع کرے اسلیے کہ اگر اتفاقاً کوئی جنس انہین سے تلف ہوجائے تو دوسری کام آوے اور بسبب کاروبار ضروری معاملون کے پیسے کی طرف جو حافظ عدالت اور ناموس اصغر ہے احتیاج ہو اور آبرو و حرمت اور ستھرائی اور اپنی مضبوطی اور بندوبست کے لیے تھوڑا اسمین سے اور جنسون کی بہتایت کے برابر ہے اسی واسطے غلے اور اناج دور دراز کے مکانون سے لانے کی حاجت نہین ہے اگر ایسا نہوتا تو اور شہرون سے ضروریات کے ڈھولانے کی مشقت برداشت کرنی ضرور ہوتی لیکن حال و مال کی فکر یا باعتبار آمد یا بنظر خرچ یا بلحاظ حفاظت کے ہوسکتی ہر آمد کی دو قسمین ہین ایک اختیاری جو شخص کی تدبیر پر موقوف ہے جیسے صناعت یعنی پیشہ دوسرے وہ کہ جسمین اختیار کا کچھ دخل نہین جیسے میراث یا بخشش ہے اور سب پیشون کی جڑ تین چیزین ہین چنانچہ بعضے ائمۂ دین نے بھی کہا ہے یعنی کھیتی سوداگری اور پیشہ امام شافعی اسپر ہین کہ ان تینون مین تجارت بہتر ہے اور اُسکے صحابون سے ماوردی نے کہا ہے کہ زراعت بہتر ہے اور متاخرین عالمون سے بعضون نے کہا ہے کہ اس زمانے مین پیسے کوڑی مین اکثر شبہہ ہے اور جھوٹھ آدمیون پر غالب تو تجارت مین احتیاط کم ہوسکتی پس زراعت بہتر ہے جبکہ امام شافعیؒ کے زمانہ مین مال حلال بیشتر اور دیانت و امانت لوگون کی اکثر تھی اسواسطے اُسنے سوداگری کی ترجیح کا حکم دیا تھا حکیم کہتے ہین کہ سوداگر کا اعتماد نہ کیا چاہیے کیونکہ شرط اسکی سرمایہ ہے اور وہ تلف ہونے سے بچ نہین سکتا اور کسب و حرفے مین تین چیزون سے احتراز کرنا واجب ہے پہلے ظلم سے جیسے تولنے ناپنے مین کچھ تفاوت کرنا دوسرے بیغیرتی سے جیسے مسخرگی بیہودہ پن اور ٹھٹھا اور جو چیز ذلت مین ڈالے تیسرے کمینہ پن سے جیسے خاکروبی دباغی ساتھ اسکے کہ وہ اچھے پیشے کرسکے

لیکن اُن پیشون مین سے بعضا ضروری ہے جیسے کشتکاری ہے اور بعضے غیر ضروری چنانچہ زرگری
اور نقاشی حاصل کلام حرفے کی تین نوع ہین شریف وخسیس ومتوسط شریف وہ ہے کہ قوت نفسانی
کے ساتھ تعلق رکھے یہ پیشہ امتیازی صاحب مروت لوگون کا ہے پر انہین سے ذی شان تین قسم ہین
پہلے جو علاقہ جوہر عقل سے رکھتی ہے جیسے وزارت کا کام دوسرے وہ جو علم وادب سے متعلق ہو جیسے
کتابت اور لیاقت اور نجومی طبابت حساب داتی پیمائش کا ہتر تیسرے جو زور اور شجاعت سے علاقہ
رکھے جیسے سپاہگری اور کمینے پیشون کی بھی تین قسمین ہین ایک وہ جو عوام الناس کی بہتری سے خالی
ہو جیسے غلہ فروشی کرنی نفع کی نیت سے اور جادوگری اور علم تسخیر یہ حرفہ بد لوگون کا ہے دوسرے جو
فضیلت نفسانی کے برخلاف ہو جیسے مسخراپن کلانوتی اور جوا اور یہ پیشہ سفیہون کا ہے تیسرے جس سے
طبیعت نفرین کرے جیسے حجامی ودباغی خاکروبی اور پیشہ کمینون اور ادنی لوگون کا ہے لیکن جبکہ عقل
کے نزدیک احکام طبیعی کا کچھ اعتبار نہین تو تیسری قسم کو عقل بد بھی نہین جانتی بلکہ زندگی کے لیے ضروری ہے
پس چاہیے کہ ایک فریق اس کام مین مشغول رہے بخلاف انکی دو قسمون کے اسلیے کہ وہ عقل کے نزدیک
بد ہین اور جو کوئی جس پیشے مین نامزد ہو لازم ہے کہ اسمین سبقت وکمال کا قصد کرے اور پست ہمتی مین
اپنے تئین نہ ڈالے اور سوچے کہ دنیا کے بیچ کوئی مرتبہ فراخ روزی سے بہتر نہین اور اسکے اچھے سبب نہین
سے وہ پیشہ ہے جو عدالت پر مشتمل ہو کر پارسائی ومروت کے قریب ہو اور جو مال کہ غصب سے لے
یا بیغیرتی اور کمینے پن سے ہاتھ لگے اگرچہ بہت سا ہو تھوڑا اور بے برکت ہے شرع وعقل کی رو سے احتراز
کرنا اُس سے واجب ہے اور جو کچھ حسن مشقت اور حق حلال سے پیدا ہو اگرچہ تھوڑا ہی ہو تو بہت اور
بابرکت ہے ولیکن مال کی بخشش اور اُسکے خرچ کرنے مین حد اعتدال کو ملحوظ رکھے سبیل اسکی اس طور
سے ہے کہ زیادہ خرچ اور بخل سے بچاوے اور دکھانے اور فخر کرنے کے لیے خرچ نہ کرے اور چاہیے کہ خرچ
آمدنی سے تھوڑا ہو اور ایام سختی کا لحاظ رکھے جیسے قحط سالی مفلسی حالت بیماری کی ہین اور مال ومتاع
کے جمع کرنے مین مناسب یہ ہے کہ کچھ نقد ہو اور کچھ جنس اثاث البیت کی قسم سے اور کچھ ملک جیسے
باغ مواشی وغیرہ ہے اسواسطے اگر کسی مین نقصان آوے تو دوسرے سے جبر اُسکا ہو سکے اور
اموال کا خرچ کرنا تین طور سے ہے ایک وہ کہ مطابق حکم خدا اور شریعت کے قانون پر خرچ کیا چاہیے

چنانچہ زکوٰۃ وصدقہ دینا اور نذرون کا ادا کرنا دوسرا طریق سخاوت واکرام کے جیسے تحفہ تحائف اور
بزرگون کو ہدیہ دینا تیسرا ضروریات کی جہت سے کچھ فائدے کے لیے یا دفع ضرر کے واسطے جیسے امرا
وسلاطین کے یہان سوغات بھیجنی اور اپنے قبائل کے کھانے پینے کے لیے خرچ کرنا اور ظالم بدذات لوگون
کو پیسا دینا کہ بسبب اُسکے آبرو وحرمت بچ رہے لیکن پہلی قسم مین چار چیزون کا لحاظ ضرور ہے ایک وہ یہ
کہ جو کچھ کسی کو دے تو نہایت خواہش اور خوشدلی سے دے اور اپنے ظاہر و باطن مین کچھ دریغ نہ کرے اسلیے
کہ خدا تعالی اپنے خزانہ بخشش سے جب کسی بندے کو نعمت عنایت فرمائے اور اسے حکم کرے کہ اسمین سے
خدا کی راہ پر کچھ دے تو نہایت بد ہے کہ عطا کرنے کے وقت خاطر مین گرانی لائے دوسرے یہ کہ صرف
نقد دے اور سوا اسکے کچھ غرض نہ رکھے تا احسان اُسکا برباد نہو تیسرے وہ کہ بڑی خیراتین ارباب توکل
کو پہونچائے کہ حق تعالی نے انکی شان مین فرمایا ہے مضمون اُسکا یہ ہے کہ نادان انکو غنی جانتے ہین اسلیے
کہ دے کسی کے دروازے پر سوال کو نہین جاتے چوتھے وہ کہ خیرات چھپا کر دے کیونکہ علانیہ مین گمان
تکبر اور منت رکھنے کا ہوتا ہے اور شاید مستحق کی خاطر شکنی ہو اور حدیث نبوی مین آیا ہے کہ پوشیدہ
خیرات خدا کے غضب سے بچاتی ہے اور دوسری حدیث مین واقع ہوا ہے کہ خیرات دینے مین بہتر
یہ ہے کہ وہ اپنے ہاتھ سے اس طور پر دے کہ بائین ہاتھ کو خبر نہو اور حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ
وآلہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جب حضرت حق سبحانہ وتعالی نے زمین کو پیدا کیا تب وہ لرزنے لگی پس پہاڑون
کو خلق کیا کہ اسکے سبب ٹھہر رہے فرشتے اس سے تعجب مین آئے اور سوال کیا ای بار الٰہ کوئی مخلوق
تیرا پہاڑ سے بھی سخت تر ہے فرمایا ہان آگ ہے پھر پوچھا کہ اُس سے غالب کوئی چیز ہے فرمایا کہ پانی پھر
سوال کیا کہ پانی سے بھی اشد ہے فرمایا کہ ہوا پھر بولے کہ اسپر کوئی چیز غالب ہے فرمایا ہان خیرات
پنہانی جو بنی آدم دینے مین بشرطیکہ دہنے ہاتھ سے دے کہ بائین کو خبر بھی نہو اور ثانیہ اسکی سب سے
زیادہ ہے کیونکہ وہ بلائے سخت کو دفع کرتی ہے اور دوسری قسم مین پانچ شرطون کی رعایت کیا چاہیے
پہلے دینے مین جلدی کرنی اسلیے کہ انتظار کے بعد شاید لذت اسکی انتظار کے الم کے برابر یا اس سے
کمتر ہو دوسرے پوشیدہ دینا تا کہ اظہار کے شر سے محفوظ رہے تیسرے وہ کہ جو کچھ دے اُسے تھوڑا جانے
اگرچہ وہ بہت بھی ہو اسلیے کہ یہ شیوہ اہل مروت اور صاحب ہمتون کا ہے چوتھے انعام کا دروازہ

اسکے حق مین بند نہ کرنا اسواسطے طول مدت موجب فراموشی کا اور سابق انعاموں کے ضائع ہونیکا سبب ہوتا ہے پانچوین اچھے معاملوں مین دنیا کہ زمین شور مین تخم افشانی کے مانند نہو ۔ بیت

مصرف بیجا سے واجب ہے گریز	تا نہ مسرف تو کہاوے اے عزیز

اور تیسری قسم مین تین چیز کا لحاظ کرنا واجب ہے پہلے حد اعتدال کا لیکن اگر دفع ضرر کا مقصود ہو تو زیادتی کی طرف میل کرنا اس قدر مین احتیاط ہے کہ اپنے اور دولت وحرمت کے ضرر سے بچ رہے اسلیے کہ اکثر لوگو نمین انصاف وعدالت نہین ہوتی بلکہ طمع وحرص وبغض وحسد انمین بھرے ہین پس بنا نفقہ کرنے کی عرف عامۂ ناس کے قاعدے پر آبرو وحرمت کی حفاظت کے قریب ہے عرف خاص کی سیرت پر بنا کرنے سے حالانکہ خواہش اکثر آدمی کی اسراف اکی طرف ہے تیسرا لمعہ اہل خانہ کی تدبیر مین چاہیے کہ غرض اصلی اور مقصود کلی تاہل سے سوا اسکے نہ رکھے کہ اپنے تئین بدکاموں سے بچاوے اور خواہش نسل کی اور حفظ مال کا ارادہ رکھے نہ کہ شہوت پرستی اور لذات بدنی کا ادعا کرے عورتون مین سے بہتر وہ عورت ہے کہ عقل وشعور اور دیانت یا رسائی اور شرم وحیا اور رحمدلی ادب قاعدے اور شوہر کی رضاجوئی کے زیور سے آراستہ اور بانجھ نہ ہو لیکن اس صفت کی پہچان اگر باکرہ ہو تو اسکے کنبے کی عورتوں سے ہوسکتی ہے کہ عورتین انکی بانجھ اور جو ثیبہ ہو تو تفتیش کرے کہ اسکے اولاد ہوئی ہے یا نہین اور بی بی لونڈی سے بہتر ہے تا بسبب اسکے ہمچشمون کی برابری اور دشمنون کی استمالت اور کاروبار دنیاوی کی اعانت اور نسب کی حفاظت حاصل ہو اور ثیبہ سے باکرہ اولی ہے اسلیے کہ شوہر کی تابعداری اور فرمانبرداری اسمین بیشتر متصور ہے اور جو ان فضیلتون کے ساتھ نسب وحسب اور حسن وجمال بھی رکھتی ہو تو نہایت بہتر ہے ولیکن ان تینون مین کئی خطرے ہین اسی واسطے احتیاط کیا چاہیے کیونکہ نسب سبب عجب کا ہوتا ہے اور جبکہ عورتین ناقص العقل ہوتی ہین تو بسبب پندار نسب کے شوہر کی تابعداری مین ناک چڑھاتی اور منھ بناتی ہین بلکہ کبھی ایسا ہوتا ہے کہ خصم کو خادم کے مثال خیال کرتین اور یہ رسوائی اور حال و مال کی خانہ خرابی کا سبب ہوتا ہے اور مال وجمال مین اور بھی مفاسد ہین اسواسطے کہ خوبصورت عورت کے خریدار بہت ہوتے اور عقل کہ مانع قبائح کی ہے انمین کمتر اسواسطے بہت سے فساد کی طرف

مجملہ تین اور شوہر کو اپنی اہلیہ کے بندوبست مین تین چیزون کی رعایت کرنی ضرور ہے پہلے ہیبت
کی یہان تک کہ اسکی نظر مین مہیب دکھائے تا اسکی فرمانبرداری اور رضامندی مین سستی نہ کرے یہ
تدبیر کی قسمون سے بہت بڑی تدبیر ہے لیکن انتظام اسکا بغیر ظاہر کیے فضیلتون اور بدون چھپائے
رذیلتون کے متصور نہین دوسرے کرامت کی یعنی اپنے قبیلہ کو ایسی باتون مین لگا رکھے جس سے پیار و محبت
روز بروز ترقی پکڑے تا اسکے کم ہونیکے خوف سے شوہر کی خلاف رائی پر اقدام نہ کرے اور ستر و حجاب مین
غیر محرم کی نظرون سے محفوظ رکھے اور اسکے ساتھ دلیری کی باتین کیا کرے اور پہلے پہلے ایسی چال چلے
کہ اسے شوہر کی تابعداری کی طمع نہ آوے تیسرے وہ ہے کہ اسکے خویش و اقربا کے ساتھ طریقہ اکرام و
احترام تعظیم و تواضع اور دوستی کا بطریق معروف جاری رکھے اور بغیر ضرور مقصود کے دوسری عورت نہ کرے
اگرچہ وہ حسن و جمال اور حسب و نسب مین پہلے سے زیادہ ہو کیونکہ جسقدر رشک و حسد انکی طبیعتون
مین بھرا ہے ساتھ نقصانی عقل کے انھین قباحت اور فضیحت مین ڈالے اور سوا بادشاہون کے
جو مقصود تزوج سے زیادتی نسل کی ہے اور عورتون کی نسبت انکے ساتھ بغیر فرمانبرداری کے چارہ
نہین بہت نکاح کا حکم نہین دیا پس انکو بھی احتراز ان سے اولی ہو کیونکہ نسبت مرد کی گھر کی طرف
کیسی ہے جیسے نسبت دل کی بدن کی طرف اور جیسے ایک دل دو بدن کی زندگی کا سبب ہو نہین
سکتا ویسا ایک مرد بھی دو گھر کا بندوبست کر نہین سکتا اور اپنی بی بی کو خرچ بو یہ اور نوکر چاکر باندی
غلام کی فرمائش مین جسو جہ سے بندوبست گھر کرنے کا بخوبی انجام پاوے مختار کرے اسطور پر کہ ہمیشہ
دل اسکا امور خانہ داری اور علاقۂ خانگی مین لگا رہے تا کہ بدچالی اور سستی و کاہلی سے باز رہے اسلیے
کہ نفس انسانی تحمل بیکاری کا نہین کر سکتا اور بیفکری آدمی کو برائیون مین ڈال دیتی اور موجب
باہر نکلنے اور نظربازی کا ہوتی ہے اور اس سبب سے شوہر کو حقیر سمجھے اور بدیون پر اقدام کرے چاہیے دو
بھی اسکے پیچھے پڑین اور سبب فساد کا ہو پر دو تین چیزین جیسے پرہیز کرنا واجب ہے پہلے انھین سے
بہت چاہت اسلیے کہ بسبب اسکے اپنے تئین تراشتی اور نافرمانی کرنی حکم چاہتی ہے کہ شوہر کے اوپر
حکومت اپنی کرے یہ موجب خانہ خرابی اور رسوائی کا ہے کیونکہ جب حاکم محکوم ہوا اور مالک مملوک تو البتہ
انتظام مین اختلال آوے اگر اسکی محبت مین مبتلا ہو تو اپنے دل مین رکھے اسپر تا اگر غلبہ کر جاے تو ان

تدبیرون سے جو باب عشق مین کہا ہے دفع کرے دوسرے وہ کہ بڑے کامون مین اُسکے ساتھ مشورت
نہ کرے اور اپنے اسرار پر بھی مطلع نہ کرے اور مال و اموال گڑے گڑائے سوائے قوت لا بدی کے اس سے
پوشیدہ رکھے اسلیے کہ کم عقلی انکی باعث مفاسد کا ہوتی ہے اور تواریخ مین لکھا ہے کہ حجاج کا ایک
دربان تھا اسے بہت چاہتا کسی وقت بات چیت کرنے مین حجاج نے کہا کہ راز اپنا جورو سے نہ کہنا
چاہیے اور اُسپر اعتماد نہ کرے تب دربان نے کہا کہ میری جورو بہت دانا اور مہربان ہے اُسپر بہت اعتماد رکھتا
ہون مین اسواسطے کہ بار بار کے امتحان و تجربے سے اُسکے احوال کا وثوق حاصل ہوا ہے اور اسکو اپنا
محرم اسرار جانتا ہون حجاج نے کہا یہ طریقہ خلاف ہوشیاری کا ہے مین اس بات سے تجھکو واقف
کردون اسکے بعد فرمایا کہ ہزار دینار کا توڑا لائین اور اُسپر اپنی مہر کی اور دربان کو دیا اور کہا کہ یہ نقد تجھے
مین نے بخشی پر میری یہ مہر اُسپر رہے اسے گھر لے جا اور اپنی جورو سے کہہ کہ اس توڑے کو بادشاہی خزانے
سے چرا کر تیرے لیے لایا ہون دربان نے ویسا ہی کہا حجاج نے کتنے دن پیچھے ایک لونڈی اُسکو
عنایت کی وہ اُسے گھر مین لایا اُسکی جورو نے کہا میری خاطر اس لونڈی کو بیچ ڈال وہ بولا جس کنیز کو بادشاہ
نے بخشا ہے کسطرح اسکا بیچنا روا ہے اس بات پر غصہ ہوئی اور پہر رات گئے حجاج کے محلسرا کے
دروازے پر گئی اور وہان کے نگہبان سے کہنے لگی کہ تو حضرت کو خبر کر کہ فلانے دربان کی جورو آئی ہے
حضور مین کچھ عرض کیا چاہتی ہے غرض جب اجازت پائی تو بادشاہ کے روبرو جا کر آداب بجا لائی اور عرض
کرنے لگی کہ شوہر اس ضعیفہ کا نعمت خداوندی کا پالا اور دولت پادشاہی سے جیا ہے اب ایک خیانت
اس سے خزانہ خاص مین سرزد ہوئی لیکن نعمت سلطانی کا حق اُس لونڈی پر واجب ہے اسلیے پوشیدہ
نہین رکھ سکتی ہون یہ کہکر توڑا مہر پادشاہی کے ساتھ روبرو رکھدیا اور کہا کہ آپکے خزانے سے میرا خاوند
چرا لے گیا تھا دیکھیے آپ کی مہر بھی اُسپر ہے حجاج نے دربان کو بلوایا اور توڑے کو اُسکے آگے دھر دیا
اور کہا کہ یہ تیری جورو دانا مشفق اور پردہ نشین ہے اگر مین سرگذشت سے واقف نہوتا تو تیرا سر
لڑکون کا گیند ہوکر چار پایون کا پامال ہو جاتا تیسرے وہ ہے کہ اپنی جورو کو نظر بازی اور غیر مردون کی بات
سننے اور ان عورتون کی آمیزش سے جو ان خصلتون مین مشہور ہین منع کرے علی الخصوص بوڑھی کٹنیون
سے جو بد کامون مین متہم ہین اور حدیث سے نقل کی ہے کہ عورتون کو حضرت یوسف کے قصے پڑھنے سننے سے

امتناع ضرور ہے کہ مبادا طریقہ عفت سے پھر جانے کا سبب ہو اور عورت کو شوہر کے حق مین جن باتون
کی رعایت کرنی شرط ہے وہ پانچ خصلتین ہین پہلے پارسائی اختیار کرنی دوسری کفایت شعاری تیسری
شوہر سے ڈرنا اور چشم احترام سے اُسپر نظر کرنا چوتھی تابعداری کرنی اور نافرمانی سے احتراز کرنا پانچوین معاشرت
مین اظہار خوبی کرنا اور خفگی نہ کرنی حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مخلوقات مین سے
کسی کو سجدہ کرنا درست ہوتا تو مین عورتون کو اُنکے شوہرون کے سجدہ کرنے کے لیے حکم کرتا حکیمون نے
کہا ہے کہ نیک عورتین شفقت اور محبت مین ماں کے برابر ہین اور صبر و خدمت مین لونڈی کے مثال اور
الفت و صداقت مین دوستون کے مانند اور بد عورتین ظالمون سے تشبیہ رکھتی ہین نافرمانی اور
ہنگامہ پردازی مین اور دشمنون سے شوہر کی بے آبروئی اور عیب جوئی مین اور چورون سے اُسکے مال
کے طمع کرنے مین بطریق خیانت کے جو کوئی کسی نالائق عورت پر مبتلا ہو تو علاج اُسکا سوا مفارقت کے
کوئی چیز بہتر نہین اگر فساد کی طرف رجوع نہ کرے جیسے اطفال کا ضائع ہونا اور سوا اُسکے جو فساد ہو اور اگر
جدائی ممکن نہو بدون آمیزش اور دوستی اور دینے لینے کے چارہ نہین ان سبھون کے بعد بہترین تدبیرون
مین سے یہ ہے کہ اسکے تئین کسی ایسے شخص کے حوالے کرے جو اُسے بُرے چلن سے منع کر سکے اور زود
سفر دور و دراز کا اختیار کرے اور ایک مدت مدید اُس سفر مین رہے تو شاید وہ مسبب الاسباب کوئی سبب
خوشی کا پیدا کر دے اور خبر نیک اسکی طرف سے آوے عرب کے حکیمون نے کہا ہے کہ پانچ قسم کی عورتون
سے احتراز کیا چاہیے حنانہ منانہ انانہ کتبہ القفا خضراء الدمن پر حنانہ وہ عورت ہے کہ دوسرے
شوہر سے اسکے اولاد ہو اور اس خصم کی دولت سے اُسپر مہربانی کرے اور منانہ مالدار عورت کو کہتے ہین
کہ بسبب اپنے مال و متاع کے شوہر پر منت رکھتی ہو اور انانہ وہ عورت ہے جسکا آگے ایک خصم تھا اور اسکو
اپنے زعم مین اُس سے بہتر سمجھے اور ہمیشہ اُسکے احوال سے شکوہ شکایت رونا پیٹنا کرے کتبہ القفا
اس عورت کو کہتے ہین جو پارسائی کی چادر مین مستور نہ رہے اور آدمی پیٹھ پیچھے شوہر کے اسکی بیحیائی کی
جہت نام رکھین خضراء الدمن وہ ایک عورت ہے خوبصورت اور بد اصل تشبیہ سبزہ گلخن سے دی ہے
یہ معنی سید المرسلین صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم کی حدیث مین واقع ہین پر جو کوئی اہلخانہ کے بند و بست سے قاصر
ہو اُسے تجرد اولی ہے

چوتھا لمعہ۔ اولاد کی تدبیر مین پہلے چاہیے کہ ایک دائی نیک بخت خوش مزاج اُسکے لیے مقرر
کرے اسلیے کہ مزاج اور طبیعت کی خوبیٔن لڑکو نمین اثر کرتی ہین اور جبکہ شریعت حق مین وارد ہوا ہے
کہ لڑکے کا نام رکھنا ساتوین دن بہتر ہے تو اُسکی متابعت کرنی ضرور تاخیر حکمت یقیناً یہ ہے کہ بعد تامل
کے ایک اچھا نام اُسکے لائق مقرر کیا جاے اسلیے کہ اگر کوئی بُرا نام اُسکے واسطے معین کرے تو ساری عمر
بسبب اُسکے پریشانیون سگذرے اسلیے مان باپ پر فرزندون کا حق ہے کہ نام رکھنے مین شرط احتیاط
کی ادا کرین جب مدت دودھ پلانے کی تمام ہوچکی تو اُسکی تعلیم و تادیب مین مشغول ہوئین تاکہ بداخلاقی
نہ سیکھنے پائے اسلیے کہ مزاج اطفال کے استعداد کمالیت کی رکھتے ہین اور طبائی انسانی رذائل کی طرف
متوجہ چنانچہ سابق بیان اُسکا ہوچکا ہے اور اُسکے اخلاق کی درستی مین جسطور سے کہا ہے پیروی
طبیعت کی کرکے تربیت کو نگاہ رکھے جبکہ قوت تمیز کے پہلے اثرون مین سے قوت حیا ہے چنانچہ مذکور
ہوئی تو زیادتی حیا کی فضیلت و نجابت کی دلیل ہے پس جبوقت یہ خصلت اس سے مشاہدہ کرے
تادیب مین اُسکے زیادہ اہتمام کیا چاہیے پہلی تادیب یہ ہے کہ اسے بداخلاقی کے اختیار کرنے سے
کلیتہً منع کرے اسلیے کہ طبیعت صاف مصفا تختون کے برابر ہے جو نقش اُنمین کھینچے بآسانی بنجاے
پھر اُسے احکام دینی ادب و قاعدے کے طریقے سکھائے اور اُنکے یاد رکھنے کے لیے تاکید اور اُنکے ترک
پہ زجر و تادیب کرے پر اُسکی طاقت و قوت کے موافق جسطور سے کہ احکام شرع مین مقرر ہوا ہے
سات برس کی عمر مین نماز پڑھنے کے لیے حکم کرے اور دس برس کے وقت ترک صلوۃ کے سبب
مار پیٹ سے ادب دے اور اُسے نیکون کی مدح اور برون کی مذمت کرنے پر آمادہ کرے اور عیاشی
کا مانع ہو اگر اچھا اختیار کرے تو تعریف سے دل بڑھاوے اور بُری چال چلے تو ندامت سے شرمندہ
کرے اور مقدور بھر ظاہر ملازمت نہ کرے بلکہ اسطور سے کہے کہ تو نے سہواً یہ حرکت کی ہے بار دیگر ارتکاب
اسکا نہ کرنا تا دلیر نہو جاے اور جو وہ خود پوشیدہ رکھتا ہے تو اُسکے راز کو فاش نہ کرے پھر اگر بار بار ایسی
حرکت اُس سے سرزد ہو تو خلوت مین لے جاکر بہت ہی ملامت و نصیحت کرکے اُسکی قباحت کا مبالغہ کرے
اور اُسکے عود کرنے پر ڈرائے اور فاش کرنے اور ہمیشہ ملامت کرنے سے احتراز واجب ہے شاید بسبب
کثرت ملامت کے ڈھیٹھ ہوجاے اور بمقتضاے اُس حدیث کے جسکے معنی یہ ہین کہ انسان کو جس

بات سے منع کرین اُسی کا حریص ہو خواہش معاودت کی اُسکے مزاج مین آئے بلکہ حکمت عملی کے
طریقے ان باتون مین اختیار کیا چاہیے اور چاہیے کہ کھانے پینے کی لذت اور لباس و پوشاک کی
زینت اُسکی نظرون سے گراوے کہ اُسکے دل مین یقین ہو جاوے جو رنگ برنگ زربفت کا لباس
خاصیت عورتون کی ہے اور مردون کو چاہیے کہ اُس سے بے پروا رہین اور ہر دم آب و دانہ کی طمع
مین رہنا خصلت چارپایون کی پہلے کھانے کے آداب چنانچہ تفصیل اُسکی آوے گی اُسکو سکھلاوے
اور سمجھاوے کہ اکل و شرب سے غرض صحت بدن کی ہے نہ اُسکی لذت مقصود ہے اور جتاوے کہ کھانے
پینے کی چیزین دوا کی مثال ہین پس جیسے دوا کو بقدر ضرورت اور مصلحت کے دفع مرض کے لیے
استعمال کرین ویسے کھانا پینا بھی بانداز دفع گرسنگی اور تشنگی کے چاہیے اور اسے ہر طرح کے کھانے سے
بھی منع کرین اور ایک ہی قسم پر خوگر کرنا لازم ہے اور اُسکی اشتہا ضبط کرین یہان تک کہ تھوڑے مین صبر
کر سکے اور لذت اور مزے کی چاٹ مین گرفتار نہ رہے اور کبھی کبھی اُسکو روکھی روٹی بھی دیا کرین تا
ناچاری کے وقت کو ٹال سکے یہ طریقے غریبون کے لیے بہتر ہین اور بڑے آدمیون کے لیے بہت بہتر
اور دن کی نسبت سے رات کو زیادہ دین تا سستی اور خواب دن کو اُسپر غلبہ نہ کرے گوشت
موافق سے دین کہ موجب ثقل و بلادت کا نہو اور میٹھی چیزون اور میوون سے اور اُن کھانون سے
جو جلد ہضم ہون پرہیز واجب ہے اور کھاتے وقت پانی پینے سے منع کیا چاہیے ہر چند کہ سب
آدمیون کو مسکرات سے احتراز کرنا لازم ہے علی الخصوص لڑکون کو بہت ہی تنبیہ کرنی ضرور اسلیے کہ
نشہ کی چیزین اُنکے مزاج کو زیادہ مضر اور غصے تہور و بیعزتی اور ننگی کا باعث ہوتی ہین اور یہ بد خصلتین
اُسکی طبیعت مین مستحکم ہو جاتی ہین بلکہ اُن لوگون کی مجلس سے بھی اندیشہ اُسے باز رکھا چاہیے
اور بُری باتون کے سننے کا مانع ہونا ضرور اور ہر روز جبتک ادب قاعدے کے مشق سے فراغت
نہ کرے اور تختیان نہ اُٹھاوے کھانے کو نہ دین اور پوشیدہ کامون سے اُسکو منع کرین تا بدحیائی پر دلیر
نہ ہو جاوے اسواسطے کہ بے شبہہ سبب چھپانے کا کوئی امر قبیح ہوگا کہ اس کام مین تصور کیا ہو اور
دن کے سونے اور رات کے بہت خواب کرنے اور اسباب تنعم اور نرم و ملائم کپڑے پہننے سے جیسے ریشمی
کپڑے اور بچھونے گدی گرمیون مین اور آتش و پوستین جاڑون مین باز رکھین اور کبھی کبھی سیر کرنے یا پیادہ

چلنا

چلنے اور سواری چڑھنے اور مناسب مختلفین اُٹھانیکی خوشکھامین اور نشست وبرخاست وگفتگو
کرنیکے سلیقے جیسے بیان آنکھا ویگا بتائین اور بالون کی آرائش اور زیب وزینت اور زنانے
لباس مین انکی عادت کرنے نہ دین اور جبتک اُسوقت کو نہ پہونچے کہ جب انگشتری کا رکھنا
درکار ہو تب تک اُسے انگوٹھی نہ پہنائین اور اپنے ہم چشمون سے اور اسباب دنیاوی کے سبب
اسکو فخر کرنے اور جھوٹھ کہنے اور سوگند کھانے سے جھوٹھ ہو یا سچ منع کرین اسلیے کہ قسم مطلقاً بد
ہے خواہ لڑکے سوگند کھائین یا بڑے شرعاً اگرچہ سچ ہو توبھی مکروہ ہے مگر جب کسی مصلحت دینی کیلیے
ہو مردون کو اگرچہ سوگند کی احتیاج ہوتی ہے پر لڑکون کو کچھ ضرورت نہین اور خاموشی جواب مختصر
دینے بزرگون کے حضور چپ ہو کر سننے اور اچھی بات کہنے کا خوگر کرین لیکن بزرگ زادون کو اکثر
ان ادبون کی احتیاج ہوتی ہے اور چاہیے کہ معلم دیندار دانا اخلاق کے طریقے سے واقف
اور پاکدامنی اور عزت ووقار وہیبت ومروت مین مشہور اور اخلاق شاہی اور انکی مجلس کی نشست
وبرخاست اور گفتگو اور ہر ایک فریق کی بول چال کے طریقے سے خبردار ہو اور چاہیے کہ اور لڑکے
اپنی جنس کے بلکہ بعضے بعضے بزرگ زادے ایسے جو حسن آداب کے زیور سے آراستہ ہون مکتب
مین ساتھ انکے رہین تا ملول وغمگین نہو اور طریقے آداب کے انسے سیکھے اور انھین دیکھکر تعلیم و
تعلم مین زیادہ سعی کرے اور جسوقت اخوند ادب کے لیے اسکو مارے تو شور وفریاد اور شفاعت کرنیسے
منع کرین کیونکہ یہ خصلت غلام اور بیچارون کی ہے اور معلم کو چاہیے کہ جب تک کوئی تقصیر ظاہر
اُس سے مشاہدہ نہ کرے مارنے کا اقدام نہ کرے اور مار کی حاجت ہو تو پہلی بار چاہیے کہ شمار مین اندک
اور الم مین بہت ہو تا کہ عبرت پکڑے اور معاودت پہ جرأت نہ کرے اور چاہیے کہ سخاوت کی ترغیب
اُسے دین اور نعمت دنیاوی انکی آنکھون مین خوار دکھلائین اسلیے کہ زروسیم کی محبت کی آفت
سانپ کے زہر سے بھی بدتر ہے امام غزالی اُس آیہ کریمہ کی تفسیر مین جسکے معنی یہ ہین کہ مجھے اور میرے
فرزندون کو اصنام کی عبادت سے باز رکھیو فرماتے ہین کہ اصنام سے مراد زروسیم ہے اور حضرت
ابراہیم علیہ السلام نے دعا مانگی ہے کہ میرے تئین اور میرے فرزندون کو زروسیم کی پرستش اور انکی
دلبستگی سے دور رکھیو اسواسطے کہ منشا تمام فسادون کا انھین کی محبت ہے اور تعطیل کے دنون مین

اسکو کھیلنے کی چھٹی بھی دین بشرطیکہ اسکے سبب کسی دکھ اور باعث کوئی قباحت کا نہو اور یہ
آداب سب لوگون کو بہتر ہے خصوصاً جوانون کو نیک تر اور جب آثار تمیز کے اسمین غالب ہون
تو سمجھائین کہ اسباب دنیاوی سے غرض صحت بدن کی حفاظت ہے نفس انسانی جتنی استعداد
دار البقا کی حاصل کرے گا باقی اور قائم رہیگی پس اگر مدبر اہل علم سے ہے تو تربیت مذکور سے لڑکو نکی
تعلیم کرے اور جو اہل حرفہ سے ہو تو جسوقت ادب شرعیہ بقدر واجب سے فراغت کرے اپنے پیشے
مین اُسے لگاوے پر بہتر یہ ہے کہ لڑکے کی طبیعت مین نظر اور اُسکے احوال مین خوض کرے کہ کونسے
علم و ہنر کی استعداد اسمین زیادہ تر ہے جسکی لیاقت پاے اسمین مشغول کردے اسلیے کہ بمقتضاے اس
آیۂ کریمہ کے جسکے معنی یہ ہین جو جسکے واسطے پیدا ہوا ہے اسکو آسان ہے ہر شخص کو استعداد ہر ایک
صناعت کی نہین ہے بلکہ ہر کوئی جدا جدا صناعت کی لیاقت رکھتا ہے اور اسمین ایک بھید ہے جو
جو سبب قوام عالم و انتظام احوال بنی آدم کا ہے حکماء سابق مولود کے طالع مین نظر کرتے اور طریقہ
نجوم جس کسب و ہنر کی لیاقت اسمین دیکھتے اُسمین مصروف رکھتے اسلیے کہ جو کوئی جس فن کی قوت
رکھتا ہو تھوڑی سی کوشش سے اسمین کامل ہو سکتا ہے اور جسکی استعداد نہین رکھتا اسکی سعی کرنی
تعطیل روزگار و تضیع اوقات ہے اور طبیعت اُسکی جس ہنر سے مناسبت نہین رکھتی اور ہتھیار
و اوزار اُسکے موافق نہین تو اُسے اُس ہنر کی تکلیف نہ دین بلکہ دوسرے پیشے مین لے جائین بشرط
اسلیے کہ اُسپر قائم رہنے کی پاس کلی ہوئی ہو تا موجب اضطراب کا نہو اور ہر ایک فن کے درمیان
کسی محنت لائق کا جس سے حرارت عزیزی کی تحریک اور حفاظت صحت کی مدد اور سستی و ناتوانی
کی نفی ہو عادی کرین اور جب کسی ہنر پر قادر ہو تو وجہ معیشت کے حاصل کرنے کے لیے اسکو حکم کیا جاے
اسلیے کہ جسوقت لذت اُسکی پائے تو اُسکی تکمیل کے واسطے زیادہ کوشش کرے اور اُس ہنر کے
وقائع مین نظر کرکے سبقت لیجاے اور اسکی مشقت سے بھی کسب جمیل کی جو خاصہ اشرافون کا ہے
عادت کرے اور اپنے باپ کی میراث کا تکیہ نہ کرے اسواسطے کہ اکثر دولتمند زادے جو دولت پدری
پر مغرور ہو کر علم و ہنر کے سیکھنے سے محروم رہ جاتے زمانے کے ہیر پھیر سے خرابی کے میدان مین آجاتے
ہین جب روزگار کرنے لگے اور بسبب اسکے تعیش مزاج مین آجائے تو اولی و انسب ہے جو

اُسسے متاہل کردین اور اُنکے محاصل کو نکال کر جدا کردین ولایت پارس کے بادشاہ فرزندون کو
لوگ لشکر کے درمیان پرورش نہین کرتے تھے بلکہ داناؤن کے ساتھ کسی طرف بھیجتے اسلیئے کہ تکلیف
وسختی کی عادت اختیار کرین اور روساے دیلم کا طریق بھی یہی تھا اور جسنے برعکس اسکے تربیت پائی
اصلاح اسکی مشکل ہے علی الخصوص اسکی جو کہ سن رسیدہ ہو جیسے سوکھی لکڑی کو سیدھا کرنا بہت دشوار
ہے سقراط حکیم سے کسی نے پوچھا کہ اختلاط تیرا اکثر جوانون کے ساتھ کسواسطے ہے تو یہی جواب دیا
اور تربیت لڑکیون کی جسکے وے لائق ہین اسی طور سے کیا چاہیے چنانچہ ہمیشہ گھر کے درمیان رہنا
اور پارسائی و پردہ نشینی کے بیے زیادہ تاکید و مبالغہ کرنا اور شرم وحیا اور اُن خصلتون کے واسطے
جنکا بیان عورتون کے احوال مین ہو چکا ہے ترغیب دینا لازم ہے اور اچھے اچھے ہنر انکی شان کے
موافق سکھلانے ضرور اور پڑھنے لکھنے سے کلیہ منع کیا چاہیے اور جسوقت بالغ ہون تو اپنے ہم پلہ
کے ساتھ نکاح کردینے مین تعجیل واجب یہ طریقے اولاد کی تربیت کے ہین اور جبکہ اثناے بحث مین بعضے
آداب کے شرح کرنے کا وعدہ کیا ہے تو ضرور ہوا کہ بیان اُسکا بطور اختصار کے کیا چاہیے اگرچہ وے
مخصوص اطفال ہی کے نہین تاہم بنظر اسکی استعداد و قابلیت کے بیان کیا آداب گفتگو کے چاہیے کہ
بہت نہ بولے کیونکہ بہت بکنا نشان خلل دماغی اور بیوقوفی اور موجب سبکی اور بے اعتباری کا حضرت
عائشہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہین کہ حضرت مصطفی صلی اللہ علیہ وسلم جو طوطی خوش الحان وما ینطق
عن الھوی کے تھے علیہ افضل الصلوۃ اکمل التحیات اعتدال کے ساتھ گفتگو اس طور سے کرتے کہ اگر مجلس
دیر تک بھی رہتی تو جو جو نکتہ زبان حقائق ترجمان سے ارشاد ہوتا گن سکتے اور خواجہ بزرجمہر حکیم نے کہا
ہے جب کسی کو دیکھے کہ بے سبب بات کرتا ہے یقین جانے کہ وہ دیوانہ ہے اگر بولا چاہے جبتک اُسے
خوب دل مین نہ ٹھانے خاموش رہے حکیمون نے کہا ہے کہ پہلے بہت سوچ پھر بول لازم ہے کہ بات
مکرر سکرر نہ بولے مگر جسوقت بہت ہی احتیاج اسکی ہو اور جب کوئی کچھ نقل یا قصہ کہنے لگے اگر جانتا بھی
ہو تو جبتک اسکی بات تمام نہو نہ کہے کہ مین جانتا ہون اور جس بات کو اُسکے غیر سے پوچھین اُس کا
جواب نہ دے اور جو ایک ایسی جماعت سے سوال کرین جسمین وہ بھی ہے لازم ہے کہ پیشدستی نکرے
اور جو کوئی اسکا جواب دینے لگے اگرچہ وہ اس سے بہتر پر بھی قادر ہے صبر کرے جب بات اسکی تمام ہو

ہو تب اپنے جواب کی تقریر شروع کرے اس طور پر کہ اگلے کی طعن کا موجب نہو اور جو بات کہ اس سے
کہین جبتک تمام نہو جواب دینے مین مشغول نہو جو بحث و محاورہ اسکے سامنے مذکور ہوا اور وہ اس سے
مناسبت نہین رکھتا ہو تو دخل نہ کرے اور جو بات کہ اس سے پوشیدہ رکھین اسکے سننے کا قصد
نہ کرے اور بزرگون سے کنایہ کی بات نہ کہے اور اپنی آواز کو اعتدال پر رکھے اگر کسی بات مین مشکل
ہو تو اسکی تمثیل سے واضح کردے اور طول بے مصلحت سے اجتناب کیا چاہیے بلکہ طریقہ اختصار کا
اختیار کرنا لازم ہے اور الفاظ غیر محاورہ اور کنایات بعیدہ کو استعمال نہ کرے اور فحش و دشنام سے
احتراز واجب ہے اگر کسی امر فاحش کے بیان کرنے کی احتیاج ہو تو تعریض و کنایہ پر اکتفا کرے اور
بیہودہ ہنسی ٹھٹھے سے جو موجب سقوط مروت اور سبب خفت اور باعث حسد و عداوت کا ہو اجتناب
لازم جانے اور ہر ایک مقام مین کلام مقتضائے حال کے موافق کہے اور گفتگو کے وقت دست و چشم و
ابرو سے اشارہ نہ کیا کرے مگر ایک اچھے طور سے جو مناسب مقام کے ہو اور کبھی اہل محفل کے ساتھ
خواہ وے دانا ہون یا نادان حق و ناحق تملق و خلاف کی چال نہ چلے اور جسکے پاس مبالغہ مفید نہو
اسکے نزدیک الحاح نہ کرے اور مناظرے مین انصاف کے شرائط سے نہ گذرے اور سخن دقیق ایسے
شخص کے ساتھ جو اسکو نہین سمجھ سکتا ہے نہ بولے اسلیے کہ ہر ایک سے اسکی عقل کے بموجب کلام
کیا چاہیے چنانچہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ مضمون اسکا یہ ہے کہ ہم گروہ
انبیا ہین ہمین حکم کیا ہے کہ ہم آدمیون کے ساتھ انکی عقل کے موافق بات کرین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام
نے فرمایا ہے کہ نادان کے نزدیک حکمت ضائع مت کرو اور بول چال مین لطف و لطائف کا
طریقہ ملحوظ رکھے اور قول و فعل حرکات مین کسی کو آزردہ نہ کرے اور وحشت آمیز باتون سے احتراز
ضرور جانے جب کسی بزرگ کے حضور کچھ کہا چاہے تو نیک فالی سے شروع کرے جیسے حق تعالیٰ
آپ کی عمر دراز کرے حضرت کے دشمن پامال ہون آپ کا اقبال برقرار رکھے بخت بلند کرے یا
عاقبت بخیر ہو علی ہذا القیاس غیبت اور تہمت اور بہتان سے اور جھوٹھ کہنے اور سننے سے بالکل
احتراز واجب جانے بلکہ ایسے لوگون کے ساتھ مداخلت بھی نہ کرے چاہیے کہ سننا اسکا بولنے سے
بیشتر ہو کسی حکیم سے پوچھا کہ سننا تیرا اسواسطے کہنے کی نسبت سے بہت ہی بولا کہ مجھے دو کان دیے

اور ایک زبان وی اسلیے کہ دو سنون اور ایک بولون آداب چال چلن نشست و برخاست
کے چلنے مین جلدی نہ کیا چاہیے کہ نشان بے اعتباری کا ہے اور بہت دیر بھی نہ کرے کہ علامت
سستی کی ہے مغرورون کے مانند اور زنانے پن اور مخنثون کے طور پر ناز و نخرے سے نہ چلے اور
اعتدال کی روش اختیار کرے اور بہت پیچھے پھر کے نہ دیکھے اسلیے کہ یہ خصلت احمقون کی ہے اور
ہمیشہ سر نیچے کیے نہ رہے کہ یہ دلیل غلبۂ حزن و فکر کی ہے اور سواری مین بھی مرتبۂ اعتدال کا لحاظ
رکھا چاہیے اور نشست مین پانون پھیلا کر نہ بیٹھے اور پانون پر پانون نہ رکھے اور سوا بادشاہون کے
حضور اور استاد اور باپ کے روبرو اور خدمت مین ان لوگون کے جو انکے برابر ہین دو زانو نہ بیٹھے
اور سر کو زانو اور ہاتھ پر نہ رکھے اسواسطے کہ یہ علامت حزن و کسالت کی ہے اور گردن کو کج نہ کرے
اور حرکات عبث سے جیسے داڑھی یا کسی عضو سے کھیلنا ہے احتراز کرے اور ناک منھ کے درمیان
انگلی نہ ڈالے انگلی نہ چٹکاوے اور بندون کو بھی خمیازہ اور انگڑائی سے احتراز کرے اور تھوکنے ناک
سنکنے مین احتیاط ایسی کیا چاہیے کہ حاضران مجلس کو معلوم نہ ہو اور آواز بھی اسکی نہ سنین اور
قبلے کی طرف نہ تھوکے ہاتھ آستین اور دامن سے نہ پونچھے جسوقت کسی مجلس مین جائے تو اپنے
رتبے کے موافق جا بیٹھے اور جو محفل کے درمیان سب سے بزرگ خود وہی ہے تو جہان چاہے وہان
بیٹھے اسلیے کہ صدر وہین ہوگا اگر ایک ناواقف اپنی جگہ پہچان کر نہ بیٹھا لازم ہے کہ جب واقف ہو
اپنے مقام مین آبیٹھے اور جو اپنے لائق جگہ نہ پائے تو پھر جاے اس طور سے کہ لوگون کو معلوم نہ ہو کہ
یہ شخص بیزار یا دق ہو کر گیا اور غیر محرم اور خدمتگارون کے آگے سوا ہاتھ اور منھ کے برہنہ نہ کرے
خلوت مین ہو یا کہ جلوت مین زانو سے ناف تک ہمیشہ مستور رکھے مگر احتیاج کے وقت جیسے قضاے
حاجت یا غسل وغیرہ ہے اور مجلس کے بیچ آدمیون کے روبرو نہ سوئے اور کبھی چیت ہو کر نہ لیٹے
خصوصاً وہ شخص جو خواب مین خرخر کرتا ہے اسلیے کہ اسطرح کے سونے مین اور خرخراہٹ زیادہ ہوتی
ہے اگر محفل مین خواب اسپر غلبہ کرے ہو سکے تو اٹھ جائے نہین تو کسی بات یا کچھ فکر یا کوئی شغل
مین مشغول ہو جسکے سبب نیند کا دفع ہو جاے اور جو کسی جماعت کے ساتھ ہو اور وے سب
سو جائین انکی موافقت کرے یا باہر جاے حاصل کلام یہ ہے ایسا سلوک اختیار کرے لوگون کو

اُس سے نفرت اور ایذا نہو اگر ان عادتون مین سے بعضے اُسکو دشوار معلوم ہو تو دل مین سوچے
کہ اہل محفل کی ملامت اور طعن و تشنیع اُنکا بسبب بے ادبی کے سخت تر ہے اُس عادت کے خوگرنے کی
مشقت سے پس اختیار کرنا اُس عادت کا اولی ہے آداب کھانے کے چاہیے کہ پہلے ہاتھ منھ ناک
دھولے بسم اللہ سے شروع کرے اور الحمد للہ پر تمام کرے اور سب سے پہلے کھانے کے لیے سبقت
نہ کرے مگر جو شخص کہ میزبان ہو اور اس طور سے کھائے جو کپڑے دسترخوان اور آستینین آلودہ نہون
زیادہ تین اُنگلیون سے لقمہ نہ اُٹھائے اور بہت منھ نہ پھیلائے بڑے لقمہ سے پرہیز کرے اور جلدی
نہ نگلے اور مُنھ کے درمیان جمع نہ کرے کھانے مین اُنگلی نہ چاٹے بعد فراغت کے مسنون ہے اور
رنگ روپ کھانے کا نہ نہارے اور نہ سونگھے اور نہ دانت سے کاٹے اگر دسترخوان مین کچھ کھانا
بہت لذیذ بچ رہے اُسکی طمع نہ کرے بلکہ اورون کو دے ڈالے اُنگلیون سے چکنائی چھُڑائے روٹی
اور نمک کو نہ بھگوے اور جو ایک ہی رکابی مین دونون کھائین تو کوئی کسی کے نوالے پر نظر نہ کرے
اور اپنے آگے سے کھائے مگر میوے مین دوسری جگہ سے کھا سکتا ہے ہڈی اور جو چیز کہ مُنھ سے چھوڑے
دسترخوان پر نہ رکھے اور ہڈی جو نوالے مین ہو پوشیدہ مُنھ سے نکال کر پھینک دے ناپسند
حرکتون سے احتراز واجب جانے اور منھ سے کوئی چیز نکال کر رکابی یا پیالے مین نہ رکھے غرض اس طور
سے کھائے کہ اگر کوئی اُسکا بچا ہوا کھانا کھایا چاہے نفرت نہ کرے اگر مہمان ہے تو میزبان کے آگے
کھانے سے ہاتھ اُٹھا دے جسوقت حضار مجلس ہاتھ کھینچین تو وہ بھی اُنکی متابعت کرے اگرچہ
اُسے سیری نہو مگر اپنے گھر یا کسی ایسے مقام مین جہان اُسکے محرم کار ہین اور جو میزبان ہو تو لازم
ہے کہ جبتک ہاتھ اُٹھا دین عذرخواہی کرے کہ اگر کسی کو کچھ رغبت رہے تو حجاب نہ کرے کھانے مین
اگر پانی کی احتیاج ہو آہستہ پیے کہ اسکی آواز کوئی نہ سُنے اور اہل محفل کے سامنے خلال نہ کرے اور
دانتون سے جو کچھ کہ زبان سے نکالے اُسے نہ کھائے جو کچھ خلال کرنے سے نکلے ایسے مقام مین پھینکے
کہ لوگون کو نفرت نہ آوے اور ہاتھ دھونے کے وقت اُنگلیون اور ناخنون کی جڑ کو اچھی طرح
سے صاف کرے اسی طرح ہونٹھ اور منھ اور دانتون کو اور کلی طشت مین نہ کرے اور منھ دھونے مین
اگر پانی گرنے لگے تو ہاتھون سے احتیاط کرے ہاتھ دھونے مین اوروں پر پیشدستی نہ کرے

لیکن میزبان کو روا ہے کہ سب کے آگے ہاتھ دھوئے

پانچوان لمعہ حقوق والدین کی رعایت مین جبکہ عقل و نقل کے موافق شکر گزاری منعم کی واجب ہے نعمت آلہی کے بعد کوئی نعمت فرزندون کے حق مین مان باپ کی نعمت کے برابر نہین ہے اسلیے کہ باپ اُسکے پیدا ہونے کا سبب صوری ہے پھر اُسکی پرورش کا واسطہ ہے کھانے کپڑے اور اُن ضروریات کے مہیا کرنے مین جو اُسکے جینے اور ہوش سنبھالنے کا سبب ہین بعد اُسکے وسیلہ ہے اُسکے کمالات نفسانی حاصل ہونے کا جیسے آداب و ہنر اور صنعتین ہین اور کس کس محنت و مشقت سے اسباب دنیاوی کو پیدا کر کے اُسکے لیے جمع کرتا اور اُسے دیتا ہے بلکہ ایثار اُسکا اپنے اوپر گوارا کرتا ہے اور مان اسکے موجود ہونے کے سبب مین شریک باپ کی ہی سوا اُسکے باربرداری حمل کی اور اسکی مشقت کو سہنا علاوہ جننے کے خطرے اور دردزہ کو دیکھا چاہیے اور پہلی قوت جو سبب ہے فرزندون کی حیات کا اُسی کے بدن کا خون ہے اور ایک مدت مدید تک اسکی حفاظت اور پرورش کی تدبیر مین رہی اور نہایت شفقت سے اپنے تئین اُسپر فدا کیا اسی واسطے والدین کی محبت لڑکون کے حق مین محبت طبیعی ہے اور اُنھین اُنکے فرزندون کے حق کی رعایت مین احتیاج تکلیف کی نہین بخلاف محبت اولاد کے والدین کے حق مین شرائع الٰہی مین اولادون پر والدین کے احسان کے لیے حکم بیشتر عکس کا ہے پس عدالت کا اقتضا یہ ہے کہ مان باپ کے ساتھ نیکی اور انکی اطاعت کرنے کو قریب خالق کی طاعت کے جانے چنانچہ آیۂ قرآنی اور حدیث نبوی علیہ السلام مین اسکے بعد بے واسطہ مذکور ہوئی ہے اور جبکہ حق سبحانہ و تعالی کی بے نیازی کا عرش اس سے برتر ہے کہ کوچۂ ہستی کے مفلس اسکی بے انتہا نعمتون کے مقابل عہدۂ شکر سے برآوین یا کچھ اُسکے بدلے مین آگے لاوین اور اُس راہ کے چلنے والون کے پانون عجز و قصور کے چھالے سے بھرے ہوئے ہین بخلاف والدین کے اسلیے کہ انکی وجوہ احتیاج ظاہر ہے پس اسی وجہ سے اُن کا حق رعایت کے باب مین اولی ہے اور شریعت کے قاعدے کے موافق بھی حق الناس مین مبالغہ کرنا زیادہ تر ہے حق اللہ سے اسلیے کہ حضرت حق سبحانہ و تعالی جواد مطلق ہے اور اُسنے فرمایا ہے کہ بے شبہہ اللہ تعالی بے نیاز ہے

تمام عالم سے والدین کی ایفاء حق کی اصل حقیقت مین تین چیزون سے مرتب ہو سکتی ہے پہلی خالص دوستی دل وجان سے اختیار کرنی اور مقدور بھر زبان اور ہاتھ پانون سے انکی تعظیم اور فرمانبرداری مین مصروف رہنا اگر موجب کسی گناہ یا حرج کلی کا نہ ہو اور اگر انکے کسی کا سبب ہو تو حسن سلوک کے طور سے انکے خلاف رہے کرنا مضائقہ نہین پر مجادلہ کے طریقے سے بد ہے مگر ایسی صورت مین کہ شرعاً واجب ہو امام غزالیؒ نے اکثر عالمون سے نقل کی ہے کہ شبہات مین طاعت والدین کی واجب ہے مباحات کا کیا ذکر دوسری انکے ساتھ مساعدت کرنی مصالح معاش مین طلب بے سنت اور توقع بے عوض کے آگے اگر کسی ممنوعات شرعی کی طرف رجوع نہ کرے تیسری ظاہر و باطن مین انکی خیرخواہی کا اظہار کرنا اور مرنے جینے مین انکی نصیحتون کو ماننا اور جبکہ والد کے حق کے لیے اطراف روحانی غالب ہین اور والدہ کے حق کے واسطے اطراف جسمانی اور اسی واسطے باپ کا حق پہچاننا بعد قوت تمیز کے حاصل ہوتا ہے اور مان کے حق مبادی حال مین معلوم ہوتے ہین بسبب اسکے لڑکون کا میلان خاطر مان کی طرف زیادہ ہوتا ہے پس فرزند کے اوپر باپ کا حق بجالانا ایسے امور مین جنمین روحانیت غالب ہے جیسے تابعداری کرنی دعا مانگنی تعریف کرنی مناسب تر ہے اور مان کے حق ادا کرنے کے لیے امور جسمانی مین جیسے مال کا دینا اور کھانے پینے کی خبرگیری کرنی اور جب اس فضیلت کے مقابل حقوق والدین کا رذیل کی قسمون سے ہے پس اسکی بھی تین انواع ہین اس فضیلت کی تین نوعون کے مقابل اور جو کوئی والدین کے برابر ہو جیسے دادا چچا ماموں بڑے بھائی ہین انھین اور انکے دوستون کو بھی انکے برابر جاننا چاہیے اور حتی المقدور اخلاص انکے ساتھ لازم ہے اور حدیث صحیح مین وارد ہوا ہے کہ نیک کامون سے بہتر یہ ہے کہ اپنے باپ کے دوست دارون سے رعایت کیا چاہیے اور بموجب اسکے جو سابق کے بیان سے معلوم ہوا کہ قرابت روحانی بھی معتبر ہے استاد کے ساتھ کہ وہ پدر نفسانی ہے یہی سلوک بلکہ زیادہ اس سے کیا چاہیے

چھٹا لمعہ۔ خادمون کے بندوبست مین بحکم عقل کے خادم مخدوم کے ہاتھ پانون کے برابر ہین اسلیے کہ یہ لوگ ضروری کامون پر اقدام کرتے ہین اور جو بے سبب نہ رہین تو اپنے تئین ان کامون مین

مشغول اور اپنے اعضا مین سے کسی عضو کو اُنمین مصروف رکھنا چاہیے اور وے لوگ نہوں تو اسباب آرام کے منقطع ہوتے ہین اور بسبب سعی و تردد کے کسی صناعت اور فضیلت کی طرف قصد نہین کر سکتی اور باوجود اسکے کہ عزت و وقار و ہیبت و اعتبار ساقط ہون ہر طرح کی محنت و مشقت اپنی طرف عائد ہو پس لازم ہے کہ اُنھین ودائع الٰہی کی مثال جانکر اُنکے رہنے کا شکوہ اپنے اوپر واجب جانے اور اُنکے ساتھ مہربانی و مدارات کا طریقہ جاری رکھے اور انکو حد اعتدال سے زیادہ کسی کام مین فرمائش نہ کرے اور اُنکے لیے آرام کے وقت معین کر دے اسلیے کہ اُنھین بھی ماندگی سستی و ضعف مزاجی ہوتی ہے اور طبیعت کی خواہشین پیدائش ہی سے لگی ہوئی ہین اور ملاحظہ کیا چاہیے کہ اصل فطرت مین اپنے اور اُنکے درمیان اشتراک ہے اور شکر اس بات کا کہ حق سبحانہٗ و تعالیٰ نے اُنھین تابعدار اپنا کیا ہے بجا لایا چاہیے اور اُنپر ظلم نہ کرے حضرت پیغمبر صلواۃ اللہ علیہ نے جو متمم اخلاق کے ہین فرمایا ہے کہ خورد و نوش مین انکو اپنے برابر قیاس کیا چاہیے اور جب کسی کو کسی خدمت کے لیے نوکر رکھے لازم ہے کہ پہلے چشم غور سے اُسکے حال کو ملاحظہ کرے اگر تجربہ اس بات مین میسر نہو تو دانائی اور ہوشیاری سے مدد ڈھونڈھے اور چاہیے کہ بدصورت اور بدڈول آدمی سے احتراز کرے اسلیے کہ بیشتر خلق آدمی کا تابع اسکی خلقت کے ہے اور برعکس اسکے کم پارس کے حکیمون نے کہا ہے کہ سب چیزون سے بہتر خوبصورتی ہے حدیث نبوی مین آیا ہے کہ طلب کرو تم حوائج کو خوبرویون سے اور فرمایا ہے کہ جب کہین ایلچی بھیجے تو لازم ہے کہ نیکنام اور خوبصورت ہو اسلیے کہ خوبصورتی پہلی اُن نعمتون مین سے ہے جو شخص کو پہونچتی ہین اور دوسری حدیث مین ہے کہ سب پیغمبر خوبصورت اور خوش آواز تھے اور چاہیے کہ مریضون سے جیسے ڈھیڑے لنگڑے اور گنجے برص والے اور جو انکی مثال ہین اجتناب کرے جسوقت دانائی کی علامت خادم سے مشاہدہ کرے اُسکے ساتھ احتیاط سے رہنا ضرور ہے اسواسطے کہ ان خصلتون مین اکثر مکر و حیلے ہوتے ہین اور اس بات مین بہت حیا تھوڑی عقل کے ساتھ بہتر ہے بہت دانائی ڈھیٹھ پن کے ساتھ اسلیے کہ حیا بہترین خصائل ہے خادم جس کام کی لیاقت اُسے پاوے اور اُسکے اسباب اسکے مساعد ہون اور اُسکی طبیعت بھی اُس سے

مناسبت رکھتی ہے اسمین مشغول کیا چاہیے اسواسطے کہ ہر ایک شخص مین استعداد جدا جدا
کام کی ہے جیسے کشتکاری بیل کا کام ہے گھوڑے سے ہو نہین سکتی اور بیل کروفر کے لائق نہین
جب نوکر کو کسی کام مین متعین کرے تو اندک قصور سے اسکو معزول نہ کیا چاہیے اسلیے کہ یہ فعل
کم ظرفت اور کوتاہ نظرون کا ہے اور بے شبہہ اسکے معزول کرنے کے بعد اُسکے بدلے ایک اور چاہیے
اور نہین جانتا ہے کہ یہ اس سے بہتر ہو یا بدتر اور خادم کے دل مین مقرر کیا چاہیے کہ انکی جدائی اپنے
سے کسی طرح محسوب نہین تو مروت کے قریب اور وفا و کرم کے لائق اور انکی زیادہ رغبت کا موجب
ہو اور وے بھی شرط ہواداری اور جانسپاری کے بجا لاوین اسلیے کہ نوکر جب اپنے آقا کی ہر دم
کی چاہت معلوم کرے تو اپنے تئین مال و اسباب مین شریک اُسکا سمجھے اور بُرے بھلے مین رفیق اور
خیر خواہ رہے اور جب جانے کہ خداوندون کا لطف و مہربانی کا سر رشتہ مستحکم نہین اور تھوڑے قصور
مین خدمت سے معزول کردین تو اُسے عاریت کی مثال خیال کرکے شرط اخلاص اور دردمندی
کی بجا نہ لاوین بلکہ جانے کے لیے ذخیرہ کرین خدمت لینے کی اصل یہ ہے کہ بنا اُسکی محبت پر ٹھہرے
نہ صرف دفع ضرورت کے واسطے تا خدمت عاشقانہ کرین نہ مزدورون کے مانند بعد اسکے بنا
اسکی رجا پر بہتر ہے نہ خوف پر تو کام اگر محبتاً نہ نہ کرین البتہ مزدورانہ کرین اور مظلومون کے طور
سے نہ کرینگے اسلیے کہ جب اسکے دل مین وحشت پڑے تو البتہ وہ اپنی خواہش دلی سے کسی کام
مین اقدام نہ کرے گا بلکہ بقدر رفع ضرر کے اُسکا قصد کرے گا چاہیے کہ خادمون کی صلاح حال
اپنی صلاح حال کے اوپر مقدم رکھے اور ایسا سلوک کرے کہ جو کام اُنسے علاقہ رکھتا ہو بخوبی
وخوشی اُسے انجام دین نہ کراہت و بیدلی سے اور اُنکی اصلاح کار مین نظر کیا کرے مہربانیون
سے امیدوار اور چشم نمائی سے ترسناک رکھے اگر اُنمین سے کوئی توبہ کرنیکے بعد تقصیر کی طرف عود
کرے تو مناسب سزا سے اسکو گوشمالی دیجاوے اور صرف اسی سبب اُس سے ناامید نہ ہونا چاہیے
اور جب بار بار کے امتحان سے معلوم ہو کہ اصلاح کے قابل نہین ہے تو اُسے جلد دفع کیا چاہیے
تاکہ اسکی صحبت سے اور خادم نہ بگڑین غلام خدمت کے لیے آزاد سے بہتر ہے اسلیے کہ غلام کی
خواہش خاوندکی فرمانبرداری اور تابعداری کی طرف بیشتر ہے اور تادیب سے نیک خو ہوسکتا ہے

اور چھوٹنے کا گمان کمتر ہے غلام و خدمت گارون کے فرقے سے جسکی عقل و شعور و گفتگو درست
اور حیا و چالاکی بیشتر ہو اُسے اپنی ذات کے کامون کے لیے مقرر کرے اور جسمین کفایت شعاری
پارسائی اور روزگار کا سلیقہ ہو اُسے تجارت کے واسطے اور جو محنت مین قوی تر اور بڑے کامون
پر صابر اسکو تردد و آباد کرنے پر تعین کرے اور جو کہ بہت ہوشیار اور بلند آواز ہو اُسے نگہبانی کے لیے
معین کرے اور بندے تین قسم کے ہوتے ہین ایک حر بالطبع دوسرا عبد بالطبع تیسرا حریص پہلے
کو اولاد کے برابر پرورش کیا چاہیے دوسرے کو چارپائے اور مواشی کے مثال تیسرے کو بقدر ضرورت
طمع و حرص کے دام مین نگاہ رکھا چاہیے اور بحسب مصلحت کے فرمائش کامون کی کیا چاہیے اور
گروہ خلائق سے اہل عرب گفتگو و فصاحت و بلاغت اور ذہن و ذکا مین ممتاز ہین پر مردم آزاری
اور قوت شہوی مین موسوم اور یمین سے اہل حبش وفا و ثبات قدم مین معروف ہین ولیکن کبر و عدم و تحمل مین آنکی
صفت نہ کیا چاہیے اور اہل عجم عقل و تدبیر اور صفائی و دانائی مین ممتاز لیکن مکر و فریب حرص و نفاق مین موصوف
اور اہل روم وفا و امانت داری اور کفایت شعاری مین موسوم اور بخل و بدخوئی سے بدنام ہین اور اہل ہند قوت
حدس یعنی سرعت ذہنی اور چستی و چالاکی مین مشہور لیکن بسبب عجب و پندار و کینہ کشی اور مکر کے مذموم ہین اور
اہل ترک شجاعت و جودت خدمت و خوبصورتی مین مشہور پر غدر و فساد اور بے حفاظتی مین موصوف ہین

تیسرا الامع شہرون کے بندوبست اور رسوم پادشاہی مین اسمین سات لمعے ہین

پہلا لمعہ۔ بیان مین اسکے کہ انسان کو آبادی مین رہنے کی احتیاج ہے اور اس فن کی
فضیلت مین حکمت کی رو سے پوشیدہ نہین ہے کہ تمام موجودات کمال کی وجہ سے دو قسم مین ہین
ایک وہ ہے جو کمال اُنکا اُنکی پیدائش ہی کے ساتھ ہے جیسے اجرام سماوی ہین دوسرے وہ کہ
کمال اُنکا اُنکے پیدا ہونے کے بعد حاصل ہوتا ہے جیسے اجسام عنصری ہین پر اس قسم کے واسطے
نقصان کے مرتبے سے درجۂ کمال مین پہونچنے کو ایک نوع حرکت ضرور ہے لیکن یہ حرکت بغیر
اعانت اسباب کے متصور نہین اور وے اسباب اُن کمالون کے ساتھی رہتے ہین جیسی صورتین
ہین کہ مبدا فیاض سے لفظون پر فائز ہوتی ہین تو کمال انسانی کو پہونچین یا وہی وسائل جو
مواد کو صورتون کے قابل کر دیتے ہین جیسے غذا کا پہونچنا ہے بہ نسبت بدلون کے تو کمال نمو کو

پہونچین لیکن مطلق معونت تین وجہ پر ہے پہلے معونت بالمادہ یہ معونت ایسی ہے کہ معین جز
ہوتا ہے اُس شی کا جیسی معونت غذا کی ہے حیوانات کے لیے دوسری معونت بالالہ یہ معونت اس
طور پر ہے کہ معین اُس شی کے فعل کا واسطہ ہو جیسے پانی ہے قوت غاذیہ کے لیے تیسری معونت
بالخدمت یہ اسوجہ سے ہے کہ معین وہ کام کرے جو اس شی کے کمالات کا سبب ہو اور اسکی دو
قسمین ہین ایک خدمت بالذات کہ غایت فعل معین کی کمال اُس شی کا ہو دوسری خدمت
بالغرض جو غایت فعل کی دوسری چیز ہو اور کمال اُسکا بہ تبعیت حاصل ہو اول کی مثال جیسے معلم ثانی
شیخ ابونصر فاریابی نے کہا ہے افاعی ہین خادم بالذات عناصر کے لیے کہ اُنکے تعین حیوانات کے
کاٹنے اور ڈنک مارنے مین جو موجب فساد ترکیب کا اور اجزاے عنصری کے جدا ہونے کا ہے کچھ نفع
نہین اور ثانی کی مثال جیسے سباع ہین کہ اُنکو حیوانون کے پھاڑنے مین منفعت اپنی ہی پر اجزاے
عنصری کا جدا ہونا بہ تبعیت لازم آجاتا ہے اور جبکہ خادم بالذات مخدوم سے اخس ہے پس
نہ چاہیے کہ انسان جو اشرف المخلوقات ہے اُنکے کسی کی خدمت کرے مگر بالعرض پر وے سب اعانت
انسان کی کرین کوئی بطریق مادے اور کوئی بطور واسطے کے اور کوئی خدمت بالذات و بالعرض
کے طریقے سے بھی اسلیے کہ عناصر ترکیب بدن انسانی کے جز ہین اور نباتات و حیوانات غذا اسکی
ہے اور غذا کی معونت بالمادہ ہے اور عنصرون مین سے ہر ایک کو انسان اپنے فعل طبیعی و ارادی
کے واسطے کرتا ہے جیسے آگ اور پانی کو کھانا پکانے اور بدن کے گرم و سرد کرنے اور غذا اسکے ہضم
کرنے کے لیے اور ہوا کو دم چھوڑنے کے واسطے جو سبب ہے روح کی راحت اور زمین کو زراعت
کرنے اور مکان بنانے وغیرہ کے لیے اسی طرح نباتات و حیوانات مین سے کسی کو غذا کرنا اور
کسی کو دوا بنانا اور کسی سے خدمت لینا ہے بلکہ اجرام فلکی سے بھی اسلیے فصلون کو جو حرکات
سماوی سے حاصل ہوئین بحسب مصلحت کے اپنے افعال کا جیسے زراعت و عمارت مین سبب
مقرر کرنا ہے چنانچہ مضمون اس قول کا کہ اگر تو نہوتا تو آسمانون کو پیدا نہ کرتا مین اس سے خبر
دیتا ہے اور توریت مین لکھا ہے کہ پیدا کیا مین نے تجھکو اے ابن آدم اپنے لیے اور تمام اشیا
کو تیرے واسطے اگر فطن لبیب اُس مقام مین کچھ تامل کرے تو فرشتون کے سجدہ کرنے کا راز اُسپر

منکشف ہو اور علامت خدمت کی نباتات و حیوانات کی ہیئت انعکاس مین ظاہر ہے اسلیے
کہ نبات کی وجہ سجود اور حیوان کی ہیئت رکوع اسکے دیدۂ بصیرت مین جلوہ گر ہے اسی طرح افراد
انسانی بھی ایک دوسرے کی اعانت کرتی ہے بطریق خدمت کے نہ بطریق واسطے اور نہ بطریق
ماوے کے بلکہ انسان بنظر اپنی ذات کے ماوے کے طریقے سے معونت کسی شی کی نہین کر سکتا اسلیے کہ وہ
جوہر مجرد ہے پس انسان جیسے عناصر و مرکبات کی اعانت کی طرف محتاج ہے اپنی نوع کی افراد
کی اعانت کی طرف بھی ویسے نوع اور شخص دونون کے باقی رہنے کے لیے محتاج ہے تو بطریق
خدمت ایک دوسرے کی کمک کرے اور دوسرے حیوانات صرف عناصر و مرکبات کی طرف محتاج ہین
پر اپنی اپنی نوع کی طرف محتاج ہونے مین مختلف ہین اسواسطے کہ جو از خود پیدا ہو جیسے اکثر حیوانات
آبی ہین شخص کے پیدا ہونے اور نوع کے باقی رہنے مین اپنی نوع کی افراد کی طرف کسی وجہ سے
محتاج نہین اور جو توالد سے ہو جیسے چارپائے وغیرہ حیوان ہین نوع کے محفوظ رہنے اور شخص کے
پیدا ہونے اور اپنی پرورش کے لیے ایک کمال معین تک محتاج اپنی نوع کے ہین اور بعد پرورش
کے محتاج معاونت کے نہین رہتے پس اجتماع انکا جماع کے وقت اور ایام بالیدگی تک ضرور ہے
بعد اسکے ہر ایک منفرد رہ سکتا ہے اور بعضے حیوان جیسے شہد کی مکھی اور چیونٹی اور اقسام پرندون کے
بقاء شخصی و نوعی مین معاونت کے محتاج ہین پر بیان اُسکا کہ انسان بقاء شخصی کے واسطے اپنی
افراد نوع کا محتاج ہے یہ ہے کہ ہر ایک شخص اگر غذا و لباس و مسکن و سلاح وغیرہ اسباب اور انکے
مبادی کی تیاری مین خود بنفسہ مشغول ہوتا تو اُسے اوزار نجاری اور حدادی وغیرہ پیشون کے جو
محتاج الیہ ہین بہم پہونچانے پڑتے پھر اپنے تئین ہر ایک اشغال مذکور مین مصروف رکھنا ضرور ہوتا یہانتک
کہ غذا و لباس و مسکن اُسکے موجود ہون تو بے شبہہ جب تک اسباب تیار ہون بے غذا و لباس
و مسکن کے رہنا اور سبب اسکی ہلاکت کا ہوتا بلکہ اگر اپنی ساری عمر ایک صنعت مین ان صنعتون سے
صرف کرے اب تک عہدہ برار نہو سکے ولیکن جب مجتمع ہون تو اور ایک دوسرے کی کمک و اعانت
کرے اور ہر ایک شخص ایک ایک کام مین مشغول رہے اور معاونت و معاوضت مین عدالت کی راہ
پر چلین تو اسباب معاش بخوبی منتظم اور احوال اشخاص کے درست اور سلسلے نوع کے باقی رہین

اور جو چیز کہ اس معنی کی طرف اشارہ کرتی ہے وہ مضمون اس نقل کا ہے کہ جب حضرت آدم علیہ السلام دنیا مین آئے ہزار کام کرتے تب روٹی پک کے تیار ہوتی اور ہزار و ایک کام سے سرد ہوتی حکیمون نے کہا ہے کہ ہزار ایک کام چاہیے تب کوئی ایک نوالہ مُنھ مین اُٹھا سکتا ہے اور جبکہ اُنکے کامون کا بندوبست کمک و معاونت پر موقوف ہے تو حکمت بالغہ الٰہی یہ چاہیے کہ گروہ خلائق ارادہ اور طبیعت مین مختلف رہین تا ہر کوئی جداجدا صنعت اور مہم کی طرف قصد اور اسکی تکمیل کی سعی کرے اسلیے کہ اگر سب کوئی قصد مین برابر ہوتے اور ایک ہی پیشے مین اشتغال کرتے باقی پیشے بیکار رہجاتے اور سبب اختلال کا ہوتا اسی طرح اگر فقر و غنا مین سب مساوی ہوتے کوئی کسی کی معاونت نہ کرتا اسلیے کہ اگر سب محتاج ہوتے تو خدمت کے مقابل کسی کو توقع نفع کی نہ رہتی اور اگر تمام دولتمند ہوتے تو اپنی اپنی استغنائی کے سبب کوئی کسی کی خدمت نہ کرتا پس جب اختلاف ہمم کے سبب ہر ایک کو ایک ہنر لائق ہے اور اُسکی تکمیل کی کوشش کرے تو بمقتضا اختلاف احوال کے ہر کسی کو کسی وجہ سے احتیاج دوسرے کی طرف ہو پس لازم ہے کہ ہر ایک دوسرے شخص کے کام پر قیام کرے اور آپس کی معاونت سے سب کے احوال جس طور پر ہے منتظم ہون اب ظاہر ہوا کہ انسان اپنے بنی نوع کی طرف اجتماع مین محتاج ہے اسی کو تمدن کہتے ہین اور وہ مشتق مدینے سے ہے یعنی شہر کے درمیان اکٹھا ہونا اور مراد مدینے سے یہان بنا اور دیوار نہین بلکہ اُس قیاس پر ہے جو تدبیر منزل مین کہا ہے یعنی اجتماع عوام کا اس وضع پر جو بموجب انتظام امور کا ہو سکے اور یہ معنی اس قول کے ہین جو حکیمون نے کہا ہے الانسان مدنی بالطبع یعنی محتاج ہے اپنی طبیعت کے اقتضا سے اجتماع مخصوص پر مجتمع ہو جسکو تمدن کہتے ہین اور جبکہ طبیعتون کی خواہشین گوناگون اور سب کوئی اپنی طلب نفع کے ساتھ عادی ہین پس اگر اُنھین انکی طبیعت پر چھوڑ دین اور کوئی کسی کی اعانت نہ کرے تو ہمیاری کرنی اُنکی متصور نہو اسلیے کہ ہر کوئی اپنے نفع کے خاطر دوسرے کے ضرر کا قصد کرے گا اور آپس مین لوٹ مار چھینا چھانی مارک مارا خون خرابا کرینگے تو ایسی ایک تدبیر چاہیے کہ ہر ایک کو اُسکے حق پر راضی رکھے اور ظلم و ستم کے دست کوتاہ ہون اس تدبیر کا نام سیاست عظمیٰ ہے اس باب مین بھی جیسے عدالت کے باب

مین کہا ہے ناموس اکبر اور حاکم اور دینار کی طرف احتیاج ہے پر صاحب ناموس وہ شخص
ہو سکتا ہے جو خدا کے الہام و وحی سے اورون پر فوقیت رکھتا ہو تو خدا کی بندگی اور معاملہ
دنیاوی کے احکام مین جس طور سے کہ سبب اصلاح و معاش و معاد کا ہو مقرر کرے حکیم
اس شخص کو صاحب ناموس کہتا ہے اور اسکے احکام کو ناموس اور متاخرین نبی و شارع اور
احکام کو شریعت افلاطون نے انکی شان مین کہا ہے کہ وہ لوگ بڑے قوی اور غالب ہین یعنی قوت
عملی اور علمی مین اورون سے ممتاز ہین اسلیے وے غیب کے اسرار پر الہام آلہی سے واقف ہوتے
اور عالم کون و فساد مین بخوبی تصرف کرسکتے ہین اور ارسطاطالیس نے انکی شان مین کہا ہے کہ
وے لوگ ایسے ہین کہ خدا کی مہربانی اُنپر بہت ہے پر حاکم وہ شخص ہو جو تائید آلہی سے ممتاز ہو
تو اُسے افراد انسانی کی تکمیل کرنی اور انکی مصلحت کے انتظام کرنے کی قدرت ہو حکما اُس شخص کو
بادشاہ علی الاطلاق کہتے ہین اور اُسکے احکام کو صناعت ملک داری کی متاخرین اُسے
امام اور اُسکے فعل کو امامت کہتے ہین اور افلاطون اسکو مدبر عالم کہتا ہے اور ارسطاطالیس نے
اسکو انسان مدنی کہا ہے یعنی وہ آدمی جو امور ملکی بخوبی انجام دے سکے جبکہ گروہ خلائق کی مصلحت
کا سر رشتہ ایسے عالی مقدار کے کف کفایت مین ہو تو بے شبہہ انواع امن و برکت کے اہل بلاد اور
کافۂ عباد کو پہونچے جیسے اس زمان خجستہ آوان مین لطائف تدبیر پروردگار بے بموجب اسکے کہ
کمان اُسکے بنانے والے کو دیا چاہیے زمام مصالح ایام کی بادشاہ کامگار کے قبضۂ اقتدار مین رکھی
کہ اسکی عدالت کے دبدبے نے آوازۂ عدل نوشیروان کو پست کردیا اور اُسکی عطوفت کی برکت
نے دلون کے زخم کو جو حادثے کے تیر سے چھد گئے تھے مرہم ساز گار بنایا اور مدبر عدل نے اُسکے
گرگ کو شبانی سکھلائی اور دزد کو پاسبانی اُسکی ریاست کے دور مین سوا گل سوری کے کسی کو
گریبان دریدہ نہ دیکھا اور نالۂ زار بغیر مرغان چمن کے کسی سے نہ سُنا اور اُسکی مہربانی نے مراسم
عدل کے زندہ کرنے مین خاصیت انفاس عیسوی کو ظاہر کیا اور عدل نے اُسکے ظلم ظالم کے
دفع کرنے کے لیے آفتاب کو ید بیضا دکھایا اسکی عدالت کے عہد مین فتنہ بغیر چشم معشوقون کے
نہ دیکھ سکیے وہ بھی خواب مین اور آشوب بدون زلف خوبون کے نہ پا سکیے وہ بھی پیچ و تاب

مین امید کہ خورشید اقبال اُسکا قیامت تک آسیب زوال اور کسوف وبال سے محفوظ رہے
مدبر عالم کو پہلے چاہیے کہ احکام شریعت کے حفظ کا استحکام کرے اور تصرف جزویات امور کا بحسب
مصلحت وقت کے جس وجہ پر موافق قواعد کلیہ شرعی کے ہو اُسی کے اختیار مین رہے ایسا شخص
حقیقت کی روسے ظل اللہ اور خلیفہ اللہ اور نائب نبی ہوتا ہے جیسے طبیب واقف کا رحفظ اعتدال
مزاج انسان کا کرتا ہے اُسے بھی لازم ہے کہ مزاج عالم کی صحت کو جسے اعتدال حقیقی کہتے ہین
نگاہ رکھے اور جب اسمین اختلال راہ پائے اعتدال کی طرف لائے پھر وہ شخص حقیقت مین طبیب
عالم ہے اور اُسکی صناعت ہے طب کلی کی اور جیسے اعضا بدن انسان کے اپنے باقی رہنے مین
ایک دوسرے کا محتاج ہے مثلاً جگر محتاج دل کا روح حیوانی اور قوت زندگانی مین ہے اور دل
محتاج جگر کا ہے روح طبیعی اور تغذیہ مین اور وہ دونون محتاج دماغ کے ہین روح نفسانی اور
قوت حسی مین اور دماغ محتاج اُن دونون کا ہے حیات و تغذیہ مین اسی طرح اجزاے نفسانی بھی
محتاج ایک دوسرے کا ہے بقا مین پس تمام و کمال ہر ایک شخص کا دوسرے سے حاصل ہوتا ہے اسلیے
اپنے بنی نوع کے ساتھ باہم مدد کرنے کے طور پر آمیزش ضرور ہے وگرنہ عدالت کے قاعدے سے منحرف
اور ظلم کی شان مین متصف ہون اور جبکہ ایک گروہ ایسا جو آدمیون کی صحبت سے کنارہ کرتا اور بھاگتا
رہتا ہے اور بنی نوع کی معاونت سے کلیہ احتراز کرتا اور اسباب معیشت کا بار اورون کے سر
پر رکھ دیتا ہے اور اسی کو زہد جان کر فضیلت سے قرار دیتا ہے حالانکہ یہ حالت محض جور ہے اسلیے
کہ وے لوگ کھانے کپڑے اور آدمیون سے لیتے ہین پر اُسکے بدلے کچھ انھین نفع نہین پہونچاتے
اور اُسکی قیمت بھی نہین دیتے اور جب عدم اسباب کے واسطے افعال رذیل اُنسے سرزد نہین ہوتے
عوام الناس اُنکو اہل فضیلتو نمین سے قیاس کرتے ہین لیکن یہ نہایت خطا ہے اسلیے عفت ترک
شہوت سے ہے بلکہ عدالت کی وجہ سے اور عدالت یہ نہین جو کسی کو نہ دیکھے اُسپر ظلم نہ کرے بلکہ
معاملات مین آدمیون کے ساتھ انصاف و انتصاف کے طریق پر چلے ابو الحسن عامری کہتا ہے کہ
قصہ خوان اُن لوگون سے بھی بدتر ہین اسواسطے کہ باوجود اُسکے جو دے آدمیون سے توقع منفعت
کی رکھتے اور اُنسے مال بھی لیتے ہین لیکن کچھ نفع اُنکو نہین پہونچاتے ہین بلکہ انھین ایذا دیتے ہین

اسلیے کہ جھوٹی باتون سے انکو فریب دیکر انکی اوقات ضایع کرتے اور فضیلت کی تحصیل سے باز رکھتے ہین اور معاونت عدالت کے طور پر اسوقت میسر ہو کہ جب اُسکے قاعدے سے مطلع ہون پر اُس سے خبردار ہونا بے پہچانے اس علم کے قوانین کے سہل نہین ہے پس ہر شخص کو اس علم کا سیکھنا بہت ضرور ہے تو معاملات و معاشرات اُنکا عدالت کے طریق پر متحقق ہو علی الخصوص بادشاہ کو جو سابق مذکور ہوا کہ وے مزاج عالم کے طبیب اور امور بنی آدم کے مدبر ہین اور یہ علم عبارت ہے اُن قاعدون سے جو متعلق عوام الناس کی مصلحت پر اس طور سے ہو کہ بسبب

تعاون کے متوجہ ہون کمال حقیقی کی طرف

دوسرا لمعہ۔ محبت کی فضیلت مین جبکہ معلوم ہوا کہ کمال افراد انسانی کا اجتماع و تالف پر موقوف ہے اور وہ بغیر محبت و الفت کے متصور نہین اور باوجود علاقہ محبت کے احتیاج عدالت کی نہین جیسے آگے ذکر ہو چکا پس محبت افضل عدالت سے ہے اسواسطے کہ وہ ایک وحدت شبیہہ ہے طبیعی کی اور عدالت شبیہہ ہے صناعی کی اور تحقیق ہو چکی ہے کہ طبیعی مقدم صناعی پر ہے اور حب محبت چاہتی ہے کہ دوئی کا علاقہ درمیان سے اُٹھاوے تو اُسکی ساتھ احتیاج عدالت کی نہ رہی انصاف نعت مین دو ٹکڑے کرنا ہے یعنی جو چیز کہ آدھون آدھ جھگڑے کی ہے اپنے اور شریک کے درمیان دو حصے کر لیوے یہ معنی فرع ہے کثرت کی پر جسوقت علاقہ اتحاد کا مستحکم ہو تو احتیاج اسکی نہین رہتی قدیم حکیمون نے کہا ہے کہ قوام موجودات کا محبت سے بنایا ہے اور کوئی وجود یکلخت محبت سے اس طور پر نہین خالی ہو سکتا ہے جو حقیقت مین اسکی وحدت نہو اسی واسطے کیفیات جسمانی متضادہ ہین جیسے حرارت و برودت ہین مثلاً انہزام ہر ایک کا اُسکی ضد سے محسوس ہوتا ہی اور جمادات و نباتات کی طبیعتون مین بطور دفع مزاحم کے دکھائی دیتا ہے اور عناصر مین میلان انکا طبیعت کی گرد آوری سے مشاہدہ کیا جاتا اور افلاک مین وہ خود حرکت دوری ارادے کی صورت ظاہر ہے جو مبدا اس حرکت کا عشق جوہر عقل کا ہے اور شوق توجہ اسکی طرف ہے جیسا کہ حکمت کے درمیان مقرر ہوا ہے اور بحسب خفا و ظہور انوار محبت کے موجودات کے مراتب نقص و کمال مین اختلاف ظاہر ہوتا ہے اسلیے کہ محبت جو پرتو وحدت کا ہے مقتضا ہی بقا و کمال کا اور غلبہ جو

فرع ہے کثرت کا مورث ہے نقص و اختلال کا اور حکیمون کے فریق سے اس فرقے کو اہل محبت و غلبہ کہتے ہین چنانچہ سابق مذکور ہوا اور دوسرے حکیم کہتے ہین کہ محبت تمام کائنات مین ساری ہے جیسا کہ گذرا ابیت

سر حب ازلی سب کے ہی دل مین ساری		ورنہ پھر گل کے لیے کرتی نہ بلبل فریاد	

اور متاخرین کی اصطلاح مین محبت ایسے مقام مین جہان عقل پائی نہ جائے اطلاق نہ کرین عناصر کے میلان کو جو انکے خیر طبیعی کی طرف ہے اور مرکبات کے آپس کے شوق و اشتیاق کے تئین بسبب تناسب مزاجی کے جیسے آہن و مقناطیس کے درمیان اور انکے تباعد کو ایک دوسرے کیواسطے بتباین مزاجی کے جیسے سنگ باغض النحل او رسرکہ اور انکی مثالون مین ہے حب اور بغض نہین کہتے بلکہ اُسے میل و ہرب کہتے ہین اور بے زبان حیوانون کی موانست و منافرت کو الفت و نفرت کہتے ہین اور نوع انسانی کے بیچ محبت دو نوع پر ہے ایک طبیعی جیسے محبت مان کی فرزند سے دوسرے ارادی جیسے الفت شاگرد کی استاد سے اور محبت ارادی کی چار نوع ہین اول یہ کہ جلد پیدا ہوتی اور شتاب زائل ہوتی ہے دوسرے وہ جو بدیر ہوا اور دیر رہے تیسرے وہ جو بدیر ہو اور جلد جاے چوتھے وہ ہے جو شتاب آئے اور دیر جائے اسلیے کہ سبب اس محبت کا فقط لذت ہے یا فقط نفع یا کہ فقط خیر یا مرکب انسے پر لذت سبب اُس محبت کا ہے کہ جلد پیدا ہوا اور فوراً زائل ہوا اسلیے کہ لذت جیسے بسہولت حاصل ہوتی ویسے بسرعت جاتی رہتی ہے اور نفع واسطہ ہے اُس اتحاد کا کہ دیر سے حادث ہوا اور شتاب تغیر پاے اسواسطے کہ نفع مشکل سے حاصل ہوتا اور آسانی سے جاتا رہتا ہے اور خیر منشا ہے اُس محبت کا کہ جلد ہوا اور بدیر جاے پر جلد ہونے کا سبب یہ ہے کہ درمیان اہل خیر کے مناسبت روحانی ہے اور دیر جانے کی جہت اتحاد حقیقی جو لازم خیر کا ہے پر مرکب سبب ہے اُس محبت کا جسکا علاقہ دیر بندھے اور دیر کھلے اسلیے کہ اجتماع نفع و خیر دونون حالت کو چاہتا ہے اخلاق ناصری مین یہ تقریر اسی طور سے مذکور ہے اور نظر دقیق یہ چاہتی ہے کہ مرکب لذت و نفع سے انعقاد مین متوسط ہے اور انحلال مین سریع اور مرکب لذت و خیر سے انعقاد مین متوسط اور انحلال مین بطی ہے اور مرکب نفع و خیر سے انعقاد و انحلال دونون صورتون مین متوسط ہے اور ان

احکام کا سبب بعد لحاظ کرنے اُنکے مقتضائے اجزا کے ظاہر ہو سکتا ہے اور اللہ تعالیٰ دانا تر ہے
جاننا چاہیے کہ محبت صداقت سے عام ہے اسلیے کہ محبت بہت لوگون کے درمیان ہو سکتی ہے اور
صداقت اُس سے کمتر عشق سب سے خاص ہے اسلیے کہ ایک دل مین دو شخص کا عشق گنجایش
نہین کر سکتا جو عشق کہ افراط کے ساتھ ہو جہت اُسکی طلب لذت ہے یا طلب خیر ولیکن پہلا عشق
مذموم ہے سابق تعبیر اسکی عشق بہیمی سے کی گئی ہے اور دوسرا عشق محمود بیان اسکا عشق نفسانی
سے ہو چکا حکیمون نے کہا ہے کہ نفع کو نہ استقلال کے طور پر اور نہ مداخلت کی وجہ سے کسی صورت
سے عشق مین دخل نہین ہے جو انون کی صداقت کا منشا بیشتر لذت ہے اور جبکہ لذت سریع الزوال
ہے تو اُنکی صداقت بھی محل تبدیل مین ہے اور پیر مردون اور اہل تجارت کی صداقت کا سبب فقط
نفع ہے اسی واسطے انکی دوستی کو امتداد ہوتا ہے اور دانا وُن کی صداقت کی جہت محض خیر ہے
اور جبکہ خیر ایک امر ثابت غیر متغیر ہے تو مودت انکی تغیر و زوال سے محفوظ رہتی ہے اور جسوقت کہ بدن
انسانی طبائع مختلفہ سے مرکب ٹھہرا پھر جو لذت جسمانی ایک طبیعت کے موافق ہو دوسرے کا مخالف
ہے اسی واسطے لذت جسمانی شائبۂ الم سے خالی نہین ہوتی اور جبکہ نفس انسانی جوہر بسیط
اور لوث تضاد سے منزّہ و مُبرّہ ہے تو جو لذت کہ اُسکے جوہر ذات کو ہو خالص ہو سکتی وہی لذت
حکمت ہے اور جس محبت کا سبب اسی قسم کی لذت ہو وہ باقی مراتب محبت سے عام ہے اسے
عشق تام اور محبت الٰہی کہتے ہین ارسطاطالیس فلیطس سے نقل کرتا ہے کہ مختلف چیزون کے بیچ
التیام و تالف تام ہو نہین سکتا لیکن متشاکل چیزین باہم مشتاق ہوتی ہین اسکی شرح مین کہا
ہے کہ جب جواہر بسیط آپس مین متشاکل اور باہم مشتاق ہین ہر آئنہ اُنکے درمیان تالیف روحانی
اور اتحاد معنوی حاصل ہو اور مباینت مرتفع ہو جائے اسلیے کہ علاقہ بتباین مادیات کے لوازم سے
ہے اور اُنہین اس نوع کا تالف ممکن نہین پھر اُنکے بیچ اصل و حقیقت کا ملنا کسطرح متصور ہو بلکہ
نہایتون اور سطحون مین ہو سکتا ہے اُس سے اور اُس اتصال سے بہت فرق ہے اور جبکہ
نفس انسانی جوہر بسیط ہے جسوقت کدورت جسمانی سے پاک ہو اور لذات طبیعی کی محبت پر محو ہو جائے
تو بحکم مناسبت کے عالم قدسی مین منجذب ہو اور بینائی کی آنکھون سے جمال شاہد حقیقی کا مشاہدہ

کرے اور اپنی ہستی کو پروانہ کی مثال شمع تجلیات آلہی پر فدا کردے تب وحدت کے مقام مین جو نہایت مقامون کی ہے پہونچے یہی مرتبہ حق الیقین کا ہے اس رتبے والے کو بدن کے ساتھ علاقہ رکھنے اور نہ رکھنے مین چندان فرق نہین ہے اسلیے کہ استعمال قوائے بدنی کا جمال حقیقی کے مشاہدہ سے باز نہین رکھتا اور اورون کو جو سعادت عاقبت مین مترقب ہے اسکے تئین اسی عالم کے بیچ حاصل ہوا **ابیات**

وہ کام آج کر کہ ہو بینا تری نظر — حیران رہے جمال حقیقی پہ یہ بصر
افسوس شرم آنکھو نمین تیری نہین ذرا — بیٹھا ہے لیل عید مین فردا کا منتظر

لیکن تعلق بدنی سے چھوٹنے کے بعد بسبب اسکی لذت کے کچھ دغدغہ باقی رہ جاتا ہے اسلیے کہ ہر چند اس عالم مین بینائی کے نور سے اسما وصفات کے دقائق سے مطلع ہو کر وحدت ذات کو مشاہدہ کرے پر شہوت اثنینیت کے شائبے سے جو مقتضا عالم تعلق کا ہے خالی نہین ہو سکتا اور بے مزاحمت رقیبون کے خاطر جمعی سے تمام و کمال مشاہدہ کرنا بغیر خلوتخانہ تجرد کے میسر کہان اسی واسطے ہمیشہ رفع حجاب کا امیدوار ہو کر زبان حال کو اس مقام سے مترنم رکھنا چاہیے **ابیات**

غبار تن کا مرے ہے حجاب چہرۂ جان — خدا کرے کہ مین اس چہرے سے نقاب اٹھاؤن
نہ یہ قفس ہے سزاوار مجھ خوش الحان کا — ارم کا طائر قدسی ہون اس چمن مین جاؤن

اور یہ محبت مراتب عشق کی نہایت اور کمال مطلق اور ذروہ مقامات خدا ترسون کا ہے **بیت**

جو کچھ کہ ہے سو ہے عشق کہتا ہون اور کہا ہے — دکھلاوے عشق تجکو باغ وصال جانان

بعد اسکے محبت باہمی گروہ اہل خیر کی ہے اسلیے کہ جب غایت اس محبت کی نیکی ہے تو خلل اسکی طرف ہرگز راہ نہین پاتا بخلاف اور محبتون کے اسلیے کہ تھوڑے عارضہ سے دو مخل زوال کے ہون چنانچہ مضمون اس آیہ کریمہ کا جسکے معنی یہ ہین کہ دوستون مین سے آج کے دن بعضا بعضے کا دشمن ہے سوا متقیون کے خبر اسکی دیتی ہے پر جو محبت بسبب منفعت بالذات کے ہو خواہ بدلوگون یا نیکون مین وہ سریع الزوال ہوتی ہے چنانچہ سابق بیان ہو چکا اور کبھی ہوتا ہے کہ سفر مین ایک ساتھ رہنے اور بختیون کے سبب یہ دوستی پیدا ہو جیسا کہ کشتی اور خشکی وغیرہ مین اور سر اسکا یہ ہے کہ انسان بالطبع مائل انس کا ہے اسی سبب اسکو انسان کہتے ہین اور جبکہ انس طبیعی خواص انسانی ہے اور کمال ہر ایک

شے کا اسکی نوع کی خاصیت کی ظاہر ہونے مین ہے پس کمال انسان کا اپنے بنی نوع کے ساتھ اُس خاصیت
کے ظاہر کرنیسے ہوا اور یہ خاصیت مبدا اُس محبت کی ہے جو مقتضا تمدن و تالف کا ہے اور ساتھ
اُسکے کہ موافق حکم عقل کے مستحسن ہو شرع مین بھی اس بات کیلیے مبالغۂ عظیم فرمایا ہے اسی واسطے
حکم کیا ہے کہ ہر روز پانچ وقت نماز جماعت کے ساتھ ادا کرین تا اہل محلہ اس اجتماع کی برکت کے
سبب مونست کے زیور سے آراستہ ہون پھر فرمایا ہے کہ سب اہل موضع ہر ہفتہ مین ایک جگہ مجتمع ہون
اور نماز جمعہ کی جماعت سے ادا کرین تا موانست اُنکے درمیان حاصل ہو پھر حکم کیا ہے کہ ہر سال
دوبار روستائی اور اہل شہر میدان وسیع مین جمع ہون اور نماز عیدین کی پڑھین تو اُنکے درمیان
اجتماع کے سبب الفت پیدا ہو بعد اُسکے سب اُمت کے تئین ساری عمر مین موقف حج کے درمیان
ایک بار جمع ہونیکے لیے فرمایا اور اسکو ایک وقت معین مین مقرر نہ کیا ہو تا موجب حرج کا نہو حکمت
اسکی یہ ہے کہ جمیع افراد امت کے بیچ موانست حاصل ہو اور اُس سعادت سے جو اہل محلہ اور
شہری اور بادشاہی لوگون کو حاصل ہو محفوظ رہین اور اُس موقف کو بقعہ کے درمیان جو مقام صاحب
شریعت کا مقرر فرمایا تو اُس مقام کا دیکھنا صاحب شرع کی یاد اور اسکی زیادہ محبت و تعظیم کرنے کا
سبب ہوا اسلیے کہ شریعت بے شبہہ اُسکے احکام کا اعتقاد کرنا نافع ہے اُن امرون کے ملاحظہ
کرنے سے معلوم ہو جو صاحب شرع کی غرض اُس سے تحقیق کرنا رابطۂ وحدت اور اُٹھا دینا شبہہ کثرت
کا بقدر لائق کے ہے بلکہ احکام شریعت کے تمام مرتبے مین مثل اُس غرض کے ملحوظ ہے اور جیسے نبوت
کی دعوت کرنی علم توحید کی جہت سے ہے عمل کی رو سے بھی توحید کی طرف رجوع کرتی ہے یہین سے ہی
کہ نماز جماعت کی فضیلت مین وارد ہے کہ وہ ستر بار منفرد کی نماز سے بہتر ہے اور حضرت صلی اللہ علیہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ مین نے چاہا کہ آتش روشن کرون تا کوئی نماز جماعت کو نہ آوے اُسکے گھر مین آگ
لگا دون اور اُسی قسم سے وہ ترغیب و ترہیب ہی جو جمعہ اور عیدین اور حج کی نماز مین وارد ہوئی
ہمہ احکام محبت وہ ہو کہ اللہ تعالی کی محبت کے سوا اور محبت کا سبب لذت و نفع ہے اور زوال
کی مداخلت سے خالی نہین پس ممکن ہے کہ دونون طرف سے ایک بار گی زائل ہو جاوے اور
جائز ہے کہ ایک جانب سے زائل ہو اور دوسری جانب باقی رہے اور جب سبب محبت کا

ایک طرف سے لذت اور دوسری طرف سے نفع ہو اُس محبت مین اختلاف سبب کی جہت شکایت
بہت سی واقع ہو جیسے محبت مطرب اور مستمع کی ہے مستمع گانیوالے کو واسطے لذت کے پیار کرتا اور
مطرب سننے والے کو نفع کے سبب چاہتا ہے اور محبت عاشق و معشوق کی اسلیے کہ عاشق اپنے
معشوق کو مزے کے لیے پیار کرتا اور معشوق فائدے کیواسطے اُس دوستی مین شکایت ہونیکا
سبب ہے کہ لذت کا چاہنے والا جلدی کرتا نفع کا ڈھونڈھنے والا اپنے مطلب کے حاصل ہونے
پر موقوف رکھتا ہے پھر موافقت انکے بیچ کمتر متصور ہو اسی واسطے عشاق ہمیشہ شاکی اور مظلوم
رہتے ہین لیکن حقیقت مین وہ خود ظالم ہین اسلیے کہ وے دیکھنے کے مزے اور وصل کی
لذت کو شتاب چاہتے اور اُس کے بدلے نفع پہونچانے مین دیر کرتے ہین اس قسم کی دوستی
کو محبت لوامہ کہتے ہین یعنی ملامت کی قریب اور جو محبت کہ درمیان بادشاہ و رعیت حاکم و محکوم غنی
و فقیر مالک و مملوک کے ہے وہ بھی بجہت اختلاف اسباب کے طرفین کے شکوے سے خالی نہین
اسلیے کہ ہر ایک اپنے صاحب سے کچھ طلب کرتا ہے جو اکثر اوقات مین نہین ملتا اور مطلب کا ہاتھ آنا
بے شبہہ سبب ملال کا ہوتا ہے جو مادہ شکایت کا ہے لیکن بدون عدالت کے جو مستلزم رضامندی کل
بقدر استحقاق کے ہے یہ فساد مرتفع نہین ہوتا پر محبت نیکون کی جبکہ منشا اسکا ارتباط روحانی و
اتحاد جانی ہے عوارض نفع و لذت سے بَری اور مقصود اُنکا فقط خیر ہی ہے تبدل کو اُسمین کچھ دخل
نہین اور مخالفت و منازعت کے شائبے اور ملامت کے علاقے سے خالی ہوتی ہے اور معنی اُسکے ہین
جو حکیمون نے کہا ہی کہ دوست تیرا وہ شخص ہے جو حقیقت مین تو اور ظاہر مین تیرے غیر ہو یہ کبریت احمر
کی مثال نایاب ہے شیخ ابوعلی سینا نے رسالہ طیری کے مطلع مین اس قسم کی دوستی کے کمیاب ہونے کا مبالغہ
کیا ہے اسلیے کہ اکثر آدمی کو حقیقت غیر سے اطلاع نہین اور محبت اُنکی لذت یا منفعت پر مبنی ہے پھر جسکی
بنا عوارض پر ہو بسبب عوارض کے زائل ہو جائے اکثر بادشاہون کی محبت رعیتون کے ساتھ اس جہت
سے ہے کہ وے رعایا کیلیے منعم و مفضل ہین اور بے شبہہ منعم منعم علیہ کو دوست جانتا ہی محبت باپ کے فرزند
کے ساتھ اس جہت سے ہی کہ اُسپر حقوق رکھتا ہی وہ بھی اسی قسم سے ہے پر دوسری وجہ سے اسکی محبت
فرزند سے ذاتی ہے اسواسطے کہ اُسے اپنے برابر جانتے اور اسکی صورت کو نتیجہ حیات کا خیال کرکے اسکی

شکل لوحۂ فطرت پر ثبت کرلے فی الواقع یہ نیک تصور ہی کیونکہ باپ اُسکے پیدا ہونے کا سبب صحیح رہا
ہے اور وہ اُسکے بدن کا جزاور خلق وخلق مین اُسکے برابر ہی اسی واسطے باپ خود جس کمال کو چاہتا
ہی فرزند کے لیے بھی اُسکی خواہش کرتا بلکہ چاہتا ہے کہ فرزند اُس سے بہتر ہو اور اپنے سے فرزند کے لائق
ہونے پر خوش ہوتا اور فرزند کی فضیلت اپنے اوپر اس قسم سے حساب کرتا ہے کہ کہین کہ اب وہ خود
اکمل ہی اُس سے جو سابق تھا جیسے اس بات سے خوش ہوتا ہی فرزند کے تفضل سے بھی خوش ہوتا ہی
سوا اُسکے فرزند کی محبت کے لیے ایک سبب دوسرا ہی کہ باپ اپنے تئین اُسکا منعم اور مفضل گمان کرتا
ہی جیسا سلطان ورعیت کی مثال مین بیان کیا گیا جسقدر تربیت اُسکی زیادہ کرے یہ محبت بیشتر ہو
دوسری وجہ یہ ہی کہ اُسکے وسیلے سے توقع مطالب ومقاصد کی رکھتا ہی اور اُسکی ہستی کو من بعد
اپنے بقاے ثانی جانتا ہی یعنی اگرچہ اکثر باپ کو تفصیلاً معلوم نہین ہوتے لیکن ایک نوع شعور
اُسکا اجمالاً رکھتا ہی تشبیہ اُسکی یہ ہے کہ جیسے کوئی کسی صورت کو پردے کے بیچ مشاہدہ کرے محبت
اور اُسکے غیر کے حاصل ہونے مین اس قسم کا علم کافی ہی اور فرزند کی محبت کے ساتھ اُسکی محبت سے کمتر
ہی اسلیے کہ وجود اُسکا اُسکے وجود کا سبب اور اُس سے متاخر ہی اور ایک مدت کے پیچھے اس حال
سے خبردار ہوتا اسی واسطے جبتک باپ کو نہ دیکھے اور ایک مدت اس سے انتفاع نہ اٹھاوے
محبت اُسکی حاصل نہ کر سکے اسی واسطے شریعت کے درمیان فرزند کو والدین کی محبت کے لیے اور
اُنکے حق کی رعایت کرنے کو حکم کیا ہی بدون عکس کے پر بھائیون کی دوستی باپ بیٹے کی محبت کے
درجے سے کمتر ہوتی ہی اسلیے کہ وے رتبے اور وجود کے سبب مین مشارک ہین اور مشارکت منازعت
سے خالی نہین ہوتی بعضے حکیمون سے پوچھا کہ بھائی بہتر ہی یا دوست بولا کہ بھائی جب کام آوے
کہ اگر دوست ہو اور چاہیے کہ بادشاہون کی محبت رعایا سے محبت پدری کے مثال ہو اور اُنکے ساتھ
شفقت اور مہربانی کا طریق مرعی رکھے اور رعیت کو لازم ہی کہ اطاعت وانقیاد واخلاص کی راہ
پر چلے اور اُس بادشاہ دانا کا اقتدا کرے اور ظاہر وباطن مین کسی صورت سے اقدام ایسا نہ کرے
جو سلطان کی شان کے لائق نہین ہی اور جو چیز کہ اُسے میسر ہی اُس سے خدمت اُسکی واجب جانے
چنانچہ بزرگون نے کہا ہی کہ سب آدمیون کو چاہیے کہ بادشاہ عادل کے لشکر ہون تا باغیون نہین سے

نہون اور جو ظاہرا خدمت اُنسے نہو سکے تو تہ دل سے دعا مددگرین اُسمین بھی وہ اُسکے لشکریون کے شمار مین داخل ہوسکین اور چاہیے کہ رعایا آپس مین بھائیون کی مثال ایک دوسرے کا مہربان اور وجہ معاش کا مددگار ہے اور باندازہ استحقاق اپنے حق کو لے تا فضائے زمین و زمان عدالت کے نور سے روشن اور عرصۂ جہان مہربانی والفت کی برکت سے مثال گلشن ہو اور جو اس وجہ پر نہو تو آئین سلطنت کا ٹوٹ جائے اور مصلحت کا انتظام جابجا منتشر ہو ہم اس سے خدا کی پناہ مانگتے ہین اور محبت کیلئے کتنے مراتب ہین پہلا محبت خداوند تعالی کی کہ منبع نیکیون کا اور معدن کمالون کا ہے پر یہ محبت حقیقت سوائے اُس عارف ربانی کے جو بقدر طاقت کے صفات جمال اور قوت جلال آلہی پر مطلع ہو حاصل نہین ہوتی ہو اسلیے کہ بے حصول معرفت کے محبت متصور نہین اور جو کوئی بدون علم و معرفت کے محبت آلہی کا دعوی کرے وہ جاہل مغرور ہو اور حضرت پیغمبر خدا صلواۃ اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حدیث کا مضمون یعنی اللہ جاہل کو کبھی دوست نہین رکھتا ہو صریحاً اسکو جھوٹا بناتا ہے چاہیے کہ یہ محبت باقی مراتب سے اعلی ہو اسواسطے کہ اور مرتبہ کو اُسکا شریک ٹھہرانا محض شرک ہو دوسرا مرتبہ محبت والدین کی ہو کہ وہ اُنکی ہستی کا سبب صوری ہین یہ مرتبہ بعد اُس مرتبے کے ہو اور کسی محبت کو یہ رتبہ نہین ہو مگر چاہیے کہ شاگردون کی محبت اُستاد کے ساتھ اس سے بھی موکد ہو اسواسطے کہ اگر باپ اُسکے وجود و ترتیب جسمانی کا سبب قریب ہو لیکن معلم سبب ہو اُسکے کمال و تربیت روحانی کا اور اسی صورت انسانی مین لاتا ہو بلکہ حقیقت مین اُستاد پدر روحانی ہے پس جسطرح روح کے تئین جسم کے اوپر شرافت ہو اسی طرح سے اُستاد کو باپ کے اوپر پس محبت اُنکی موجد حقیقی کی محبت سے فروتر اور باپ کی محبت سے بالاتر ہو سکندر سے پوچھا تو باپ کو چاہتا ہو یا اُستاد کو بولا کہ اُستاد کو اسلیے کہ باپ سبب ہو حیات فانی کا اور اُستاد وسیلہ ہو جاوید زندگانی کا اور حدیث مین وارد ہوا ہو کہ تیرے باپ تین قسم کے ہین جس سے تو پیدا ہوا اور جسنے تجھے علم سکھایا اور جسنے تجھے بیٹی دی پر اُنسے بہتر وہ ہو جسنے تجھے علم سکھایا اور حضرت مرتضی علی کرم اللہ وجہہ سے منقول ہو کہ جسنے مجھے ایک حرف سکھایا پس بے شبہہ اُسنے میرے تئین غلام بنایا اور جب محبت اُستاد کی اس مرتبے سے موکد ہو تو محبت صاحب شرع کی جو ہادی حقیقی اور مکمل اولی ہو بعد محبت حق سبحانہٗ و تعالی کے سب محبتون سے موکد

ہو اسواسطے حضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہی کہ کوئی تم مین سے مومن نہین ہوسکتا جبتک کہ اللہ کو
اپنے اور اپنے اہل خانہ اور اپنے فرزند سے زیادہ تر نہ چاہے بعد محبت صاحب شریعت کے دوستی
خلفاء راشدین کی جو ائمہ دین اور ایوان یقین کے مصباح اور ابواب ہدایت کے مفتاح ہین کیجا
جائے چنانچہ حدیث مین آیا ہی کہ جسنے دوست جانا میرے اصحابون کو پس وہ دوست جانتا ہے
میرے تئین مین دوست جانون اُسکو اور جسنے بغض رکھا میرے یارون سے پس وہ بغض رکھتا ہی
مجھ سے مین بغض رکھتا ہون اُس سے اور دوسری حدیث مین ہی کہ جسنے محبت کی عالمون سے پس
بے شبہہ محبت کی اُسنے مجھسے اور حدیث مین بھی آیا ہی کہ جسنے علما کی تعظیم کی اُسنے میری تعظیم کی تیسرا مرتبہ
رعایا کی محبت بادشاہ کے ساتھ اور بادشاہ کی محبت رعایا کے ساتھ اور بعضون نے رعیتون کی محبت
کو بادشاہ کے ساتھ باپ کی محبت سے سوکہ کہا ہی یہ قول یقیناً تحقیق کے نزدیک ہی اسلیے کہ بغیر سیاست
سلطان کے باپ کو نفع پہونچانا متصور نہین ہی اور جیسے باپ تدبیر بیٹے کی کرتا ہی بادشاہ باپ اور
بیٹے دونون کی تدبیر کرتا ہی چوتھا مرتبہ دوستی آشنا و شرکا کی اس طور پر کہ جو جس مرتبے کا ہو اُسکے رتبے
کے لائق طریقہ آمیزش و اختلاط ملحوظ رکھے اسلیے کہ رعایت حقوق مین خلل ڈالنا سبب ظلم اور
موجب فساد کا ہی اور صداقت کی خیانت اموال کی خیانت سے بدتر ہی اسواسطے کہ وہ خیانت
صفات روحانی کی طرف جو اشرف جوہر جسمانی سے ہین رجوع کرے ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ محبت
معشوق کی جلد جاتی رہتی ہی جیسے لمع چیزین جلد بگڑ جاتی ہین تو چاہیے کہ خالق و خلق کے ساتھ طریق
عدالت کا مسلوک رکھے اور ہر ایک شی ایسی محبت جو حق اُسکا ہی حاصل کرے اور مطابق اُسکے عمل مین
لائے کہ خالق کے ساتھ اطاعت و طلب مناسبت مین اور معشوق کے ساتھ بطریق قربت کے پیغمبرون
اور ائمہ دین کے ساتھ انقیاد احکام اور مراعات تعظیم و حرمت مین اور سلاطین کے ساتھ انکی بزرگی
اور تابعداری مین اور والدین کے اکرام و خدمتگذاری مین اور ہر ایک عوام الناس کے ساتھ رفق
و آمیزش مین حکیمون نے کہا ہی کہ محبت منعم کی منعم علیہ کے ساتھ بیشتر اسکے عکس سے ہی اسلیے قرض
دینے والا اور احسان کرنیوالا قرض کے لینے والے اور مانگنے والے کو پیار کرتا ہی اور اپنی ہمت اُسکے
باقی رہنے کیلیے مصروف رکھتا ہی ولیکن قرض دینے والا جبکہ اپنے حق کے لیے سلامتی قرضخواہ کی چاہتا

ہی تو حقیقت مین وہ اپنے مال کو دوست رکھتا ہی بخلاف دوستی کے محسن الیہ کے ساتھ اسلیے کہ وہ بلا
توقع کسی منفعت کے اپنی اسے دوست جانتا ہی بلکہ اس جہت سے کہ وہ اسکے اثر کا قبول کرنیوالا
ہے پر محسن الیہ کو اس قسم کی محبت اسکے محسن کے ساتھ نہو بلکہ وہ احسان کو بالذات اور محسن کے تئین
دوست بالغرض جانتا ہی اور محسن سعی کرتا ہی کہ محسن الیہ کو کسی وجہ سے نفع پہونچے پس یہ صورت
شبیہ اس شخص سے رکھتی ہی جسنے دولت رنج و مشقت سے جمع کی ہو ہر آئنہ اسے عزیز جانتا ہی اور اسکے
خرچ کرنے مین شرط احتیاط کی بجالاتا ہی بخلاف اس شخص کے جسے بغیر محنت کے مال حاصل ہوا اور وہ
کچھ اسکی قدر نہ جانے اور اسکے صرف کرنے مین احتیاط نہ کرے اسواسطے مان اپنے فرزند کو باپ کی
نسبت سے بہت چاہتی ہی اس واسطے کہ وہ فرزند کیلیے بہت سے دکھ درد سہتی اور اسکی پرورش
مین بہت سی تکلیف اٹھاتی ہی اور اسی قسم سے ہی شاعر کا عزیز جاننا اپنے اشعار کو اور غرور اسکا اس
شعر کے سبب زیادہ دوسرون سے ہوتا ہی اور جبکہ محسن الیہ لینے والا ہی اور لینے مین کچھ محنت نہ چاہیے تو
بالضرور محبت اسکی محسن کے ساتھ اس مرتبہ مین نہو پس ان مقدمات کے سبب محبت محسن کی محسن الیہ کے ساتھ
بیشتر عکس سے ہوگی ولیکن محبت کی قسمون سے بہتر وہ محبت ہی کہ منشا جسکا خیر اور کمال حقیقی ہو اسلیے
کہ وہی لذت عقلی ہی اور جوہر نفوس کے ساتھ اسکا علاقہ ہی نہ عوارض کے ساتھ اسی سبب سے اس
محبت کے قاعدے اختلال کی علامت سے مامون و محفوظ رہین اور سعایت و نمیمہ کو اسمین دخل
نہین ہی بخلاف اور محبتون کے کہ انکے سبب کے زائل ہونے سے جاتی رہتی ہین چنانچہ مضمون اس
آیت کا جسکے معنی یہ ہین کہ آج کے دن دوستو نمین سے بعضا انکا بعضے کا دشمن ہی سوا پرہیزگارون کے
مشعر اسکا ہی یہ لذت حقیقت مین اسوقت حاصل ہو کہ ملکات فاضلہ کے حاصل کرنے سے فارغ ہوا اور
جوہر روح کے ساتھ مشغول ہو یہان تک کہ عالم عقلی اور اسکے درمیان سے حجاب اٹھ جاے اور
وحدت خالص اور حق محض اور نعمت ابدی اور لذت سرمدی کا مشاہدہ تحقق ہو **بیت**

وہ یار جو تھا پردۂ اسرار مین پنہان	اب سو کشش عشق سے آغوش مین آیا

یہ رتبہ مراتب کمالات سے بلند تر ہی اسی واسطے حکیمون نے اسکو سعادات انسانی کے مدارج سے
فوق المراتب اعتبار کیا اسلیے کہ جبتک آئنہ ہستی تواے طبیعی کے آثار اور تعلقات جسمانی کے غبار

سے صاف و مصفا ہو جمال اُس کمال کا دکھائی نہ دے جبتک سالک اپنی خودی کے مقام سے جو منزل مقصود کی نسبت نہایت دور اور راہ دراز ہے نگذرے صحن وصل مین پہونچ نہ سکے بیت

وصال یار تو چاہے اگر خودی کو چھوڑ	کہ اُسکے اور ترے جز ترے نہین حائل

بیت

کہتے ہین کب سے مجھکو ملی دولت وصال	اپنے تئین مین چھوڑ چلا اسکی راہ مین

ارسطاطالیس نے کہا ہے کہ جب خداوند تعالی کسی کو چاہے اُسکا تعاہد کرے جیسے دوست دوستون کی ہر ایک مصلحت کا تعاہد کرتے ہین اور اخلاق ناصری مین لکھا ہو کہ یہ ایک لفظ ہو ہماری زبان مین نہین بولتے ہین پر یہ بات ظاہر ہو اسلیے کہ نظیرین اسکی کتاب اور حدیث مین بہت ہین جیساکہ فرمایا اللہ تعالی نے اور وہ اللہ دوست رکھتا ہو نیک کام کرنیوالون کو اور بس کرتا ہو میرے تئین اللہ اور وہ نیک وکیل ہو بلکہ حدیث قدسی کے درمیان زیادہ اس سے وارد ہو جیساکہ فرمایا پس جسوقت کہ دوست رکھا مین نے اسکو تو ہوا مین کان اُسکا اور آنکھ اُسکی آخر حدیث تک اور دوسری حدیث مین ہو جس شخص نے دوست رکھا میرے تئین قتل کیا مین نے اسکو اور جسکو قتل کیا مین نے پس دیت اسکی مجھ پر ہو اور جسکی دیت مجھپر ہو پس مین دیت اسکی ہون اور ارسطاطالیس نے بھی کہا ہو نہ چاہیے کہ ہمت آدمی کی انسی ہو اگرچہ عاقبت اسکی انسی ہو اور یہ بھی نہ چاہیے کہ مرد حیوانون کی ہمت پر راضی ہو اگرچہ آخر اسکی موت ہو بلکہ اپنے جمیع قوا کو حیات الٰہی کے حاصل کرنے مین صرف کرے اسلیے کہ اگر وہ جثے مین چھوٹا ہو تو ہمت کی رو سے بزرگ ہو اور عقل کی رو سے تمام مخلوقات سے شریف تر ہو اسلیے کہ وہ ایک جوہر خدا کے حکم سے سب چیزون پر غالب ہو اور تحقیق اس بات کی اس مقام مین یہ ہو کہ اہل فکر کے مطابق اور ارباب ظاہر کی دلیل کے موافق وہ گوہر جو بحکم کن فیکون کے حضرت بیچون کے ارادہ قدرت کے وسیلے سے دریاے غیب سے شہود کے کنارے مین آیا وہ جوہر بسیط نورانی تھا حکیمون کی اصطلاح مین اسے عقل اول کہتے ہین اور بعضے اخبار مین تعبیر اُسکی علم اعلی سے کی ہو اور اکابر ائمہ کشف و تحقیق کے اسکو حقیقت محمدیہ کہتے ہین اُس جوہر نورانی نے اپنے تئین اور اپنے موجد کو اور اُنکو جو اس موجد سے بسبب اُسکے پیدا ہو سکین افراد موجودات سے جیسے کہ تھا اور ہو اور ہو گا جانا اور آفرینش و پیدایش مین

ہے جو کچھ کہ اوسکے علم پر مشتمل اور اسکی حقیقت مین داخل ہو اور بجا ہے تخم مین شاخ اور پتے اور پھل ہوتے ہین پھر وہ مجمل حسب تربیت کے موافق اس جوہر پین مکنون ہین عرصۂ شہود مین تفصیلاً نمود ہوتے جاتے ہین خدا جسے چاہے مٹادے اور جسے چاہے ثابت رکھے اور اسی کے نزدیک اصل کتاب ہے اور جب وقت ایجاد سلسلۂ عالم کا بمقتضاے رحمت یزدانی کے جو شامل ہی تمام موجودات کے پہونچا اور عالم جسمانی کو مقام تغیر اور محل تبدیل کا ہو اور مظہر ہی انواع تجلیات آلہی اور اوسکے آثار غیر متناہی کا پہونچا تب حکمت کاملہ آلہی نے اس عالم کے انتظام کا علاقہ ایک ایسی شی جو باعتبار اپنی ذات کے ثابت اور بنظر صفات کے متغیر ہے بیت

عجب وہ ثابت و مضطر ہمین نظر آوے	ٹلے نہ اپنی جگہ سے بھی اور کھڑا نہ رہے

یعنی چرخ گردندہ پر موقوف رکھا تا اسکی حرکت دوریہ سے نادر نادر وضعین صحراے بالقوہ سے آبادی بالفعل مین پیدا ہون اور اسکی ہر ایک وضع خاص پر جو حادثہ معین موقوف ہی سو عرصۂ وجود مین نقر رہوا اور ہر وقت حوادث کے مبداے قریب سے ہے عقل فعال کہتے ہین اور وہ افراد عقول کی انتہا ہی سلسلۂ ہستی کی ہر ایک صورت جدید ہیولاے عناصر کے آئینہ مین جلوہ دے پھر جب وقت ایجاد کی نوبت موالید ثلثہ تک منتہا ہو چکی اس حکیم علیم نے بزرگ ہی قدر اسکی اور باریک ہی حکمت اسکی یہ چاہا کہ مراتب سابق کے تمام کمالات پیدائش انسانی مین جو اشرف ہی انواع حیوانات سے مجتمع ہوکر عقل قدسی کی فضیلت جو مبداء ایجاد کی تھی اس شریف نوع کے نیچے بصورت عقل مستفاد کے ظاہر ہو اسلیے کہ جب نفس انسانی اسی رتبے مین پہونچے تو عالم علوی سے جو مرتبہ عقل ہی ملجاے اور انتہا کا نقطہ ہدایت پر منطبق ہوکر ہستی کا دائرہ قوس نزولی و صعودی سے سرانجام پالے۔ بیت

یہ وہی تھے ہی کہ پہلے عالم علوی سے وہ	آیا اور سیر جہان کر پھر گیا اپنے مکان

پس ظاہر ہوا کہ جیسے عقل قدسی کتاب آفرینش کا دیباچہ ہی عقل انسی اسکا خاتمہ ہی مانند تخم کے جو شاخ اور پتے کی صورت مین پھیل کر کثرت کے مقامون کا سیر کیا پھر وحدت کا لباس پہنکر اپنی اصل کی طرف راجع ہوا لیکن اسرار اس سیر دوری کی موجودات کے سب مرتبے مین روحانیت ہو یا جسمانیت سے علویات سے یا سفلیات سے ساری ہی آسمانو نمین جو واسطے نظام عالم اجسام

کے ہین حرکت دوری وضعی کی صورت مین اور اجسام نامیہ مین حرکت مقداری نمودی اور ذبولی شکل مین اور نفس ناطقہ انسانی مین حرکت فکری کے درمیان پر حقیقت مین یہ سب ظل ہی حرکت ذات حی کا اور روانی ہی جسے اساطین ائمہ ذوق و شہود کے عرف مین تجلی لذاتہ علی ذاتہ کہتے ہین

کہا ہے **ملیت**

آپ ہی ماتا آپ ہی پیتا آپ ہی اپنا بالا رے	اپنی گودی آپ ہی کھیلے ہوکر موہن لالا رے
آپ ہی دولت آپ ہی خزانہ آپ ہی خرچنے والا رے	آپ بقا ہوکے پہونچا مانگے ہاتھ پکڑ پیالا رے

حکیمون نے کہا ہو کہ بعضے آدمی بسبب نجابت نظری اور طہارت اصلی کے ملکات رویہ سے مجتنب رہتے ہین پر یہ فریق کم ہو اور بعضے بنا بر اُسکے کہ وہ فکر و رویت سے رذائل صفتون کی بُرائی سے واقف ہوتے اور اُنسے احتیاط کرتے ہین یہ گروہ متوسط ہو اور بعضے وعید و تہدید اور عذاب کے خوف اور ثواب کی امید پر بُرے کامون سے محترز ہوتے ہین یہ لوگ بہت ہین ولیکن گروہ اول کا نیک ہونا اصل پیدائش سے ہو اور فریق ثانی کا بسبب تعلیم کے اور ثالث کا از روے شرع کے ہو نسبت شریعت کی اس فریق سے مانند نسبت پانی کے ہو اُس شخص کے ساتھ جسکے حلق مین کھانا اٹکے اگر شریعت کی تاثیر سے متادب نہو تو ویسا ہی جیسے کسی شخص کے حلق مین پانی اٹک رہے اور اُسکے چھوڑانے کی کچھ متصور نہو اور شک نہین کہ فرقہ اول سب سے اشرف ہو یہ مرتبہ نبیون کو ہوتا ہو نہین سے ہو کہ حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صہیب کی شان مین جو اکابر اصحاب مین سے تھا فرمایا ہو کہ صہیب وہ نیک بندہ ہو بالغرض اگر اُسے ڈر خداے تعالیٰ کا نہوتا تو بھی گناہ پر اقدام نہ کرتا

تلیسر المعہ — مدینے کی قسمون مین حکیمون نے کہا ہو تمدن دو قسم ہو ایک وہ ہو جسکا سبب جنس سے خیرات کے ہو وہ مدینہ فاضلہ ہو دوسرے وہ ہو کہ سبب جسکا جنس سے بشر کے ہو اُسے مدینہ غیر فاضلہ کہتے ہین پر مدینہ فاضلہ ایک نوع سے زیادہ نہین ہو اسلیے کہ راستی عیب سے کثرت کے مبرا ہوتی اور نیکی کے طریقے بھی متعدد نہین لیکن مدینہ غیر فاضلہ کی تین قسمین ہین ایک وہ جو لوگون کے مجتمع ہونے کا سبب غیر قوت نطقی ہو جیسے قوت غضبی اور شہوی مثلاً اُسے مدینہ جاہلہ کہتے ہین دوسری وہ ہو جو قوت نطقی کے علاقہ سے خالی نہین پر اُسکو خام اور قوا کار کہتے ہین اور یہی معنی انکے اجتماع کا سبب ہوتی ہو اور اسکو

مدینہ فاسقہ کہتے ہین تیسرے وہ جو انکے اکھٹے ہونے کا سبب جھوٹے عقیدے پر اتفاق کرتا ہو اُسے
مدینہ ضالہ کہتے ہین جبکہ حضرت صاحبقرانی کے اقبال کی برکت سے جو مدبر امور زمانی ہین تمام ممالک محروسہ
مدن فاضلہ کے برابر ہوگیا ہو اور بحکم تضاد کے مدن غیر فاضلہ کا حال مدن فاضلہ کے احوال سے معلوم ہو سکتا
ہے تو کمیت قلم کی عنان مدینہ فاضلہ کے میدان تفاصیل کی طرف پھرنا بہتر جانا اور وہ اُس شہر کو کہتے ہین جسکے
رہنے والون کے باہم رہنے کی بنا نیکیون کے قاعدے اور بدیون کے اٹھ جانے پر مبنی ہو پھر بیشک وہان
کے سکان درست عقیدے اور نیک عمل مین متفق ہون باوجود اشخاص گوناگون اور جُدا جُدا احوالون
کے انکے چال وچلن کی روش موافق رہے اور ایک ہی مقصود کی طرف متوجہ ہون اور جب بسبب اُس حکمت
کے جو سابق مذکور ہوئی نفوس انسانی مراتب نطق وامتیاز مین تفاوت ہین اور مرتبہ اعلی جسے نفس قدسی
کہتے ہین عالم عقول سے متصل اور مرتبہ اسفل جو بدن کثیف سے متعلق ہو بندھا ہوا چارپایون کے گھر مین
ہی پس عقل وشعور اُس جماعت کی دین ودنیا کے امور مین جو شرع وحکمت کے اسرار دقیق مین سے ہین ایک
درجے پر ہو نہین سکتی پس اتفاق عقائد کا جنکی طرف اشارہ کیا اس طریق سے متصور ہی کہ سب کوئی ایک
امر مجمل مین شریک رہین اگرچہ غیر محقق اسکی تفصیلون سے مطلع نہو بیان اُسکا اس طور پر ہو کہ طبقہ عالیہ جو
تائید الٰہی سے موید اور لوث تعلق سے مجرد ہین مبدائے حقیقی کو صفات جمال اور سمات جمال کے ساتھ
جانین اور سلسلہ موجودات کی کیفیت صدور پر اُسکے مبدا سے جس ترکیب سے ہی مطلع رہین اور معاد
نفوس کو جسوجہ سے مطابق نفس الامر کے ہی تصور کرین اور جب روح کو اُس پیدایش مین کتنی قوتون
سے علاقہ ہی جنکے سبب معانی کی صورتون کو دریافت کرتی جیسے حس مشترک اور خیال اور وہم ہی مثلاً
اور اُن قوتون کے واسطے بحسب اختلاف آمیز جنکے صفا وکدورت کے مراتب ہین اور کسی وقت کیا خواب
کیا بیداری مین اُنمین سے کوئی قوت بیکار محض نہین رہتی پس جسوقت ارواح اُن لوگون کی اُن
حقائق کی صورتونسے منقوش رہین ہر آئنہ اُن قوتون کے آئینہ مین مثالی صورتین جو اُن معانی
کے مناسب ہین منعکس ہوتی ہین اسلیے کہ ادراک معانی خالص کا بے شایبہ صورت حسی ووہمی کے
نشات تعلقی مین ممکن نہین اور نسبت اُن صورتون کے جو خیال ووہم سے حاصل ہوئی ہین اُن
حقائق کے ساتھ ایسی ہو جیسی نسبت مثل وخیالات کی ہو اعیان موجودات کے ساتھ پروے اشلہ

اُن مثالون سے الطف ہین جو جسمانیات مین متصور ہون اور وہ نور بصیرت سے جانین کہ وہ حقیقت
ماورائے خیالی صورتون اور وہمی معنیون کی ہی یہ گروہ اعاظم اولیا اور اساطین حکما کے ہین اور اس
مرتبے کے نزدیک ایک فریق ہی جو تعقل صرف سے عاجز ہے اور نہایت رسائی اُنکی معانی وہمیہ تک ہی پر
جانتے ہین کہ وہ حقائق اُن قیدون سے منزہ ہین اور وہ اپنے عجز و فریق اول کے رجحان معرفت کے
معترف ہین یہ گروہ اہل ایمان ہی اور اُس درجہ سے فروتر ایک گروہ ہی جو تصورات وہمی پر بھی قادر نہواور
پہونچ اُنکی مبدا و معاد کی پہچان مین خیالی صورتون سے آگے نہین پر وہ پہلے فریق کی ترجیح اور اپنے عجز
کا معترف ہی یہ گروہ اہل تسلیم ہی اور اُس جماعت کے درجے سے پائین تر کوتاہ نظرون کا فریق ہی جو محسوسات
کے مقام کے سوا دوسرے مرتبہ کو ہرگز تصور نہین کر سکتا وہ اسی ظاہری صورتون پر اکتفا کرتا ہی اُن لوگونکو
متضعفین کہتے ہین جبکہ ہر ایک شخص بقدر وسعت کے جہد و کوشش کرے اور اپنی اپنی استعداد کے
موافق مرتبہ نہایت کو پہونچے تو عقلا کے نزدیک بدنام نہو بلکہ وہ سب قبلۂ حقیقت کی طرف متوجہ ہین
جب صاحب شریعت علیہ افضل الصلوات واکمل التحیات تمام خلائق مین مبعوث ہین تو بے شبہہ بموجب
اُسکے کہ ہمین حکم کیا ہی جو آدمیون سے اُنکی عقل کے موافق بات کرین سب باتین اُنکی ایسی ہون کہ ہر
کوئی بقدر حوصلہ استعداد کے فائدہ وافر اُٹھاوے تا اپنے نفوس ناقصہ کی تکمیل کرنے کے لیے بحسب
اختلاف مدارج کے کافی ہو سکے اور زلال کمال کے پیاسونمین سے ہر ایک شخص اپنے اپنے ذوق و شوق
کے مطابق طلب کی پیاس بجھادے **شعر**

جو اس میخانے مین لاوے تو خم بھر لیوے فیضونسے	اگر جام ایک ہی لاوے سو اُس سے نہین پاوے

اسی سبب سے ہی کہ آیات اعجاز غایات کلام مجید کی اور احادیث ہدایت سمات حضرت خاتم النبیین کی
جنکی بنا احکام کی استواری اس مرتبے سے ہی جو شایبۂ انہدام کو اُسکے قاعدے کی طرف دخل اور پنجہ
انقطاع کے تئین اُسکے رشتۂ انتظام کی گرہ کھولنے کی طاقت نہین ہی کبھی بطریق محکم اور کبھی بطور متشابہ
کے وارد ہین اور معانی کی حقیقتون کو کبھی دقائق تنزیہی کے ضمن مین عقل قدسی کے نزدیک جو بازار
تجرید کا مبصر ہی ظاہر کیا اور کبھی صور خیالی واشباہ مثالی کے لباس مین عقل ظاہر بین کو دکھا دیا **بیت**

زندہ رکھتی جان و دل کو اُنکی خوبی کی بہار	رنگ سے ظاہر مین گو اور بو سے دل آگاہ کو

اور حکما بھی کبھی رحیق تحقیق اور زلال معانی کو قیاس برہانی کے کاسہ مین کرکے بزم طلب کے
بیٹھنے والون کے آگے دھرتے اور کبھی شربت معرفت کو مخیلات شعری کے پیالے مین ڈھال کر
تشنہ لبان نونیاز کو پلاتے ہین اور کبھی اقناعیات کے ساگ و سرکہ پر قناعت کرتے ہین تا ہر کسی کو
باندازِ قدرت کے ہدایت کرین ہرچند اُن فرقون کے درمیان اعتقادی صورتو نمین مخالفت ہی پر
امر اجمالی مین شریک ہوتے اور مدبر فاضلہ کے تحت مغلوب ہو رہتے ہین اُنکے درمیان تعصب عناد
نہین ہی اور بحکم مدبر کے اس کمال کی طرف متوجہ ہونے کے لیے جسکی استعداد رکھتے ہین ایک دوسرے کو
قوت پہونچاتا ہی پر مدینہ فاضلہ کے رکن پانچ فریق ہین اول فضلا یہ وے فریق ہین کہ شہر کی تدبیر
اُنسے درست رہتی ہی مراد اُنسے علماے عامل اور حکماے کامل جو قوت ادراک سے ہنتی ہی اپنے بنی نوع
پر رکھتا ہین صناعت اُنکی حقائق موجودات کی پہچان ہی دوسرا صاحب زبان یہ وہ لوگ ہین کہ
عوام الناس کو کمال انسانی کی طرف دعوت کرین اور پند و نصیحت سے اُنھین بُرے کامون سے
بچا دین اور اُنکے عقائد بہ اجمالی کو قیاسیات جدلی و خطابی اور شعری کے سبب انحراف سے محفوظ
رکھین صناعت اُنکی علم کلام فقہ اور خطابت و شعر ہی اور مانند اسکے تیسرا مقدر لوگ یہ وہ لوگ ہین جو
قوانین عدالت کی میزانون کو شہر کے درمیان قائم رکھین اور چیزون کے مقدار کا معلوم کرنا اُنکی راے
پر موقوف رہے اُنکے فن کو حساب و استیفا و ہندسہ اور طب و نجوم کہتے ہین چوتھا جہاد کرنیوالے یہ وہ گروہ
ہین جو ملک کو زبردست دشمنون کی شورش سے محفوظ رکھین اور گھاٹی کا بند اور قلعونکی نگہبانی اُنکے
کف کفالت سے علاقہ رکھے اُنکی صناعت کو شجاعت اور فراست یعنی دانائی کہتے ہین پانچوان ارباب اموال
یہ وے فرقے ہین جنسے ان فرقونکی لباس و غذا کی ترتیب منتظم ہو خواہ معاملہ اور حرفے یا خراج کی جہت سے وہ لوگ
اہل حرفہ کہلاتے ہین ولیکن عدالت کا مقتضا یہ ہی کہ اُن فرقو نمین سے ہر ایک فریق بلکہ ہر شخص کو اُسکے مرتبے
کے موافق رکھے اور چاہیے کہ ایک ہی شخص کو ہر پیشے مین مشغول نہ کرے کیونکہ یہ سبب ہی اُسکے انتشار طبیعت کا
اور یقین ہی کہ وہ کسی ہنر کو کمال معتدبہ کو پہونچا نہ سکے گا اسلیے کہ ہر ایک صنعت کے حاصل کرنیکو ایک وقت معین اور
قصد خاص چاہیے اور جب وقت اُسکا قصد دون پر بٹ جائیگا تو سب ناقص رہ جائینگے جیسے کہا ہی کہ
جنسے سب ڈھونڈھا کچھ نہ پایا اور اگر کوئی ایک ہنر جانے اُسے جو مفید اور بہتر ہو بلکہ جسمین اُسکی

رسائی خوب ہو اسمین مشغول اور دوسرے پیشون سے موقوف رکھنا بہتر ہوتا ایک ہی کام کو اچھی
اور باریک بینی سے سرانجام دے اسلیے کہ یہ طریقہ انکی بہتری کے بندوبست کیلیے مفید ہی اور ان
فرقون کے سوا جو آدمی ہین سو مدینہ فاضلہ کے ارکان سے باہر ہین پر بعضے انمین سے جو قابل
فضیلت کے ہین ان جماعتون کیلیے آلات وادوات کی مثال ہین شاید کہ فاضلون کی تربیت
سے کسی کمال کو پہونچین ورلا انھین جن کامون سے تمدن کی مصلحتین ہو سکین انمین مشغول
رکھا چاہیے اور انمین سے بعضے گیاہون کے برابر ہین جو کھیتون اور باغون مین پیدا ہوتی ہین
اسی سبب انھین ثوابت کہتے ہین اور انکی پانچ صفتین ہین ایک مرائی جو افعال فضلا اور انکے
شعار کو اختیار کرے اور بزرگون کے لباس سے ملتبس ہو تا اس لباس تلبیس کے سبب ہوا و حرص
نفسانی اور اغراض دنیاوی کے درپے رہے دوسرے محرف جسکی طبیعت مین رذیل صفتون کی
خواہش ورغبت غالب ہو بنا بر اسکے ملت مذہب کے قاعدون کو حیلہ و تاویل سے چاہے کہ اپنی
خواہش طبیعت کے موافق بنالیوے تیسرے باغی کہ بادشاہ عادل کے احکام سے جنکی اطاعت
وانقیاد کا رشتہ تمام خلائق کی گردنون سے لگا ہوا ہے سر پھیرے اور دوسرے بادشاہ پر اتفاق
کرے سب کے اوپر شرع وعقل کی رو سے اس فرقے کو دفع کرنا لازم وواجب ہی چوتھے مارق کہ
بسبب قصور فہم کے مذہب کے آئین اور حکمت کے قانون سے واقف نہو اور انکو دوسرے معنون
سے تعبیر کرکے سیدھی راہ سے منحرف رہے لیکن اگر یہ انحراف راسخ نہو اور خطا وحسد سے خالی
رہے انکے ہدایت پانے کی امید ہی پانچوین مغالط جو حقیقت مین نہ پہونچکر جاہ ومال کیلیے جھوٹے
دعوون پر اقدام کرے اور ورع طمع کو بازار وقاحت مین لاکر دوکان خود فروشی آراستہ کرے
اور اپنے تئین داناؤن کی صورت مین عوام الناس کو دکھاوے حالانکہ وہ آپ ہی گمراہ ہے

یہی ہی جو کچھ اصناف ثوابت سے مشہور ہے

چوتھا لمعہ - ملک کے بندوبست اور بادشاہون کے آداب مین پہلے تمہید کے طور سے لکھا جاتا
ہی کہ درجہ شاہی حق سبحانہ وتعالی کی بڑی نعمتون مین سے ہی جو اپنی بے انتہا مہربانی کے خزانے سے
بعضے بندے پر عنایت کی ہی کون سا مرتبہ اسکو پہونچے کہ حضرت بادشاہون کا مالک اپنے بندون مین

سے کسی خاص بندے کو بادشاہی کے تخت خاص پر بٹھلا کر عظمت حقیقی کے انوار کی چمک اُسکے
احوال پر ظاہر کرے اور کافہ انام کے مراتب حقوق اُسکے حکم ورائے کے اوپر موقوف رکھے یہان
تک کہ ہر کسی کی چشم احتیاج اُسکی درگاہ عالی پر رہے حدیث مین آیا ہو کہ بادشاہ سایہ خدا ہو زمین
کے اوپر کہ ہر ایک مظلوم حوادث زمان کی آتش سے پناہ اُسکی لے پس شکر اس نعمت عظمی کا مراتب عدالت
کا نگاہ رکھنا ہی سب خلائق کے درمیان چنانچہ مضمون آیہ کریمہ کا کہ تحقیق ہمنے تیرے تئین زمین کے
اوپر بادشاہ کیا پس آدمیون کے بیچ براستی حکم کر اشارہ اُسکی طرف ہو پھر اس تمہید کے بعد لکھتا ہو کہ جیسے
مدینہ بحسب تقسیم اولی کے فاضلہ وغیر فاضلہ کی طرف منقسم ہوتا ہو سیاست ملکی بھی دو قسم ہین ایک سیاست
فاضلہ جسے امامت کہتے ہین وہ بندگان خدا کی بہتری کی تدبیر کرتی ہو اُنکے معاش ومعاد کے کامون مین
تا ہر کوئی اپنے اپنے کمال مین جو اُسکے لائق ہو پہونچے سعادت حقیقی بیشک اُسکی لازم ہو سکتی ہو اور حقیقت
کی رو سے یہ مدبر خلیفۃ اللہ اور ظل اللہ ہو پر اُسکی تکمیل کیلیے صاحب شرع کی پیروی کرنا لازم ہر آئنہ اُس
یگانہ عباد کے آثار برکت اور انوار ہدایت اکناف عالم کو پہونچین اور بمقتضاے اُسکے کہ **بیت**

دیکھے کو یاد رکھ تو اور سنئے کو چھوڑ دے	آگے کہان ہے قدر زحل آفتاب کے

اس فہم کی مثال روشن تر آفتاب عالم تاب سے اقبال صاحب زبان سلیمان مکان کا ہی کہ
ائمہ کشف وتحقیق کے اکابرون نے پیشتر سے اُسکے نیر اقبال کے طلوع ہونے کا مژدہ اس زمان خجستہ
آوان مین جو آج کے دن صبح صادق یوم تبلی السرائر کی یعنی اسرار خفی کے ظاہر کرنے کا روز ہی دیا اسلیے
کہ اس مدت قلیل کے بیچ وجوہ ملک ومذہب کو رونق اسقدر بخشا ہو کہ گروہ خلائق نے زمانے کے حادثے
سے گوشہ امن وامان مین آرام کیا اور باگھ و بکری ایک گھاٹ مین پانی پینے لگے اور باز ودراج نے ایک
مقام مین آرام کیا اللہ تعالی اُسکے آفتاب عدالت کو جسکے احسان کا نور تمام عالم کو پہونچا مدارج روز افزون
پر بلند کر کے آسیب زوال وصدمہ وبال سے محفوظ رکھے دوسری سیاست ناقصہ جسے تغلب کہتے ہین
اُسکے ارتکاب کرنیوالون کی غرض بندگان خدا سے خدمت لینا اور اُسکے ملکون کو ویران کرنا ہی لیکن
اُنھین دوام وقیام نہین ہے بلکہ مدت قلیل کے بیچ نکبت دنیاوی مین پہونچکر شقاوت ابدی مین مبتلا
ہو جاتے ہین اسلیے کہ بادشاہ ظالم کیسا ہی جیسے ایک بلند مکان کی بنا برف کے اوپر ڈالین ہر آئینہ بنیاد

اسکی عدالت الٰہی کے آفتاب کی تپش سے گل جائے اور وہ مکان گر پڑے اور بزرگان باریک بین جانین کہ ان ریزون سے زر کے جو بیچاری بڑھیا سے چھین لین گنج خسروی معمور نہ کر سکیے اور ٹڈی کے پانؤن سے جو کسی چیونٹی کے منھ سے لے لین دسترخوان سلیمان کا سامان کیونکر ہوا اور جس عود کے ساز کو مظلومون کے مال سے درست کرین حال اُسکا نالہ راز کے سوا کچھ نہین اور جس پیالہ شراب کو بیچارون کے خون دل سے بھرین ہنسی اسکی سوا اشک خونی کے اور خمار اُسکا سوا دُکھ اور درد کے کیا ہوا اور کسی فقیر کا اگر دلق چھین لین یقین ہو کہ اُس سے ذرہ دادُ دہی نہ بن سکے اور ایک چادر کہنہ سے جو کسی محتاج سے لوٹ لین مسند شاہی کا تکیہ نہ ہو سکے اور جو سپر یتیم بینوا کے مال سے بنا دین مانع تیر قضا نہو اور جس جوشن کو فقیرون کی وجہ معاش سے درست کرین دافع تیغ بلا نہو بلکہ زمانہ کے تیر حوادث سے اُس صاحب دولت نے امن پایا جسنے فقیران صافی دل پاک باطن کی پناہ لی اور مقصدون کی نہایت مین پہونچا اُس بلند ہمت کو میسر آیا جسنے سفر جانے اور مشکلون پر اقدام کرنیکے وقت مدرسہ کے رہنے والون اور خانقاہ کے بیٹھنے والون کی توجہ خاطر کو ہمراہ کیا اور تاج شاہی اُس مرد کے سر پر زیبا ہوا جسنے بے سروپایان تاج بخشش سے دعا ملک کی مانگی تخت جلوہ گاہ اُس شاہ کا ہوا جسنے تونگر دل فقیرون کے دروازے سے سوال فیض کیا بیت

در میخانے پہ رہتے ہین قلندر پیشے	چھینین اور دیوین جو بخشس افسر شاہنشاہی
سر دھرین اینٹ پہ اور پانؤن رکھین گردون پر	دستگاہ دیکھیے اور رتبہ صاحب جاہی

سعادت ازلی کے غیبیت کش گلگون خوشخرام شبدیز گام کے مقام مین اشہب صبح اور ادہم شام کو اُس صاحبقرانی کے طویلے مین باندھین جسکے بادپاے ہزیمت کا کوچ عاجزان شکستہ بال کی صلاح حال اور فراغ بال کی طرف رہے اور عنایت لم یزلی نے کمیت بادصبا اور سمند جہان پیما کے بدلے ابرش آفتاب اور نقرہ خنگ ماہ کو اُس گیتی ستان کے حلقۂ تسخیر اور رسن تقیید مین کیا جسنے معدلت درافت کے میدان مین خسروان عالی مقدار سے نیزۂ سبقت لیا اور اگلے بادشاہون کے تیغ احوال مین مصروف زمان ظل یزدان کی دولت روز افزون کا مشاہدہ اس مدعا کی تحقیق اور اس دعوے کی تصدیق کا شاہد عادل ہو اگر کوئی دیدۂ اعتبار کھولے اور آئینہ بینائی سے غبار غفلت کو دور کرے اور

صاحب سیاست فاضلہ قانون عدالت کا متمسک ہوکر رعایا کو فرزندون اور دوستون کی جگہ
جانے اور ہوا و حرص اور مال و دولت کی خواہش کو مقہور قوت عقلی کا کہے اور صاحب سیاست ناقصہ
قواعد ظلم پر اعتماد کرکے رعایا کو غلامون کی مثال بلکہ چارپایون کے برابر خیال کرے اور خود غلام حرص
و ہوا کا رہے جبکہ بمقتضاے اسکے کہ آدمی اپنے زمانے مین آبا و اجداد کے مشابہ ہوتے اور بادشاہ وقت
کے آئین پر چلتے ہین ہر شخص کو بادشاہ وقت کی سیرت خوش آتی ہے پر جب سررشتہ انتظام سلطان
عادل کے ہاتھ ہو تو سب کی خواہش عدالت اور فضیلت کے حاصل کرنے کی طرف ہے اور جو برخلاف
اسکے ہو تو لوگون کو دروغگوئی اور بدخوئی کا شوق آوے یہین سبب ہے کہ حدیث مصطفوی مین آیا
ہے کہ اگر بادشاہ عادل ہو اُسے ہر ایک نیکی کا جو رعیتون سے ظاہر ہو ایک حصہ پہونچے ظالم ہو تو
ہر بدی مین جو اُنسے صادر ہو شریک ہے اور حکیمون نے کہا ہے چاہیے کہ بادشاہ مین سات خصلتین
ہون پہلی علو ہمت و تہذیب و اخلاق سے حاصل ہوتی ہے دوسری رسائی عقل و فکر کی یہ نہایت
دانائی اور بہت تجربے سے ہاتھ لگتی ہے تیسری قوت عزیمت یہ عقل درست اور بڑی مضبوطی سے
میسر آتی ہے اور اُسے عزم الملوک و عزم الرجال کہتے ہین یہ تین چیزین تمام نیکی اور فضیلتون کے
حاصل کرنے کی اصل ہین نقل ہے کہ مامون بادشاہ کو اتفاقاً مٹی کھانے کی خواہش ہوئی اور اس سبب
سے فساد عظیم نے اُسکے مزاج مین دخل پایا جتنے طبیب حاذق اُسکے معالجے مین سعی و کوشش کرتے
کچھ فائدہ نہین کرتی ایک دن تمام اطباطب کی کتابون کو جمع کرکے فکر مین تھے کہ خاص ندیمون سے
ایک شخص وہان حاضر ہوا جب اُسنے احوال مشاہدہ کیا عرض کی کہ یا امیرالمومنین این عزمات الملوک
یعنی بادشاہون کے عزم کہان بادشاہ نے طبیبون کو فرمایا کہ اب احتیاج معالجے کی نہین
اسلیے کہ مین پھر اس کام کا اقدام کرون گا چوتھی مشکلون پر صبر کرنا اسلیے کہ صبر کشایش مطلب
کا وسیلہ ہے اور حدیث مین آیا ہے کہ جسنے کسی دروازے کو کھٹکھٹایا اور لجاجت کی دخل پایا
پانچوین بہادری چھٹی آدمیون کے مال مین طمع نہ کرے چھٹے لشکریون کی موافقت ساتوین نسب
اسلیے کہ یہ موجب اتفاق قلوب اور ہیبت و وقار کا ہے اگرچہ یہ خصلت ضروری نہین لیکن
اولی ہے پر بہادری اور فوج اُن چار خصلتون یعنی علو ہمت و عقل رسا و صبر و عزیمت سے

حاصل ہوتی ہے پس یہ چار عمدہ ترین خصائل ہین الحمدللہ کہ حضرت بادشاہ دین پناہ کی ذات مین
یہ صفتین تمام موجود ہین اسلیے انتہا مراتب ابہت و اجلال کو پہونچی ہی جبکہ سابق تمہید ہو چکی کہ
بادشاہ طبیب عالم ہے اور طبیب کو مرض اور اُسکی علامتون کی پہچان اور اُسکے دوا کرنے کی
کیفیت شناسی سے چارہ نہین ہے پس ہر آئنہ سلطان پر واجب ہے کہ بادشاہت کے مرض
اور اُسکے علاج کے طریقے سے واقف ہے جبکہ تمدن عبارت ہے ہر طرح کے آدمیون کے
مجتمع ہونے سے تو جبتک ہر ایک اُن فرقون مین سے اپنے اپنے رتبے کے موافق ہے اور
جسکا جو پیشہ ہے اُسمین شغل رکھے اور وجہ معاش کی جہت سے بھی حسب مدارج کے فراغت ہو
تو بے شبہہ مزاج عالم کا روش اعتدال پر رہے اور امور بادشاہت کے منتظم ہون اور جسوقت
اس طریقے سے انحراف کرے ہر آئنہ اختلاف کی طرف منجر ہو جاے جو سبب ہو رابطہ الفت
ٹوٹ جائے اور اس سے خلل و فساد روے زمین پر برپا ہو اس لیے کہ مقرر ہے اصل ہر دولت کی
اتفاق اُس جماعت کا ہے جو معاونت کے لیے شخص واحد کے اعضا کے برابر ہے کیونکہ اس
صورت پر ویسا ہوا جیسے کوئی دنیا مین پیدا ہوا اور قوت تمام لوگون کی رکھے اور ہرگز کوئی منفرد
اُسکا مقابلہ نہ کر سکے اور بہت لوگ بھی اگر مختلف الراے ہون اُسپر غالب نہو سکین مگر جب اُنکے
درمیان اسی طریق سے تالف پیدا ہو تب اس شخص کے داور کے برابر ہون جسکی قوت جماعت
کے زور سے زیادہ ہے اور کوئی کثرت بدون وحدت تالیفی کے انتظام نہ پالے وہی وحدت
عدالت ہے چنانچہ سابق مذکور ہوا پس جب تک بادشاہ قانون عدالت پر چلے اور آدمیون
کے ہر فرقے کو اُسکے مرتبے کے موافق رکھے اور اُنھین ظلم و تعدی اور زیادہ طلبی سے منع کرے
تو سررشتۂ بادشاہت کا مضبوط رہے اور جو برعکس اسکے ہو تو ہر گروہ کے تئین اپنے اپنے نفع
و منفعت کی خواہش غالب ہو اور غیرون کے ایذا دینے پر کمر باندھین اور بہ سبب افراط و
تفریط کے رابطہ الفت کا ٹوٹ جائے تجربے سے معلوم ہوا ہے کہ جو دولت ارباب دول
کے پاس رہی اُنھون نے جبتک خصلت عدالت کی اختیار کی ترقی پر رہی پھر جسوقت ظلم
و مخالفت اُنکے درمیان غالب ہوئی ہاتھ سے جاتی رہی اسلیے کہ سابق تقریرون کے مطابق

اہل زمان بادشاہون کی چال اختیار کرین پس جب بادشاہ اور اُسکے ملازم ظلم و بدعت
کی سعی کرین تو ہر شخص کے دل مین ادعا ظلم کا جو خلقت مین پوشیدہ ہے حرکت مین آوے
اور خواہش تعدی کی کرے جیسے اگلی تقریر سے ثابت ہوئین کہ وحدت تغلب کے ساتھ باقی
نہین رہتی پس بے شبہہ یہ طریق مزاج عالم کے بگڑ جانے کا سبب ہے اسی واسطے کہا ہے کہ
ملک کفر کے ساتھ آباد رہے اور ظلم سے ویران ہوجاے اور حکیمون نے کہا ہے کہ دولت کو دو
چیزون سے محفوظ رکھ سکے ایک الفت و اتحاد سے دوستون کے بیچ دوسری جنگ و جدل
سے دشمنون کے درمیان اسلیے کہ جب مخالف آپس مین مشغول رہین اُنھین اور قصد کی فرصت
نہ رہے اور اسی واسطے جب سکندر بادشاہ دارا کے ملک پر غالب ہوا عجم کی فوج بیشمار تھی
سوچنے لگا کہ اگر اُنکو چھوڑ جاے مبادا سب اتفاق کرین پھر اُنکا دفع کرنا متعذر ہو اور جو اُنکی
بیخ کنی کرے تو ملت و مروت کے قاعدے سے بعید ہے حکیم ارسطاطالیس سے مشورت پوچھی
بولا کہ اُنھین متفرق کردے اور ہر ایک پر حکومت و ریاست جدا جدا موضع کی مقرر کرتا آپسمین
بگڑ جائین اور تو اون کے شر سے محفوظ رہے سکندر شاہ نے اُنکو طوائف الملوک کردیا اور
اُسوقت سے اردشیر بابک کے عہد تک کسی کو ایسا اتفاق جو بہ سبب اُسکے شورش کرسکے
میسر نہ ہوا اور سلطانون کو چاہیے کہ اصناف خلق کو ہموار رکھین تا اعتدال تمدن کا حاصل
ہو اور جیسے مزاج ترکیب عناصر کا اُنکی ہمواری سے اعتدال پر رہے ویسے اعتدال مزاج تمدن
کا چار صنعتون کی ہمواری سے متصور ہے پہلے اہل علم جیسے فقیہ عالم قاضی نویسندے
محاسب مہندس منجم طبیب شاعر جنکے قلمون کی مدد سے ارکان دین و دنیا کے مستحکم اور وہ
آب کی مثال ہین چار عنصر مین اور یقین ہے کہ جو مناسبت آب و علم کے درمیان ہے داناؤن
کے نزدیک آب صاف سے صاف ہے بلکہ آفتاب سے روشن تر ہوسکے دوسرے اہل تیغ جیسے
پہلوان و سپاہ اور قلعون کے نگہبان اور گھاٹیون کے بند کرنیوالے ہین کیونکہ خلائق کی بہبود
بغیر اُنکی تیغ خونخوار کے متصور نہین اور اسباب بغی و فساد کے بدون اُنکی آتش قہر کے خاکستر
نہ ہون اور وہ آتش کے برابر ہین وجہ مشابہت کی یہان ظاہر اس مرتبے سے ہے کہ محتاج

بیان کانہین اسلیے کہ آتش کو چراغ سے ڈھونڈھنا داناؤن کا کام نہین ہے تیسرے اہل
معاملہ جیسے سوداگر اور صاحب مال وہنر اور پیشے والے کہ اُنکے سبب سے کھانے پینے کی
چیزین اور ہر قسم کے تحائف موجود ہون اور دور و دراز کے رہنے والے اقسام اقسام کے طعام او
طرح بطرح کی چیزون سے فائدہ اُٹھاوین مناسبت انکی ہوا کے ساتھ جو نباتات کی نشو و نما کی
ممد اور روح حیوانی کی مفرح ہے اور اُسکے توجہ و جنبش کے وسیلے سے ہر طرح کے تحفے اور نفیس
چیزین سامعہ کی راہ سے بنی انسان کے دار الخلافہ مین پہونچتی ہین نہایت ظاہر ہے چوتھے
اہل زراعت (زراعت کرنیوالے جیسے چاسی اور دہقانی اور کشاورز) جو نباتات کی تدبیر
کرنیوالے اور قوت لابدی کے پیدا کرنے والے ہین اور بے اُنکی سعی و تردد کے اسباب زندگانی
ممکن نہین حقیقت مین یہ لوگ معدوم کے موجود کرنے والے ہین اسلیے کہ اور فرقون کی قدرت
کسی چیز کے موجود کرنے مین نہین ہے بلکہ ایک موجود کے تئین کسی سے کسی کو یا کہین سے کہین
پہونچاتے یا ایک صورت کو دوسری صورت مین لاتے ہین مشابہت انکی خاک سے جو آسمانون
کی سیر کرنے والون کا قبلہ اور مظہر ہے انوار عالم پاک اور عجائب مصنوعات الٰہی کا ازبسکہ
واضح ہے اور جیسے مرکبات عنصری مین چار عنصرون کے کسی عنصر کی قدر واجب مین تفاوت
پڑنے سے زوال اعتدال اور اختلال ترکیب کا موجب ہوتا ویسے اجتماع مدنی مین بھی ان
صفتون مین سے بعضے کے غالب ہونیسے سر رشتہ بند و بست کا ٹوٹ جاتا اور ہر طرح کا خلل او
فساد برپا ہوتا ہے لیکن اُن چارون فریق کے ہموار کرنے کے بعد چاہیے کہ ہر ایک شخص کے احوال پر نظر
کرے اور مرتبہ ہر ایک کا بقدر استحقاق کے معین کردے اور دوسری وجہ سے فرقے آدمیون کے پانچ
ہین پہلے وہ لوگ ہین کہ بالاصالت نیک ہین جنکا احسان اُنکے غیر کی طرف پہونچتا ہے جیسے شریعت
کے علما اور طریقت کے مشائخ اور حقیقت کے عارف لوگ یہ فریق مقصود ایجاد کا اور خلاصہ عیان
کا ہے اور فیض ازلی کی جاے ورود اور عنایت لم یزل کی فرودگاہ یہی لوگ ہین اور دوسرے

فریق اُنکے طفیل سے ہستی کے مہمان خانے مین آئے ہین بیت

خدا کے لطف اور احسان کے گھر مین	وے ہین مہمان اور عالم طفیلی ا

حکیمون نے کہا ہے بادشاہ کو لازم ہے کہ اس فریق کو اورون کی نسبت مرتبہ قربت منزلت سے سرافراز فرمائے اور انھین سب کے اوپر حاکم کرے اور کہا ہے کہ جب ارباب علم و دانائی درگاہ بادشاہی مین مجتمع رہین اسکی ترقی دولت اور ترفع حشمت کا آثار ہو نقل ہے کہ حسن بویہ اپنے وقت مین ملک ری کا ولیعہد اور حکما اور علما کی خواہش مین اپنے زمانے کے بادشاہون سے ممتاز تھا کسی وقت روم کے اوپر چڑھائی کی اور شروع جنگ مین لشکر اسلام کی فتح ہوئی اور کافرون پر نہایت غلبہ ہوا بعد اسکے تغیر اہل روم کا شائع ہو گیا اطراف سے فوج جمع کر لشکر عراق کی طرف متوجہ ہوئے اور وہ ہٹ گئے اور بعضے اسیر زنجیر ہوئے بادشاہ روم کا بیٹا اور بندیون کو اپنے آگے بلایا انکے درمیان ایک شخص ابو ناصر نام اہل ری سے تھا جب معلوم ہوا کہ وہ ری کا باشندہ ہے کہا کہ تیری معرفت ایک پیغام کہون تو اپنے بادشاہ کو پہونچادے بولا البتہ مین خدمت مین حاضر ہون کہا حسن بویہ کو جا کر کہہ کہ مین قسطنطنیہ سے اس ارادے کے ساتھ آیا ہون کہ عراق کو خراب کرون لیکن جس وقت تیرے احوال سے مین نے تفحص کیا معلوم ہوا کہ تیرا نیر اقبال ابتک اوج کمال کا متوجہ ہے اور مدارج اقبال پر ترقی اسلیے کہ جسکا آفتاب دولت حضیض زوال اور مغرب کی طرف جائے اسکے درگاہ کے مقرب ایسے ایسے حکیم عالی مقدار اور فاضل نامدار جیسے ابن عمید و ابو جعفر خازن و علی بن قاسم و ابو علی تیاعی تر ہین کیونکہ ایسے لوگون کا اکٹھا ہونا تیرے پاس ان فیقون کا رہنا تیرے دوام اقبال اور زیادتی جاہ و جلال کی دلیل ہے اسی واسطے مین تیرے ملک کا متعرض نہوا دوسرے وہ آدمی ہین جو بالاصالت نیک ہونے پر نیکی انکی اور ونکو نہین پہونچتی ہے مرتبہ اس فریق کا پہلے گروہ سے ادنی ہے اسلیے کہ جمال کمال انکا ارشاد و اکمال کے خال سے آراستہ اور اخلاق الہی سے مخلع ہے یہ جماعت اگرچہ حلیہ کمال سے محلی ہے لیکن درجہ تکمیل سے قاصر اس طبقے کو معزز رکھنا ہے اور رزق و کفاف سے خاطر جمع تیسرے وہ لوگ ہین کہ وہ نہ بالاصالت نیک ذات ہین اور نہ بدذات اس فریق کو سایہ امن و امان مین مامون اور نظر مہربانی کا منظور رکھنا ضرور ہے تا فساد استعداد سے محفوظ رہین اور بقدر وسعت کے کمال مناسب کو پہونچین چوتھے وہ اشخاص جو شریر ہین لیکن کسی کو ایذا نہین دیتے ہین اس جماعت کی تحقیر و اہانت کرنی اور زجر و ملامت اور وعظ و نصیحت سے انھین بدکامون سے

بچا رکھنا واجب ہے پانچوین وہ ہین جو اپنی اصل سے موذی اور بدذات ہین لوگون کے ایذا دینے کی
فکر مین رہتے ہین یہ فریق بدترین خلائق اور طبقہ اولیٰ کے مقابل ہے جنکی اصلاح کی امید ہو انکو مودب
اور مہذب کرنا چاہیے اس جماعت مین سے اور جنکی اصلاح کی توقع نہین اور شرارت اُنکی شائع
نہو بادشاہ اپنی رائے صحیح کے موافق اُنکے ساتھ مدارات فرمائے اور جو بدذاتی اُنکی نشر پائے اُنکی
شرارت کو دفع کرنا جس طریق سے بہتر و مناسب ہو شرعاً و عقلاً واجب ہے اور دفع شر کا ایک
طریق حبس ہے وہ عبارت اس سے ہے کہ اہل شہر کی آمیزش سے موقوف کر دے دوسرا قید وہ منع
کرنا کاروبار سے ہے شہر کے بیچ تیسرا نفی وہ شہر کی آمد و رفت سے موقوف کر دینا اگر ان وجھون سے
مندفع نہو حکیمون نے اُسکے قتل کرنے مین اختلاف کیا ہے اور اُنکے اقوال مین سے ظاہر تر قول
یہ ہے کہ اس عضو کے کاٹ ڈالنے جو سبب شرارت کا ہے جیسے ہاتھ پانوٗن زبان یا اُسکے حواس
مین سے کسی حس کو موقوف کر دینے پر اکتفا کرین لیکن حق یہ ہے کہ اس امر مین شریعت حق کی
تبعیت کرنی ضرور ہے اور قتل و قصاص مین سے برمحل حدود شرعی پر اقدام کرنا واجب ولیکن
حد واجب کی زیارت سے محترز رہے چنانچہ کلام مجید مین آیا ہے کہ جو شخص خدا کی حدون سے تجاوز کرے
پس تحقیق اُسنے اپنے اوپر ظلم کیا اور قتل کو اپنا شغل کرنا نہ چاہیے اور اگر کوئی شرعاً مستحق اُسکا ہو
تو رحم بھی نہ کیا چاہیے چنانچہ فرمایا ہے کہ رحم نہ آوے تمھین بہ سبب اُن دونون کے خدا کی دین مین اسلیے
کہ جیسے طبیب باقی اعضا کی درستی کیلیے کسی عضو کا کاٹ ڈالنا جائز بلکہ واجب جانے بادشاہ
جو طبیب عالم کا ہے مدبر اول تعالیٰ شانہ کے حکم سے کبھی عوام بنی نوع کی بہتری کے واسطے
اُنمین سے کسی کے قتل کرنے کو مناسب جانے پھر شرائط ہمواری کی رعایت کرنیکے بعد اُنکے مراتب
کو تقسیم خیرات مین محفوظ رکھا چاہیے پر خیرات کی تین قسمین ہین سلامت و اموال و کرامت اور ہر ایک
کے واسطے بنظر استحقاق کے اُنمین سے ایک ایک حصہ ہے جسکے نقصان کرنے سے اُسکے اوپر ظلم اور
زیادہ کرنے سے شہریون پر جور ہوتا ہے اسلیے کہ کسی کو بے زیادتی استحقاق کے اورون پر فائق
کر دینا اُنکے اوپر ستم ہے اور کبھی نقصان کرنے سے بھی شہریون پر ظلم لازم آتا ہے اسلیے کہ جب مستحق کو
اُسکے رتبے سے گھٹا دین تو بے شبہہ اُسکا اور دوسرے مستحقون کا دل ٹوٹ جائے

پھر اسکے سبب انتظام ملکی مین خلل پڑے اور تقسیم خیرات کے بعد بقدر استحقاق کے محافظت اسکی اُنکے لیے کرنا واجب ہے اسطور پر کہ جبکا جو حق اِس خیرات مین سے ہے نہ چاہیے کہ اس سے زائل ہوا اور زوال کے بعد بھی عوض اُسکا محل استحقاق سے اُسکو دین اس طور سے جو شہر یون کے ضرر پر مشتمل نہ ہو اور اہل شہر کے عقوبت کرنے مین حد جور سے احتراز کیا چاہیے طریق اُسکا یہ ہے کہ ہر گناہ کے موافق عقوبت اُسکے لائق ٹھہراوے اگر چھوٹے گناہ کے مطابق بڑی عقوبت کرے تو گنہگار کے اوپر ظلم ہوتا ہے اور جو بڑے گناہ کیلیے تھوڑی عقوبت کرے تو ظلم شہریون پر ہو حکیمون سے بعضے اسپر ہین کہ ظلم ہر ایک شخص پر بھی گویا شہر کے سب رہنے والون پر ظلم ہے پس مظلوم کے معاف کرنے سے عقوبت ساقط نہین ہوتی اور مظلوم کے عفو کرنیکے ساتھ بادشاہ کو جو والی اور مدبر کل کا ہی عقوبت کرنا ظالم کا جائز ہے بعضون نے برخلاف اسکے کہا ہے جب غرض اِس منازعت کی شریعت کے حکیم عادل یعنی سید الانام علیہ وعلی آلہ التحیۃ والسلام کے حکم پر مبنی ہے تو اسوجہ سے فیصل کیا جاہیے کہ جو حدود اللہ کی جنس مین سے ہو جیسے چوری زناکاری اور رہزنی کی حد عفو سے ساقط نہین ہوتی بلکہ بادشاہ پر اقامت اسکی واجب ہے اور جو حق الناس کی قسم مین سے ہو اگر وہ قصاص یا حد وقوف ہے معاف کرنے سے ساقط ہو جاے اور اگر تعزیرات کی قسم سے ہو جیسے ضرب و ایذا و اہانت کی صورتون مین اکثر ائمہ محققین مذہب شافعی رحمۃ اللہ علیہ کے اسپر ہین کہ باوجود عفو مستحق کے بادشاہ کے تئین تادیب کیلیے تعزیر اسکی پہونچتی ہے اور یقیناً حکمت اسکی یہ ہے کہ شر مین سے بعضا ایسا ہوتا جسکا ضرر اہل شہر کو پہونچے جیسے زنا اور چوری اور مانند اُسکے ایسی اشال مین غفلت کرنی موجب اختلال انتظام کا ہے اسلیے عفو کی تاثیر اسمین نہین اور بعضا ایسا ہے کہ مخصوص ایک ہی شخص سے ہوتا اور اُس سے غیر کی طرف تجاوز نہین کرتا جیسے گالی دینی پس ہر آئنہ جسے گالی دی ہے اسکی طلب عفو پر موقوف رہے اور جس شر مین غیر کی طرف متجاوز ہونے اور نہونے دونون کا احتمال ہو وہ سلطان کی فکر و راے سے تعلق رکھتا ہے یا اپنی راے صائب کے موافق جو لائق و مناسب ہو عمل مین لاوے یہین سے ہے کہ اگر مقتول کا کوئی وارث خاص نہ رہے وراثت اسکی بیت المال سے علاقہ رکھتی اور حکم اُسکا مصلحت بادشاہی پر موقوف ہے چاہے قصاص

کا حکم دے چاہے عفو کرے اور رعایت عدالت کی اُسوقت منتظم ہو جب سلطان خود رعیتون کے
احوال پر نظر مہربانی کرے اور ہر ایک کو رزق وکفاف بقدر حق کے عنایت فرمائے تحقیق اس بات
کی اس طور سے ہوسکتی ہے کہ رعایا اور مظلومون کی آمد ورفت کی احتیاج کے وقت بادشاہ
کے حضور تک رہے اگر سب وقت میسر نہ آوے تو ایک دن ارباب احتیاج کے لیے بار عام مقرر
کردے کہ ہر کوئی اپنا اپنا مطلب روبرو جاکر عرض کرے اور عجم کے بادشاہون کا ایک وقت
معین تھا اور اُسمین عوام خلائق کو بار عام ہوتا حضرت رسالت پناہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
نے فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ جس کسی کو اہل اسلام کے کسی کام کا والی کرے پھر وہ ارباب احتیاج
اور مظلومون کے اوپر دروازہ مونددے تو حق سبحانہ وتعالیٰ احتیاج کے وقت دروازہ رحمت
کا اُسکے اوپر بند کرے اور اپنے لطف ومہربانی سے اُسکو محروم رکھے اور امیر المومنین عمر ابن خطاب
رضی اللہ عنہ جسے کسی امر کی حکومت تفویض فرماتے اُسے نصیحت کرتے کہ احتیاج والون سے
جی نہ چھپائے اور اُنکے آگے دروازہ نہ مونددے اور حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ نے
دعا مانگی ہے اَللّٰھُمَّ مَنْ وَلِیَ مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَرَفَقَ بِھِمْ فَارْفُقْ بِہٖ وَ مَنْ وَلِیَ
مِنْ اَمْرِ اُمَّتِیْ شَیْئًا فَشَقَّ عَلَیْھِمْ فَشُقَّ عَلَیْہِ اور اخبار مین آیا ہے کہ فرعون مین ساتھ
اتنی نافرمانی وکفران کے دو خاصیتین اچھی تھین ایک یہ کہ دروازہ بار عام کا کشادہ رکھتا اور
ارباب حاجت کو اسکی ملاقات جلد میسر ہوتی دوسری بخشش وکرم کے زیور سے آراستہ اور کرم کے
باب مین مبالغہ اُسکا ایسا تھا کہ روایت ہے بنی اسرائیل مین سے ایک عورت کے فرزند ہوا اور
وہ کھانے جو اُسوقت کے مناسب ہین باورچی خانے مین موجود نہ تھے جب اس بات سے مطلع ہوا
اور اُسکے قہر کی آگ دہکی اور باورچیون کو تنور غضب مین خاکستر کیا بعد اُسکے مقرر کردیا کہ ہر روز اقسام
طعام عوام الناس کے لیے بجا رہون یا تندرست تیار رہین اور ہر شخص کے موافق طعام پہونچایا کرین
جب جلال الٰہی کا طوفان غضب اُٹھنے لگا اور مشیت ازلی نے اُسکی بیخ کنی کا قصد کیا بمقتضائے اس
آیۂ کریمہ جسکے معنی یہ ہین کہ تحقیق اللہ تعالیٰ نہین تغیر کرتا ہی اُس چیز کو جو قوم مین ہے مگر جب تغیر دین
قوم اُس چیز کو جو اُنکے نفسون مین ہے دونون خاصیتین برخلاف اُسکے ہوگئین پھر بے نیازی

اسکی اس مرتبہ کو پہونچی کہ چ روز روشن کے مانند اندھیری رات کے پردے کے درمیان چھپا
اور عنقا مغرب کے مانند گوشۂ غروب مین بلکہ خفاش ہنر کی مثال ادبار کے کونے مین پوشیدہ
ہوا بغیر لجیس اور اسکے لشکر کے کسی کو قدرت ملاقات کی نتھی چنانچہ حضرت موسیٰ علیہ السلام جب
خلعت تکلم سے مخلع ہوئے اسی رات خدا کے حکم سے اسکے دروازے پر آئے ایک برس تک وہان
تھے ملاقات میسر نہوئی ایک دن اسکے ندیمون مین سے کسی نے بطریق استہزا اسکے عرض کی کہ
ایک صورت عجیبی سمور خ ہوئی ہے ایک شخص اس طور پر دروازے مین کھڑا ہے اور کہتا ہے کہ
خدا نے مجھے بھیجا ہے اور کوئی ایک پیغام رکھتا ہون فرعون نے کہا اُسے بلوایا چاہیے کہ اسکے ساتھ
ہنسی اور مسخرہ کرین جب حاضر کیا بعد اس مناظرے کے جس سے کلام حقائق اعلام ظاہر ہوئے
تھے ہر چند بیضا کے معجزے سے کام صیقل کا کرتے تھے لیکن اُسکے دل آہنین سے زنگار شرک
دور نہین ہوا اور باوجود ثعبان مبین کے جو گنج ایمان کی طرف راہ بتاتا تھا راہ پر نہین آتا بلکہ ہر لحظہ
سانپ کی مثال ہر ایک سوراخ سے سر نکالتا یہان تک کہ کام اسکا عاقبت خرابی کی طرف آیا اور
خاتمہ بد کو پہونچا اور بخل اُسکا اس درجے کو پہونچا کہ بیدن کراما کاتبین کے اُسکے کھانے پینے
کی خبر نہین ہوئی اور سوا کسی کے کوئی اُسکے دسترخوان پر نہ بیٹھتا یہان تک کہ مورخین معتبر نے
تاریخ کی کتابون مین لکھا ہے کہ جس دن موسیٰ علیہ السلام نے حکم الٰہی سے بنی اسرائیل کے ساتھ مصر
سے کوچ کیا اور فرعون اُنکے پیچھے چڑھ دوڑا اسکے تمام باورچی خانے مین بغیر ایک گوسفند کرکین
کے ذبح نہین ہوا تھا اور اسکے جگر سے غذا مقرر کی اور گوشت شیلان یعنی عشا کے لیے رکھ دیا
کہ معاودت کے بعد اپنے خواص کے ساتھ تناول کرے حالانکہ مالک دوزخ نے اُسکے اور اُسکے
لشکریون کے لیے شربۂ قوم سے ماحضر ترتیب دیا تھا حکیمون نے کہا ہے کہ بادشاہ کو تین چیزون
کی رعایت کرنی ضرور ہے اول ملک و خزانے کو آباد رکھنا دوسرے رعیتون پر رحم و مہربانی کرنی
تیسرے یہ کہ بڑے کام چھوٹے آدمیون کو فرمائش نکرے کسی آل ساسان سے پوچھا کہ تیرے
خاندان سے چار سو برس کی دولت کے جانے کا کیا موجب تھا بولا کہ معظم امور جو عقلا کے لائق
تھے ادنی لوگون کے حوالے کیے کہتے ہین کہ بنا عدالت کی مضبوطی دس قاعدے پر ہے ایک وہ ہے کہ

جو قضیہ روئداد ہو فرض کرے کہ خود رعیت ہے اور دوسرا بادشاہ پس جو اپنے اوپر گوارا نہ جانے
رعایا پر جائز نہ رکھے دوسرا یہ کہ ارباب احتیاج کے انتظار کا روادار نہو اور اُسکے خطرے سے ڈرا کرے
حکیم ارسطاطالیس نے سکندر کو کہا کہ اگر تو اعانت خدا تعالیٰ کی چاہتا ہے تو داد خواہون کی داد
کرنے مین سرعت کر تیسرا یہ کہ اپنی اوقات کو شہوت و لذت جسمانی مین مصروف نہ رکھے کیونکہ ویرانی
ملک کے سببون مین بڑا سبب یہی ہے بلکہ فراغت و راحت کے وقتون سے کچھ تدبیر ملکی اور رعیتون
کی بہتری مین صرف کرے کوئی حکیم کسی بادشاہ کو نصیحت کرتا تھا کہ خواب غفلت مین نہ رہا کر کہ مظلوم
سر نہ اُٹھائے اور کوئی تیری شکایت خدا کے نزدیک نہ لیجائے اور اتنا مت سو کہ تیری عمر برباد ہو جائے
اسلیے کہ دولت اور عمر دھوپ کے برابر ہے کہ صبح کو ایک دیوار پر اور شام کو دوسری دیوار پر ہوتی ہے
اور ایسا کر کہ تو دنیا کو کھاوے نہ تیرے تئین دنیا کھاوے چوتھا یہ کہ سر رشتہ کار و بار کا رفق و مدارا
پر رکھے اور نہ غصہ اور ناک چڑھانے پر پانچوین خدا کی رضامندی خلق اللہ کی دلجوئی مین
ڈھونڈھے چھٹا خوشنودی خلق کی مخالفت مین خالق کے نہ چاہے ساتوین یہ کہ جب اُس سے
حکم چاہین عدالت کرے اور جسوقت مہربانی طلب کرین عفو کر دے اسواسطے کہ خلائق پر مہربانی
کرنا حق تعالیٰ کی رحمت کا سبب ہے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ بخشش کرنیوالون کو خدا بخشتا
کرتا ہے اہل ارض کے اوپر رحم کرو تو اہل سما تم پر رحم کرین آٹھوان وہ ہے کہ اہل حق کی صحبت کا خواہان
رہے اور پند و نصائح سے آزردہ نہو نوان یہ کہ ہر شخص کو مرتبہ استحقاق پر رکھے دسوان اُسپر اکتفا
نہ کرے جو آپ ظلم نہین کرتا بلکہ ایسی تدبیر ٹھہراوے کہ عملے اور لشکری اور رعایا مین سے کسی کو مجال
ظلم کا نہ ہے اسلیے کہ بموجب اسکے کہ تم سب نگہبان ہو ہر کوئی پوچھا جائیگا اپنی رعیت سے جو فساد
ملک مین برپا ہو بواسطہ اسکے کہ تدبیر ملک کی اسکے ہاتھ تھی اُس سے پوچھین گے اور اخبار مین
آیا ہے کہ امیر المومنین عمر ابن عبد العزیز کو کہ نہایت عدالت اور از بسکہ تقویٰ اور طہارت مین
موصوف تھا چنانچہ اُسے خلیفہ خامس کہتے تھے بعد وفات کے خواب مین دیکھا اُسکے حال سے
سوال کیا کہا کہ ایک برس تک مجھے ورطہ حجاب مین ڈال رکھا بسبب اُسکے کہ ایک پل کے اوپر
گڑھا پڑ گیا تھا کسی بکری کا پانوٴن اُسمین آگیا اور زخمی ہوئی میرے تئین عتاب کیا کہ

گیا لازم ہے کہ جب خلائق کے نیک وبد کا رسرشتہ تیرے عہدے مین ہے تو بند وبست
امور مین سستی کرے پس چاہیے کہ رعیت کو قوانین عدالت کے التزام اور فضیلت کے حاصل
کرنے کے لیے تاکید کرے اور جیسے قوام بدن کا طبیعت سے اور طبیعت کا روح سے اور روح
کا عقل سے ہے ویسے قوام مدینے کا ملک سے اور ملک کا سیاست سے اور سیاست کا حکمت
سے ہے جو عین شریعت ہے تا امور جمہور قواعد شرعی پر منتظم رہین جب اُس راہ راست سے پھر جائے
خوبی وآبادی ملک کی برباد ہو افلاطون نے کہا ہے کہ قوانین شریعت کو یاد رکھ تو شریعت تیری
حافظ ہو جب درستی عدالت کی روش سے فارغ ہو تو عنان ہمت فضل واحسان کی طرف پھیرے
اسلیے کہ کوئی خصلت بخشش اور جود سے بہتر نہین ہے چنانچہ تفصیل سے ظاہر ہوا لیکن احسان
مین مقادیر استحقاق کی رعایت کرنی واجب ہے اور چاہیے کہ وہ ہیبت وحشمت سے ملا ہوا اسلیے
کہ احسان بے ہیبت کم روزدن کی بے پروائی کا موجب اور سبب زیادتی طمع کا اُنکے ہو
اور اگر مثلاً تمام ملک کے خراج کے برابر کسی کو دیجیے تو راضی نہو ارسطاطالیس نے سکندر کو نصیحت
کی چاہیے کہ مظلوم تجھسے دہشت نہ کرین تا عرض مطلب بخوبی کر سکین لشکری اور زیردستون
پر تیری ہیبت بہت ہو تا ظلم وستم پر اقدام نہ کرین حضرت سید المرسلین علیہ افضل الصلوٰۃ والسلام
بحکم اسکے کہ مظہر انوار تجلیات جلالی وجمالی اور محل آثار عظمت الٰہی اور اُبہت نامتناہی کے
تھے رعب اس مرتبہ رکھتے تھے کہ ابوسفیان جب شرف اسلام سے مشرف نہین ہوا تھا عہد
وپیمان کے لیے حضرت کے پاس آیا جسوقت رخصت ہو گیا کہا قسم خدا کی ہے مین نے بادشاہ
اور صاحب اقبال بہت سے دیکھے کسی سے ایسا رعب وہیبت اپنے دل مین نہین پایا اور
خوش خلقی اور لطف ومہربانی بھی آپ کی ذات مین ایسی تھی کہ ایک دن کوئی عورت حضرت
کے پاس آئی چاہتی تھی کہ عرض مطلب کرے یقیناً بسبب اسکے کہ انوار قدس کی چمک طلعت
صفا طینت پیغمبری مین نمایان تھی ازبسکہ خوف اُس عورت کے بشرے سے ظاہر ہوا جب
اُس سے آگاہ ہوئے فرمایا مین عرب کی ایک عورت کا لڑکا ہون جو گوشت خشک کھاتی غرض
اس سے آپ کی یہ تھی کہ خوف وہراس اُسکے دل سے دور ہو اور عرض مقصد کر سکے

متکبرون کے ساتھ تکبر کرنا مسکینون زیردستون سے بتواضع پیش آنا اخلاق کرام سے ہے
اور عادات سلطانی سے اہم یہ ہے کہ اپنے اسرار پوشیدہ رکھین تا فکر ورا ے کی جولانی پر قادر
اور دشمنون کے مکر سے فارغ رہین حضرت پیغمبر خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب کسی جہاد کا عزم کرتے
لوگون کو گمان مین ڈالتے کہ اور مقام کو جاتے ہین حالانکہ آئینہ خاطر حضرت کا غبار کذب سے
صاف ومصفا بلکہ یہ چلین اختیار فرماتے کہ مثلاً اگر کسی جانب کا ارادہ رکھتے اور مقامون کا
استفسار کرتے اور وہان کا احوال پوچھتے تا لوگون کو مظنہ ہو کہ شاید ارادہ وہین کا رکھتے ہین
حکیمون نے کہا ہے کہ اخفاے راز کا طریقہ باوجود احتیاج مشورت کے آدمیون سے یہ ہی
کہ جو لوگ عقل ودانائی مین کامل ہین اُنسے مصلحت پوچھے اور سفیہ اور کم عقلون سے اپنا بھید
چھپائے پھر بعد ارادہ مصمم کے اُن کامون پر اقدام کرے جو بحسب ظاہر برعکس اُسکے ہون پر
اُنمین بھی مبالغہ نہ کیا چاہیے کہ موجب تہمت کا نہو بلکہ اُنھین بھی ان فعلون سے ملاوے جو موافق
عزم مقصود کے ہین اور مخالف کے تفحص احوال سے ایک دم غافل نہ رہا چاہیے بلکہ جاسوس اور
ہرکارے اُسکے تجسس امور مین لگا رکھے اور اُنکے احوال ظاہر سے تفتیش احوال باطنی کی
کرے اور اُنکے قصد وعزیمت پر واقف ہونے کیلیے اُن حواشیون سے استفسار کرنا جو کم عقلی مین
موصوف ہین اصل عظیم ہے بلکہ اس باب مین بہتر یہ طریق ہے کہ ہر ایک سے گفتگوے دوستانہ
کیا چاہیے کیونکہ ہر ایک شخص کا ایک دوست ہے کہ اُس سے وہ مانوس رہتا ہے اور اپنے دل کی
بات اُس سے کہتا ہے شک نہین کہ اس آمیزش کے درمیان ہر شخص کے مکنون خاطر سے خبردار
ہو سکے جب کسی سے آثار مخالفت کے معلوم ہون تو مقدور بھر سعی اُسکی کرنا لازم کہ آتش فتنہ کو آب صلح
سے بجھائے اور اگر یہ کوشش مفید نہو تو جبتک تدبیر شائستہ اور حیل برجستہ سے رفع فساد ممکن ہو
اقدام جنگ کا نہ کرے اور دشمن کے دفع کرنے مین حیلہ کرنا یا جھوٹی کہانیون کا لکھنا معیوب نہین ہی
پر جھوٹ کہنا یا فریب دینا کسی وقت جائز نہ رکھے اور جو ضرورت داعی جنگ کی طرف ہو تو یہ
دو صورت سے خالی نہین یا بادی یعنی پیشدستی کرنے والا یا دافع یعنی ٹالنے ہارا ہے اول
صورت مین ارادہ خیر ہی کا رکھے اور البتہ امور دینی یا قصاص کے لیے یا اُس حق کے

واسطے جو مخالفون کے ہاتھ مین ہے لڑے نہ غلبہ اور تفوق کے واسطے اسلیے کہ پیشدستی کرنیوالا
اکثر مغلوب ہوتا ہے مگر جب امر دینی یا حق طلبی پر کمر باندھے اور جبتک سب لشکر ایک دل اور
ایک زبان نہون لڑائی کو نہ چلا چاہیے اسلیے کہ دو مخالف کے درمیان جانا اپنی جان کھیلنا
ہے اور مقدور بھر بادشاہ کو لازم ہے کہ خود غنیم کے دو بدو نہو کیونکہ اگر شکست پاوے تدارک
سے ہاتھ دھووے اور جو فتح ہو خفت اُٹھاوے اور ہیبت و وقار بادشاہی کو کھو دے اور
جو ٹانا لڑنے ہارا ہوا اور قوت مقابلے کی بھی رکھتا ہے تو خفیہ شب خونی کے ارادے سے دشمن کی فوج
مین جانا بہتر ہے اسواسطے کہ اکثر اتفاق ہوا ہے کہ جن بادشاہون نے انکے ملکون پر لڑائی کے ارادے
سے چڑھائی کی ہے مغلوب ہوئے اور اگر طاقت مقابلے کی نہین ہے تو شہر پناہ اور قلعہ بندی کی تدبیر مین
مصروف ہو لیکن اُسپر اعتماد نہ رکھا چاہیے حکیمون نے کہا ہے کہ جو قلعہ کے درمیان ہے گرفتار ہوئے
بلکہ صلح کے دروازے کھولنے کے لیے حیلے حوالے اور پیسے دینے کو وسیلہ کرے فوجون کے بندوبست
کے لیے ایسے آدمیون کو مقرر کیا چاہیے جو شجاعت مین مشہور اور حسن تدبیر اور فہم و دانائی مین موصوف
اور کار آزمودہ جنگ دیدہ ہو پر لڑائی کی شرائط مین سے شرائط اہم بیدار مغز رہنا اور جاسوس
لگا کر دشمن کے احوال سے واقف ہونا اور رعایت غبطہ وضرفہ مین مبالغہ کرنا کیونکہ جب تک
کسی فائدہ کی توقع نہ سوجھے فوج و لشکر اور اسباب جنگ کو ضائع کرنا عقل مصلحت اندیش
کے نزدیک مذموم ہے حکیمون نے کہا ہے کہ قلعہ و خندق کا آسرا نہ لیا چاہیے مگر ناچاری کے وقت
اسلیے کہ یہ حرکت علامت نامردی کی ہے اور سبب ہے دشمن کے دلیر ہو جانے کا اور جو کوئی لڑائی
کے درمیان جوانمردی سے نام پیدا کرے انعام و اکرام سے اُسکو نوازش کرنا اور اُسکے حسن خدمت
کے بدلے اچھے تحفے اور القاب شایستہ سے سرفراز کرنا واجب ہے اور دشمن حقیر کو چھوٹا نہ جاننا چاہیے کلام شریف
مین آیا کتنے گروہ قلیل خدا کے حکم سے غالب ہوئے جماعت کثیر پر اور فتح کے بعد بھی تدبیر سے غافل
نہ رہا چاہیے اور جب تک کسی کو زندہ اسیر کرسکے قتل کرنا مناسب نہین اسلیے کہ بندہ دشمن بہت سے فائدے
ہین جیسے غلام کرنا دھر و بھر رکھنا فدیہ دینا اور آمین دشمنون کی دلجمعی ہوتی ہے چنانچہ نص قرآنی
مشعر اُسکا ہے غنیم کے اوپر فتح پانے سے اُنکو قتل کرنا جائز نہین مگر جب بے قتل کیے اُنکی شرارت سے

بچ نہ سکیے اور بعد تسلط کے صفحۂ خاطر سے غبار بغض و حسد کا جھاڑ ڈالے اسلیے کہ مخالف اب
غلام و رعیت کے برابر ہے پھر اپنے بندون اور رعیتون کا ارادہ رکھنا قاعدۂ عدالت سے دور
ہے حکیمون کی کتابون مین مذکور ہے کہ جب سکندر نے شہر پیرفتح پائی اور اُسنے شمشیر کو غلاف
نہ کیا ارسطاطالیس نے اُسے ایک خط عتاب آمیز لکھا مضمون اُسکا یہ ہے کہ اگر تیرے تئین
ظفر پانے سے آگے مخالف کے قتل کرنے مین ضرورت تھی اب بعد غلبہ کے تجھے اُن بیچارون کے
مار ڈالنے مین کیا نفع ہی اور عفو کرنا بادشاہان اولوالعزم کے خصالون سے ہے اور شاہد اقبال کا
موجب زینت ہے اور باعث استحکام قواعد جاہ و حشمت کا کیونکہ زور و قوت اگرچہ تمام تر ہو پر حسن عفو
بیشتر ظاہر کرے مامون نے جو ضابطۂ عقد خلافت اور رابطۂ نظم جلالت کا تھا کہا ہے کہ گنہگار لوگ
اگر جانتے کہ عفو کرنے مین کیا لذت مین اُٹھاتا ہون تو گناہون کو بطریق پیشکش کے میرے پاس
لاتے اور بمقتضا اس کے کہ اسکے لیے انھین پیدا کیا ہے غرض اصلی ایجاد عالم اور خلقت آدم سے
یہ ہے کہ شاہد وجود حقیقت مسند مجاز مین ظاہر ہوا اور رحمت و عفو الٰہی کا جمال عجز و قصور بشری مین
جلوہ دکھائے چنانچہ حدیث مین آیا ہے کہ تم اگر گناہ نہ کرو تو حضرت خدا تعالیٰ ایک خلقت اور پیدا
کرے جو گناہ کرین تو رحمت بے علت اُسکی مرات عفو مین نظر آوے پس نیو عفو سے آراستہ ہونا مبداے
حقیقی سے جو نیکیون کا سرچشمہ ہے تشبیہ رکھتی ہے جب ذہن سلیم و فہم مستقیم حضرت سلطانی بانی اساس
جہانبانی ثانی حضرت صاحبقرانی درست کرنے والے قواعد کشورستانی کے تین باریکیان رسوم سلطنت
کی اور حقیقتین آداب مملکت اور سرداری کی اور پوشیدہ باتین اسرار حکمت کی اور نادر باتین احکام
ملت کی ملہم قدسی کی تلقین و معلم غیبی کے فیضان سے بواسطہ تعلمات کسبی اور تعلمات انسی کے
حاصل ہو اور ذات مقدس اُسکی اور سکھلایا مین ہی نے اُسے علم کے بلند مرتبے مین داخل ہی تو اُسکی تعریف
مین زبان کھولنا اور اُسکے بیان کا دم بھرنا مجھ ایسے فقیر حقیر سے جو خوشہ چین ارباب بلاغت اور
فضلہ خوار اہل براعت کا ہے قوانین ادب سے بعید ہے کیونکہ سلیمان کو منطق الطیر سکھانا اور لقمان
کے تئین قاعدۂ حکمت کا بتانا داناؤن کے درمیان اپنے تئین محل طعن اور مستحق لعن کا بنانا ہے
فی الشل قوت علمی کے ظاہر کرنے کے لیے اگر دقائق بلاغت مین سے کسی دقیقے کو بیان کیا چاہین تو

حضرت خاقانی صاحب زمانی سکندر ثانی کی سیرت کریمی کا ملاحظہ کرنا کافی ہی اسلیے کہ بے شائبہ تکلف وتصنیف کے باقتضاے تدوین کتاب ایجاد تکوین کے صفحۂ الواح قابلیات انسانی کو کمالات نفسانی کے ارقام سے منقش کردے کوئی مجموعہ ایسا جو لطائف الٰہی کا جامع اور تائیدات غیر متناہی کا حاوی ہو مقابل اُسکے صنع اور اصطناع کے قلم اور ایجاد و ابداع کے خامہ سے پیدا نہو جبتک خسرو خورشید مسند نشین چار بالش فلک چہارم کا ہی ہر چند سیاران اجرام سپہر اپنے چراغ روشن کے ساتھ گرد جہان کے پھرتے ہین کسی جہاندار کو اس جاہ و حشمت کے ساتھ نہ دیکھا اور کسی صاحبقران کی عظمت و رفعت کا شور اس شکوہ سے نہین سنا اللہ تعالی آسمان بادشاہت کے اُن دو ستارون کو جنکی انظار عنایت کی برکت سطح جہان گلشن اور اُنکے انوار رحمت کی چمک سے زمین و زمان روشن ہے اوج و اقبال و پایۂ اجلال پر رکھکر حضیض و بال اور ہبوط زوال سے محفوظ رکھے اور اُنکی افواج سعادت اور جنود دولت کے تئین مانند سلسلۂ زمان کے ثانی کو اول کے ساتھ متصل و مقرون رکھے

آمین آمین ثم آمین

پانچوان لمعہ۔ بادشاہون کے آداب اور دولتمندون کے رسوم مین بادشاہ اور حکام کے ساتھ عوام الناس کے چلین کی روش یہ ہی کہ اپنے دل وجان سے اُنکی دوستی اختیار کرین اور زبان سے حمد و ثناء اُنکی کیا کرین اور ہاتھ پاؤن سے اُنکی اطاعت اور خدمتگزاری کی راہ مین دوڑ دھوپ کرین اور اُنکے امر و نہی کے قبول کرنے مین اگر برخلاف حکم خدا کے نہو بقدر امکان کے شرائط سعی کے بجالاوین اور اُنکے حقوق جیسے خراج وغیرہ ہی خوشنودی سے ادا کرین اس بات سے ہرگز مُنھہ نہ موڑین اور ظاہر و باطن سے اُنکی تعظیم و تکریم کا دقیقہ فروگذاشت نہ کرین اور ضرورت کے وقت جان و مال کو اُنپر تصدق کرین اسلیے کہ دین و دنیا اور آل اولاد کی حفاظت اُنکی ذات عالی پر موقوف ہی اور جو لوگ اُنکے خادمون کے شمار مین ہین اُنھین چاہیے کہ اپنے رتبے سے زیادہ خصوصیت پر دلیری نہ کرین اسلیے بادشاہون کی صحبت کو آگ کے درمیان جانے اور شیر کے ساتھ اختلاط کرنیسے تشبیہ دی ہی اور سچ ہی کہ آداب سلطانی کی رعایت نہایت مشکل کام ہی ہر کسی کو اُسکے تحمل کرنیکی تاب نہین طریقت کے مشائخون مین سے بعضون نے کہا ہے کہ جسنے بادشاہون کی خدمت نہین کی وہ گویا تعلق سے خالی ہی اُس سے راہ طریقت

کا چلنا نہین ہو سکتا اسواسطے کہ بموجب اسکے کہ بادشاہ ظل اللہ ہے انکی مجلس خاص کے آداب کی
رعایت کرنی بکمال نفسانی اور رسوم طریقت کے بجالانے کا سبب ہی پھر جسکو انکی بارگاہ مین مخلت
ہو چاہیے کہ جو کام اُسے مفوض ہووے اُسی مین مشغول رہے اور فضولانہ اور کامون مین دخل نہ کیا کرے
اور حاضر باشی اسطور سے اختیار کیا چاہیے کہ جب اُسے طلب کرین حاضر ہو اور بہت حاضر باشی سے
بھی جو پہونچانیوالی ماندگی کی طرف ہی محترز رہے اور جو کچھ اُنسے ظہور پاوے صدق وارادت سے اُسکی
مدح وثنا کیا کرے نہ نفاق کے طور سے کیونکہ جو ایسے صادر ہوتا ہو البتہ کوئی وجہ جمیل اُسکی ہوگی پس
اسوجہ کو استنباط کر کے اچھے طور سے بیان کرے اور اگر کسی کو انکی نصیحت کرنے کا مرتبہ ہو تو ملائمت اور حسن
آداب سے عرض کرے اسلیے کہ شرع کے موافق بھی ہر ایک کو سلاطین کے حق مین امر معروف اور نہی منکر
مین درستی کرنی نہین پہونچتی بلکہ سوا نصیحت شائستہ اور ادب برجستہ کے ادب کی روسے چارہ اُنکا نہین
ہی حضرت حق تعالی کلام اعجاز اعلام مین موسیٰ اور ہارون کو فرعون کے ساتھ کلام کرنیکے لیے فرماتا
ہی کہ تم اس سے ملائمت کے ساتھ بات کرو شاید اُسکو یاد رکھے اور ڈرے اور جو وزیر مشیر ہو اگر بادشاہون
سے خلاف مصلحت کی رائے سرزد ہو پہلی بار تبعیت وموافقت کرے بعد اُسکے بطریق سہولت کے اُس
خیال کو انکی خاطر سے دور کرے کیونکہ حکیمون نے کہا ہی کہ بادشاہ اور حکام سیل کے مانند ہین جو کسی پہاڑ سے
ہو اگر کوئی اُسے ایکبارگی کسی طرف کو پھیرا چاہے اپنے تئین ورطہ ہلاک مین ڈالے ولیکن اگر پہلے چھوڑ دے
اور آہستہ آہستہ تدبیر سے ایک طرف کو خس وخاشاک سے باندھے تو پھیرنا اُسکا آسان ہو اور کسی وجہ
سے اُنکے افشاے راز کا خیال نہ کیا چاہیے بلکہ مقدور بھر مخفی رکھنے کی سعی کرے جب یہ قوت اُسکی طبیعت
مین مستحکم ہو تو اخفاے راز اُسپر آسان ہو جاے اور جاننا چاہیے کہ ہمت بادشاہون کی بلند ہوتی ہی کی
سبب خلق اللہ کو اُنکے ساتھ مقام اطاعت مین رہنا ضرور اور کبھی کسی امر مین انکی طرف تقصیر وخطا
کی نسبت نہ کرے اگرچہ بڑے مقربون سے ہی اور جو کسی کام کا قصور اُنکے اور اپنے درمیان دائر ہو تو اپنی
خطا مان لینا ضرور ہی اور اُنکے دامن عصمت کو عیب ونقصان کی گرد سے صاف رکھے بعد ازان اپنے
آپ کو حسن تدبیر سے بچالے اور اُنکی رضا جوئی کی فکر مین مبالغہ کیا چاہیے ہرگز اپنی خوشوقتی کے
درپے نہ رہے جب یہ قاعدہ مقرر کرے تو جس مین خوشی اپنی اور خداوند نعمت کی ہو

پہلے خاوند کو خوش کرے کہ اُسکے ضمن اُسکی بھی خوشی حاصل ہو اور اُنسے مقصد حاصل کرنے
کے لیے طور معقول کو وسیلہ کیا چاہیے اور الحاح و مبالغہ کرنا نہ چاہیے اور حرص سے اجتناب
اور قناعت مین کوشش کرنا ضرور کیونکہ دنیا اُسی کو چاہتی ہو جو اُس سے مُنھ پھیر لے اور جو کوئی
اُسکو چاہے تو وہ اسے پیٹھ دے چنانچہ حدیث شریف مین آیا ہے جسکے معنی یہ ہین دنیا کو
چھوڑ دے پس وہ علی الرغم تیرے پاس آوے اور توریت مین ہو کہ خدا تعالی نے دنیا کو فرمایا ہو
اے میری دنیا تو اُسکی خدمت کر جو میری بندگی کرے اور اُسکی خدمت نہ کر جو تیری اطاعت کرے اور
چاہیے کہ بادشاہون کیلیے اسباب منافع اور اموال موجود رکھے اور اُنکے وسیلہ سے اپنا مرتبہ حاصل
کرے اور اُنکے خاص مال پر طمع نہ کیا چاہیے تا سوال کی ذلت سے محفوظ رہے اور نفع بہت اُٹھاوے
اور اُنکے نزدیک حرمت و عزت پاوے اور اُنکے حضور اپنے تئین ایسا دکھاوے کہ تھوڑے التفات
سے اپنی جان و مال کو اُنپر نثار کردے کیونکہ اگر احیانا اس بات مین کچھ مناقشہ درمیان لاوے
تو بموجب اس حدیث کے جسکے معنی یہ ہین کہ انسان کو جس سے منع کرین اُسی کا حریص ہوتا ہی
حرص اُنکی زیادہ ہو اور حکیمون نے کہا ہو کہ جسکو جس کام سے منع کرین وہ اُسپر حریص اور جسکی
خواہش دلاوین اُس سے بیزار ہو اور چاہیے کہ جان و مال سے اُنکی آرائش طلب کرے
نہ اپنا تجمل اور جو چیز خاص اُنکی ہو جیسے سواری لباس اور نظیر اُسکی ہرگز اُسمین شرکت
نہ کرے اسلیے کہ بے ادبی کے سبب اپنے تئین محل زوال اور مقام وبال مین ڈالتا ہے اور
کسی امر مین اگرچہ وہ ادنی بھی ہو اُنکے روبرو اپنی بے پروائی نہ دکھاوے اور ہر دم اُنکے حکم احکام
پر راضی رہنا شعار اپنا کرے سلیمان بن داود علی نبینا و علیہما الصلوۃ و السلام کے صحیفے مین
مرقوم ہے کہ اپنی طرف خطاب کر کے فرماتے ہین اے دل بادشاہون کو حقیر مت جان اُنکی باتونکو
مان اور اُس سے ایسی بات کا جس سے ایذا اُنکو یا اور کو پہونچے قصد نہ کر کیونکہ اگر اُس سے
ضرر تیرا ہو تو بادشاہ مجازی کی آتش غضب مین تو گر پڑے اور جو کسی اور کا ہو تو اپنے تئین بادشاہ حقیقی
کے دریاے قہر کے بیچ ڈوبائے ابن مقفع کے آداب مین لکھا ہو اگر سلطان تجھے بھائی کہے تو اُسکو خداوند نعمت
کہا کر اور کتنا ہی تیرا مرتبہ زیادہ ہو تو تعظیم مین اُسکے مبالغہ کر اور جب اُسکے پاس کسی نوع کا تقرب

تجھے حاصل ہو تو خلوت مین گفتگو کرکے درمیان بہت سا تملق اور تضرع مت کر کہ وحشت و
بیگانگی کی علامت ہی اور یہ زبان پر نہ لا کہ میرا کچھ حق تجھپر ہی یا خدمت سابق کا کچھ اجر بلکہ پچھلی خدمتون
پر اگلے حقوق کو سرنو سے موقوف اس طور پر رکھا ہیے کہ استحقاق اولی کا حقیت اخری سبب قوی
ہوا اسلیے کہ سلاطین بلکہ اکثر اشخاص ایسے ہین کہ جس حق کا آخر اول سے منقطع ہو جاے فراموش
کرتے ہین اور وزارت سلطانی سے کوئی کام خطرناک نہین ہے اور وزیر کا کوئی مددگار امانت داری
کے برابر نہین اور اگر خدمت مین سرفراز رہے چاہیے کہ خداوندگی خفگی یا گالی سے آزردہ نہو اور
ہرگز اس سے کچھ گرانی دل مین نہ لاوے اور اگر معلوم کرے کہ مخالف اُسکے ساتھ مکر و فریب کے مقام مین
ہین بسبب اُسکے اصلا متغیر نہو اور اُنسے بغض و حسد ظاہر نہ کرے اسلیے کہ یہ حرکت اوربھی اُنکی تدبیر کا
موجب ہو اور اگر خصومت کی طرف منجر ہو تو عز و وقار کے دائرے سے باہر نہو بلکہ جواب اُسکا علم کے
طریقے سے دے کیونکہ حلیم کو ہمیشہ غلبہ رہتا ہی اور مجلس سلطانی کے آداب سے یہ بھی ہی کہ ہرگز اُنکے حضور
کسی سے مشورت نہ کرے اور اگر سوال اوروسے کرین جواب کا اقدام نہ کیا چاہیے بلکہ رعایت اس ادب
کی ہمیشہ ضروری ہی چنانچہ سابق مذکور ہوا اسلیے کہ یہ طور حقیقت مین قائل کی خفت کا سبب اور سائل و
مسئول کے بھی استخفاف کا موجب ہی اگر سائل کہے کہ مین تجھسے نہین پوچھتا ہون تو ہرگز قائل کو جواب
کی سبیل نہ رہے اور اپنی حماقت سے خجالت کھینچے اور جو ایک جماعت سے پوچھین جواب دینے مین
سبقت نہ کرے اسلیے کہ بیشک اُنکو خوش نہ آوے اور اُسکے کلام کی عیب جوئی کرین اور اگر چپکا رہے
یہان تک کہ اور اشخاص جواب دین اور اُنکی باتون کا عیب و ہنر معلوم ہو پھر اگر اُنپر کچھ فوقیت
رکھتا ہو عرض کرے تب رعایت ادب کے ساتھ ہوشیاری اُسکی ظاہر ہووے اور چاہیے کہ جن
لوگون کا زیادہ تقرب بارگاہ سلطانی مین ہی اُنپر اپنا تقدم ڈھونڈھے اور بہ سبب اُسکے رنجیدہ خاطر
نہ رہے کہ وہ لوگ بغیر فضیلت کے مرتبۂ تقرب مین اُسکے اوپر زیادہ ہین اسلیے ہر ایک شخص
کی اگرچہ وہ نہایت عالی جاہی مین ہے ایک نوع کی مناسبت ذاتی کسی کے ساتھ ہوسکتی
ہے اگرچہ وہ غایت پائین درجے مین ہے اور وہی مناسبت سبب ہے محبت کا اور حاصل
کرنا اُسکا دائرۂ قدرت سے باہر ہے پس اپنے تئین اُسکے سبب گران خاطر نہ رکھا چاہیے

اور شاید سابق سے حقوق اُسکے ثابت ہون کہ اورون کو اُسپر اطلاع نہو پھر مناقشہ اُس سے باعث ہو بادشاہ کی آزردگی کا بلکہ لازم یہ ہے کہ اپنی خواہش مطلقاً فراموش کرجاے اور اپنے ارادے کو سلطان کی مرضی کے تابع کیا چاہیے جیسے سابق بھی مذکور ہوا جبتک دو شخص ایک نہین ہوتے اتحاد کا رابطہ مربوط نہین ہوتا اور جسوقت ایک شخص اپنے فایدے سے درگذرے اور اُنکے درمیان سے مخالفت بلکہ مغایرت اُٹھ جاوے وحدت کی برکت سے سب کام انکے درست ہون

چھٹا لمعہ۔ دوستی کی فضیلت اور دوستون کے ساتھ گذران کرنے مین جبکہ سابق تمہید ہو چکی کہ انسان کمال خاص کے پہونچنے کیلیے اپنے بنی نوع مین سے دوسرے کا محتاج ہی اور مدد لینے کے قاعدے بدون علاقۂ اُلفت و محبت کے مضبوط نہین ہوتے پس جس کسی کے جتنے دوست زیادہ ہون کمال پہونچنا اُسے سہل ہو سکتا ہی اور جب صداقت کے مراتب سے محبت کا درجہ بہت بڑا ہی پس کمال حاصل کرنے کا طریق اتحاد کے وسیلے پر مرتب ہی پر سچا دوست بہت ہی نایاب کیونکہ نفیس چیزون کی عزت بے شبہہ لازم ہی اور اکثر آدمی لذت حیوانی اور خواہش نفسانی کے طالب ہین ولیکن آمیزش اُنکے ساتھ بقدر ضرورت کے کیا چاہیے اس فرقے کو حکیمون نے مصالح سے تشبیہ دی ہی کہ کھانو مین بقدر احتیاج چاہیے اور اُسکی کمی و بیشی دونون موجب فساد کی ہین ارسطاطالیس نے کہا ہی کہ آدمی ہر حال دوست کے محتاج ہوتے ہین فراغت کے وقت اختلاط اور خوش طبعی کے لیے مصیبت مین کمک امداد کیواسطے اور حقیقت کی رو سے بڑے بڑے بادشاہون کو جو خلائق کی نسبت نہایت مستغنی ہین مستحقون بلکہ فقیر اور مسکینون سے جو محتاج ترین ہین احتیاج بیشتر ہی جیسے احتیاج اُنکی صاحب مال اور اہل احسان سے ہی اور افسقراطیس نے کہا ہی کہ اگر تمام دنیا ایک شخص کو حاصل ہو اور وہ دوستی کے فایدے سے محروم رہے زندگی اُسپر وبال بلکہ بقا اُسکی لاحاصل اور جو خیال کرے کہ اس خصلت کا حاصل کرنا آسان ہی یہ گمان خطا ہی اسلیے کہ سچی دوستی کا جوہر اعتبار کی میزان سے پورا اُترے۔ ساری دنیا کی نفیس چیزون مین سے بہت ہی نادر ہی اور کسی مصیبت کے وقت یا آفت کے دن مال و خزانے گڑے گڑاے سے بلکہ دنیا اور جو اُسمین ہی کچھ فایدہ نہ کرے اور اُس دوست کے برابر جسنے مہم مین اعانت یا کسی مقصد کو پہونچنے کی مدد کی

ہی نہو وہ ایک ذات کیا خوب آدمی ہی جو اس نعمتِ عظمیٰ سے محظوظ ہی اگرچہ دولت دنیا سے کچھ
اسکے پاس نہ رہے اور اس سے بھی نیک طینت وہ شخص ہی کہ باوجود رتبہ سلطنت کے اس دولت
سے بہرہ ور ہی اسلیے کہ سلطان کو بادشاہت کے ہر کام سے اور تمام رعایا کی بہتری کی کیفیت
پر خبردار ہونا ضرور ہی اور ہزارون کاروبار کے لیے دو آنکھین اور دو کان اور ایک دل اور ایک
زبان کافی نہین پر جسوقت دوستی کی مدد سے اورون کے چشم وگوش ودل وزبان پر قادر ہو تو
اپنی آنکھون سے سب دیکھے اور کان سے بالکل سنے اور زبان سے تمام کہہ سکے پھر بند وبست
ملک داری کا اُس پر آسان ہو جاوے کہا ہی کہ اگر کوئی کسی سے دوستی کیا چاہے پہلے اُسکے
احوال کی تفتیش کرے کہ اُسنے لڑکائی مین اپنے مان باپ سے کیا کیا سلوک کیا ہی اگر عقوق
کے عصیان سے مشہور ہو ہرگز اُسپر اعتماد نہ کیا چاہیے اور وہ دوستی کے لائق نہین ہی اسلیے کہ
جو کوئی حقوق والدین کو عقوق کے برابر جانے اُس سے کچھ بھلائی کا بھروسا نہین پھر تفحص
کیا چاہیے کہ یہ شخص دوستون کے ساتھ کیا سلوک اور اُسنے کس طور پر معاملہ کر رہا بعد اُسکے
جستجو کرے کہ اُسنے اپنی ولی نعمتون کی شکرگزاری اور ناشکری مین کیا حرکت کی اگر ناشکری مین
مشتہر ہو اُسکی دوستی کی خواہش نہ کرے کیونکہ بدذاتون کی خصلتون سے کوئی خصلت ناشکری
کی مثال نہین ہی اور نیک طینتون کے اوصاف مین سے کوئی وصف شکرگزاری سے افضل
نہین اور شکر سے مراد فقط مکافات نہین ہی اسواسطے کبھی ایسا ہوتا ہی جو کوئی بہ سبب فقر کے
مکافات کرنے سے عاجز ہو پر دل مین اُسکی محبت رکھتا ہی اور زبان سے اُسکے اوصاف بیان
کرتا ہو اُس شخص کو قصور کی طرف نسبت کیا چاہیے تس پیچھے سوچے کہ مزے اور مال جمع کرنے مین
اور نفیس چیزون کی طرف خواہش اُسکی کیسی ہی اگر حرص اُسپر غالب ہو دوستی کے لائق نہین پھر نظر کرے
اگر رغبت اُسکی برائی اور غلبہ کی طرف زیادہ ہو وہ بھی اتحاد کے دروازے سے مردود ہی کیونکہ دعوٰی
تغلب کے ساتھ انصاف مغلوب ہی اور اپنے حق سے زیادہ مانگے اور آخر زوال اخلاص کا
ہو پہنچاوے دوسرا ملاحظہ کیا چاہیے کہ اگر ہر قسم کے لہو ولعب کا اشتغال راگ رنگ کا سُننا اور
کلا لوتونسے صحبت رکھنی اُسکو دوستون کی جانب سے باز رکھے اُسکی محبت کی خواہش دیکھا چاہیے جسوقت اُن

تمام صنعتوںمین قالب امتحان سے پورا نکلے اُسے دوست دار کامل اور یار غار افضل جاننا چاہیے اور اُسکے جوہر اتحاد کو نقد جان کے ساتھ گنجینۂ دل مین رکھا چاہیے اسلیے کہ نہین ہی فخر مگر دوست کامل سے اور بعضے حکیمون نے کہا ہی کہ بے شبہہ ہم تعجب کرتے ہین اُس شخص سے جو پریشان خاطر رہے یار غمخوار کے ساتھ پر ایسا شخص گوگر دسرخ سے بھی عزیز تر ہی اگر ہاتھ لگے تو ایک ہی دوست حقیقی پر اکتفا کرنا اولی ہی کیونکہ بہت سے اشخاص کے مراسم حقوق کو بجالانا مشکل ہی اسواسطے کہ شاید بمقتضاے تعدد کے احوال انکے مختلف ہون مثلاً ایک شخص کی موافقت سے خوش ومحظوظ ہو اور دوسرے کی رفاقت سے رنج وپریشانی اُٹھاوے اور جب سبب عداوت کا اکثر سابق آشنائی اور آمیزش مین ہی اسلیے کہ جس آدمی سے کسی وجہ کی شناسائی نہین دشمنی اُس سے بعید نظر آوے ولیکن مخالفت کمال اختلاط اور مافی الضمیر کے مطلع ہونیکے بعد از بسکہ مضر ہی پس اختلاط کے باب مین طریق احتیاط ملحوظ رکھا چاہیے اور بقدر ضرورت کے اکتفا کرنا لازم جیسے کسی نے عربی شعر مین کہا ہی جسکے معنی یہ ہین بیت

ترا ہی دوست وہ ہوجاے دشمنِ جانی	پھر اپنا یار تو بہتون کے تئین کبھی نہ بنا
نہ دیکھا تو نے بہت کھانے اور پینے سے	یقین کہ ہووے تجھے درد بیشتر پیدا

اور جبوقت دوست ہاتھ آوے رعایت حقوق کو واجب جانکر اُسکے کامونمین جہانتک ہوسکے جانسے سعی کیا چاہیے اور اُسکی حمد وثنا مین بے شائبہ تملق ونفاق کے پیش آیا چاہیے ولیکن مکنون خاطر اور دوستی دلی پر اکتفا نہ کرے کیونکہ اطلاع مافی الضمیر کی عالم الغیب ہی کو مخصوص ہی اور تھوڑے عیب اور ادنیٰ قصور کا جو دوست دارون کی نسبت ہو تحقیق اعتبار نہ کیا چاہیے بلکہ چشمپوشی اُنسے واجب ہی اسلیے کہ افراد بشری اُنسے خالی نہین ہوسکتی اگر اُنمین نظر کیا کرے تو زوال اتحاد اور اثبات بیگانگی کی طرف منجر ہو اور دوستی کے مزے سے محروم رہ جاے اس باب مین اپنے عیبون کا سوچنا بہت مفید ہی چنانچہ حدیث مین آیا ہی خوش ہی وہ شخص جسے اُسکے عیب نے آدمیون کے عیب سے فارغ رکھا جب اُن طریقون کی مشق کرے محبت خالص مستحکم ہو اُس وسیلے سے غربا اور وہ اشخاص جنسے سابق معرفت نہ رکھتا ہو اس سے آملین اور دوستی کے اطوار سے یہ ہی کہ محبون کو نعمت ومراتب مین شریک کرے اور اس اختصاص کو کبھی زبان پر نہ لاوے اور رتبہ کرامت کو آشوب منت سے بچا رکھے اور جب اُنپر

کچھ مصیبت پڑے جان و مال سے اپنے تئین فدا کردے بلکہ رنج و مشقت مین شریک رہنا بہتر ہے
اپنے فراغت و منفعت کے وقت سے بیت

ہوتے بہت ہین اپنے فراغت کے وقت مین	پہچانے جاوین دوست مصیبت مین کون مین

اور اُسکے ساتھ سلوک کرنے مین سوال کا منتظر نہ رہے بلکہ آثار و علامت سے اُنکے احوال کو معلوم کیا چاہیے
اگر احیاناً دوست کی طرف سے کچھ سستی دریافت کرے تو اعراض جائز نہ رکھے بلکہ اختلاط و دلجوئی مین
بہت ہی مبالغہ ضرور ہی کیونکہ اگر وہ بھی اعراض کرے علاقہ محبت کا اُٹھ جائے بلکہ شاید ایسا حجاب سخت
درمیان پڑجائے جو قطع مودت اور مفارقت کلی کو پہونچائے طریقہ اُسکا یہ ہے کہ جو سبب کدورت کا
ہو اپنی صاف دلی سے بے تکلف بیان کردے تا راستی کی برکت سے صفا آوے بلکہ ہر حال اس
طریقے کو ملحوظ رکھنا لازم ہی اسلیے کہ جب کوئی مکان یا لباس یا سواری کی غمخواری کرے پھر اسکی مراعات
مین کاہلی کرنی سبب ہو اُسکے ضائع ہونے کا پس اُس شخص کی غمخواری سے جی چھپانا جس سے دونون
جہان کی بہتری کی توقع رکھ سکیے کیونکر جائز ہو ساتھ اسکے دوستی کے جانے سے عداوت ایسی جو بہت
ہی مضرت کا موجب ہی پیدا ہوا اسلیے کہ مخالفت کے بگولے محبت کے بعد بیشمار نظر آوین جنگ و جدل
اگرچہ مطلقاً مذموم ہی پر دوستون کے ساتھ نہایت بدنما اسواسطے کہ اُس سے اختلاف و جدائی پیدا ہوتی
اور وہ موجب تمام فساد و نکا ہی اور چاہیے کہ دوستون کو کسی علم و ادب کے جتانے مین جو اُنھین مفید ہو
بخل نہ کرے کیونکہ اُسنے متاع دنیاوی مین جو محل خصومت کا ہی تنگی کرنی بد ہی پس علم کے باب مین
کسطرح جائز ہو حالانکہ علم خرچ کرنے سے زیادہ ہوتا ہی اور بخل کے ساتھ گھٹ جاتا ہی اور جب دوست
سے کسی عیب کا مشاہدہ کرے اُسکے ساتھ اظہار موافقت کا کرنا اس طور پر جو تنبیہ لطیف کا
متضمن ہووے ضرور اور اس عیب کے جتانے مین غفلت اور شرمندگی جائز نہ رکھے اسلیے کہ یہ صورت
محض خیانت کی ہی پر طریق تنبیہ لطیف کا یہ ہی کہ پہلے کسی مثل اور شخص کے نقل سے اسکو اُسپر
اشارہ اسکا کرے پھر جو تصریح کی
موافقت کردے اگر مفید نہ ہو تو بطریق تعریض و کنایہ کے اشارہ اسکا کرے پھر جو تصریح کی
احتیاج پڑے تو خلوت کے درمیان پیش بندی کے بعد جو موجب وثوق اعتقاد کا ہی بیان کردے
اور اُسکے غیر سے اگرچہ وہ اُسکے محبوبنسے ہی اخفا رکھے اور چاہیے کہ ہرگز غماز کو مداخلت نہ دے اسلیے کہ ہر چند

محبت کی بنا استوار ہو سکی عمارت منہدم ہو جاے حکیمون نے تمام کی تشبیہ اُس شخص سے دی ہی جو ناحق سے دیوار مستحکم کو ڈھودے کہ ایک اُنگل بھر جگہ نکالے پھر جسوقت ایک سوراخ پاوے تو تیشے سے اسکو بڑا کرے یہان تک کہ آخرالامر اُس دیوار کو ڈھاوے حاصل کلام محبت کی حفاظت مین بہت ہی احتیاط کرنی واجب ہی کیونکہ مدار انتظام امور کا اور قوام مصلحت جمہور کا اُسپر موقوف ہی جیسے سابق مذکور ہوا

ساتوان لمعہ عوام الناس کے فرقون کے ساتھ گذران کرنے مین جب کوئی شخص اپنے احوال کی گفتگو گروہ خلائق کے ساتھ کیا چاہے تو وہ تین حال سے خالی نہین ہو سکتا یا رتبے مین اُنسے بالاتر ہی یا برابر یا فروتر پر طریق گذران کا قسم اول کے ساتھ پانچوین لمعے کے بیچ معلوم ہوا اور قسم دوم سے تین نوع پر ہی پہلے گذران کرنا دوستون کے ساتھ دوسرے دشمنون کے ساتھ تیسرے اُن لوگون کے ساتھ جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن اور دوستون کی دو قسمین ہین حقیقی و غیر حقیقی پر حقیقی دوستون کے ساتھ گذران کرنے کا طریق سابق معلوم ہوا اور دوست غیر حقیقی اگر اپنے تئین بناوٹ اور تملق مین حقیقی دوست کے برابر دکھلاوے تو مقدور بھر اُنسے بخوبی پیش آنا ضرور اُنکی دلدہی اور خاطر داری کی سعی کرنی واجب ہی شاید کہ وے سچی دوستی کے درجے کو پہونچین ولیکن راز اور عزم دلی اور مال و اموال کی مقدار اور اپنے عیبون کو اُنسے مخفی رکھا چاہیے اور اُنکی تقصیرون کا مواخذہ نہ کیا کرے اور حقوق مین غفلت کرنیکے سبب چشم پوشی نہ کرے اور بقدر وسعت کے اُنکے کامون مین خندہ روئی سے خواہ رغبت کے طور یا بناوٹ کی روش پر پیش آیا چاہیے اور اگر جاہ و مال اور بزرگی مین اُنکی ترقی ہو دوستی کے افزایش نہ کیا چاہیے اور دشمنون کی دو نوعین ہین نزدیک اور دور اور ہر ایک کی دو قسمین ہین ظاہر اور پوشیدہ پر اہل حسد مخفی دشمنون کے عدد مین داخل ہین ولیکن دشمن نزدیک سے احتراز بہت کرنا لازم جانے کیونکہ وہ اکثر جزئیات احوال پر واقف ہوتا ہی اور کھانے پینے اور وارد و صادر ہونے مین اس سے غافل نہ رہا چاہیے غرض ہر ایک صورت مین سے احتیاط کرنی واجب اور دشمنون کے ساتھ گذران کرنے مین طریق عمدہ یہ ہی کہ اگر ہو سکے تو لطف و لطائف مین اُنکے دلون سے عداوت اُٹھاوے اور بغض و حسد کے بیچ نکال ڈالے اگر یہ چلن مفید نہو تو جبتک ظاہر کی آمیزش سے گذران کر سکے کسی طرح اظہار مخالفت نہ کرے اسلیے

کو دفع شر کے لیے کوئی طریق نیکی اور خیرات کے برابر نہین ہی اور اُنکی سفاہت کی طرف التفات
نہ کیا چاہیے بردباری اور مدارات شعار اپنا کرنا واجب اور نزع اور خصومت سے محترز رہنا لازم
ہی کیونکہ یہ دولت و نعمت بے زائل ہونے اور ہمیشہ فکر مند اور پریشان خاطر رہنے کا سبب بلکہ جان
و مال کے نقصان اور فسادون کے برپا ہونے کا موجب ہی اور عمر گرامی اس سے عزیز تر ہی جو دشمن
کے ساتھ معارضہ کرنے کی فکر مین گذرے اور ہوشیاری کی شرطون سے یہ ہی کہ دشمنون کے
احوال کی جستجو مین رہے اور اُنکے ہر ایک کام پر واقف ہونیکے لیے سعی کمال کرے پھر جب اُنکے احوال
سے مطلع ہووے تو اُسکے مخفی رکھنے کی کوشش کرے کبھی اسکے افشا کرنے کو جائز نہ رکھے مگر
ضرورت کے وقت اسلیے کہ مخالف کے عیبون کو ظاہر کرنا سبب ہی اُسکا کہ وہ اسپر اصرار کرے اور
جائز ہی کہ کچھ اس سے تاثیر بھی نہ کرے شاید وہ کسی حیلے سے اسکے دفع کرنے مین مشغول ہو اور جب
مخفی رکھے یہان تک کہ مصلحت کے وقت اظہار کرے تو اُسکا توڑنا اور مغلوب رکھنا بخوبی حاصل
ہو ولیکن انھین سے اگر بعضے کو بحسب مصلحت وقت کے اُس سے ظاہر کرے یہان تک
کہ وہ جانے کہ میرے عیب پر مطلع ہوا ہے تو شکستہ خاطر اور غمگین ہونا دانائی سے بعید
نہین ہی اور ہرگز اپنے تئین بہتان مین ملوث نہ کرے کیونکہ جھوٹ کہنا دشمن کے قوی اور
غالب ہونے کا موجب ہی بڑے بڑے آدمی اور حاکمون کے نزدیک مخالفون کا شکوہ نہ کیا
چاہیے کیونکہ جب اُنکی حقیقت سے خبردار ہون پھر اُسکی چغلی پیش رفت نہوگی اور بڑی باتون
مین اُسکے ساتھ متہم ہو اور چاہیے کہ اُنکے ہر ہر فرقے کی رسم و عادت سے خبردار ہو تو اُسکو
مقابلے کے طور پر دفع کرے اور جس چیز سے انھین قلق و اضطراب پیدا ہو اُس سے بھی واقف
ہونا ضرور ہی تا اپنے وقت مین استعمال کرے افلاطون نے کہا ہی کہ دشمنون کی عداوت کے
دفع کرنے کا طریق مستحسن یہ ہی کہ اپنے تئین ان فضیلتون مین جو اُنکے درمیان مشترک رہین آخر غالب
رکھے اسلیے کہ جو شخص درجہ کمال کو پہونچا اُسنے مخالف کے تعرض کو آپ سے دفع کیا اور انکو دنی
اور ذلیل بنایا اور طعن اور تشنیع اور لعنت اور غیبت نہ کیا چاہیے اور اپنے تئین بچا رکھے کیونکہ
یہ خصلت عورتون اور ناقصون کی ہی اور عقل و دانائی کی راہ سے بعید اسواسطے کہ باوجود اسکے

کہ وہ سفیہون کی سیرت کا مرتکب ہو اور اُس سے کچھ مضرت مخالف کو بھی نہین پہونچی خود اُنکے تعرض کا باعث ہو جائے نقل کی ہے ایک شخص نے ابو مسلم مروزی کے آگے اُسکی مذمت کے ارادے سے نصر سیار کے برابر جو مروانیون کی طرف سے والی خراسان کا تھا عرض کی ابو مسلم کو خوش نہ آئی اور اسی سبب سرزنش کی اور کہا کہ اگر کسی غرض کے سبب مین انکے خون سے ہاتھ آلودہ کرون میرے تئین آمین کہ زبان سے تعرض انکا کرون کیا غرض ہے جب دشمن کو کوئی آفت ایسی پہونچے جس سے اپنے تئین بھی امن نہو طعن نہ کرے اور اُسکے سبب اظہار خوشی نہ کیا چاہیے اسلیے کہ جب حقیقت مین وہ آفت مشترک ہو تو گویا اپنے اوپر طعن کیا بیت

اے دوست گر گذر ہو عدو کے جنازے پر	شادان نہو کہ تجھپہ بھی گذرے یہ ماجرا

اور جو دشمن اُسکی پناہ لیوے یا اُسپر اعتماد کرے چاہیے کہ فریب و خیانت سے محترز ہو کر بخشش اور مروت کی شرط بجالاوے اور ایسا کرے کہ نیک خوئی و عہد و پیمان اسکا سب کو معلوم ہووے برائی اور بدخوئی دشمن کی طرف عائد ہو اور اس بات مین بموجب اس آیت کے جسکا مضمون یہ ہے تمھارے لیے رسول اللہ صلعم کی ذات مین پوری خوبیان ہین پیروی حضرت کی سیرت مطہر کی جو تمم ہین مکارم اخلاق کے واجب جانے چنانچہ اخبار کے ناقلون نے روایت کی ہے کہ کعب بن زہیر رضی اللہ عنہ نے جو عرب کے فصیحون مین سے تھا آگے اسکے کہ شرف اسلام کو پہونچے آستانہ رسالت کے بعضے خادمون اور کعبہ جلالت کے بعضے عاکفون کی ہجو مین اپنی زبان ملوث کی تھی حضرت رسالت پناہ صلعم نے اُسکے خون کو ہدر کیا جب کعب نے اس بات کی خبر پائی جانا کہ انکے قہر کے آسیب سے سوا اُنکی رحمت بے انتہا کے سایہ کے جو بحکم اس آیت کے جسکے معنی یہ ہین اور مین نے تیرے تئین نہین بھیجا مگر تمام عالم پر رحم کرنے کے لیے مہربانی اُنکی دونون جہان کے ہر ایک ذرے کو شامل ہے پناہ لے نہ سکیگے ایک قصیدہ غرا جو حضرت خاتم الانبیا کی نعت کے کمال کے زیور سے آراستہ ہے مرتب کیا اور عربون کی رسم سے ایک شتر تیز رو پر سوار ہو کر میدانون کو طے کر کے اپنے تئین آستانہ رسالت مین پہونچایا اور بعد اسلام کے قصیدہ پڑھنے لگا اسکے درمیان معذرت و استغفار کی تمہید مندرج تھی جب حضرت نے سنا تو اُسکے دفتر تقصیر مین حرف عفو کا رقم کر کے چادر یمانی جسکی برکت سے امن و عافیت حاصل کرسکے اپنے تن

روح پرور اور بدن مطہر سے آثار کر اُسے عنایت فرمائی اور اپنے مقبول بندون کے سلسلے مین داخل کیا پر دشمنون کے دفع ضرر کے تین طریق ہین ایک وہ کہ وہ آپ ہی سے اچھے ہون اگر یہ میسر نہو تو کسی کو درمیان لا کر دوسرا انکی شرارت سے بچ رہنا مکان دور و دراز یا سفر مین رہ کر تیسرا نکلے اور انکی بیخ کنی سے پر یہ سب تدبیرون کے بعد ہے اور اسپر اقدام جب کرے کہ اگر دشمن شریر بالذات ہو اور اُسکی بدذاتی سے کسی طرح بچ نہ سکے اور جانے کہ دشمن مجہپر فتح پاتا ہو اس ضرر سے زیادہ تر ہو اور جانے کہ مآل اُسکا دنیا و آخرت مین بد نہین اور با وجود اُسکے مکر و خیانت سے یکسو رہا چاہیے اور اگر اُسکے مغلوب کرنے کا طریق اور مخالف سے بن آوے سب سے بہتر ہو ولیکن حاسد کے تئین فضیلت و نعمت اور اسباب سعادت دکھا کر داخلی ہون یا خارجی جو اُسکے جلنے اور کڑھنے کے موجب ہون ایذا دیا چاہیے اور اسکے عیبون کو ظاہر کر دینا لازم تا آدمی اسکی بدخوئی کسی سے واقف ہون اور اُسے متہم جانین ایسے شخص کی عداوت کے دور کرنے کیلیے سعی کرنی بیفائدہ ہے جیسے کہا ہو بیت

ہر عداوت کا دفع ممکن ہے	پر نہ زائل ہو جو حسد سے ہو

ولیکن اُن آدمیون سے گذران کرنا جو نہ دوست ہین اور نہ دشمن وہ بحسب مراتب کے مختلف ہین اسلیے کہ نصیحت کرنیوالون کے ساتھ جو بہ نسبت جمہو خلائق کے نصیحت و خلق کے مقام مین ہین اختلاط کیا چاہیے اور اُنسے کشادہ روئی کے ساتھ ملاقات کرے پر انکی بات کے ماننے مین جلدی نہ کرے اور انکے ظاہر احوال پر فریفتہ نہوے بلکہ ہر ایک شخص کی غرضون کی اطلاع بتامل ہاتھ لگتی ہو بعد اُسکے جو بہتر اور مناسب ہو اُسپر عمل کرے اور راہ صلحا یعنی اس جماعت کے جو ذات البین کی اصلاح مین مشغول ہین تعظیم و تکریم واجب ہو اور سفیہون کے ساتھ بُردباری سے گذران کیا چاہیے۔ اُنکے احمق پنے اور گالی دینے کا اعتبار کر کے اُسکے بدلے کے قصد مین نرہو بلکہ سلوک و رفق و مدارات کے ساتھ اُنسے نجات حاصل کیا چاہیے اور تکبر کرنیوالون سے تکبر ضرور ہو تا اُس سے عبرت پکڑین چنانچہ حدیث مین آیا ہو کہ مغرور کے ساتھ کبر کرنا صدقہ دینا ہو اسلیے کہ ان لوگون سے تواضع کرنا انکی گمراہی کے زیادہ ہونے کا موجب ہوتا ہو جب اُنسے تکبر کی چال چلے شاید کہ متنبہ ہو کر اس خصلت سے باز رہین اور فاضلونکی

عزت کرنی واجب اور اُنسے فائدہ لینا غنیمت جانئے اور خوے بد پر ہمسایہ اور خویشون کے صبر کرنا چاہیے
حکیمون نے کہا ہو بخیل لوگ بدن پر صابر رہین اور بخشش کرنیوالے جان پر ولیکن زبردست لوگ
اگر سیکھنے والے ہون تو اُنھین فرزندون کے برابر عزیز رکھا چاہیے اور انکی خوے و خصلت اور طبیعت
مین نظر کیا چاہیے جسکی استعداد اُنھین بیشتر ہو اُسمین مشغول کیا چاہیے مقدور بھر اُنکی مدد
کرنی ضرور اور شاگردون کو جسکی طرف انکی سمجھ نزدیک ہو اُسکی طرف ترغیب دے اور تضیع اوقات
سے منع کیا کرے سوال کرنیوالون کو اگر الحاح کرین زجر کرنا لازم اور اُسکی اجابت مین توقف
کیا چاہیے مگر جب الحاح اُنکا بہت ہی ناچاری سے ہو اور درمیان محتاج اور طامع کے امتیاز
کرنا لازم ہو اور محتاج کی رفع حاجت کرے اور جب تک کسی نوع خلل اُسکا نہو بخشش کرے
اور طامع کو اُسکی طمع سے باز رکھے ضعیفون کی دستگیری اور مظلومون کی اعانت کیا کرے غرض
مقدور خیر مطلق کے ساتھ جو چشمہ نیکیون اور ہر کمالات کا ہی برتر اور پاک ہی ذات اُسکی تشبیہ
پیدا کرے کہ جود بے انتہا اور کرم بے شمار سبحانی نے موجودات کی زمین قابل پر بلے ارادہ غرض
باران رحمت کا برسایا اور نسیم تربیت ربانی نے کمالات آسمانی کے پھولون کو بدون توقع
منفعت کے جس سے ذات اُسکی برتر ہو کھلایا پس طالب کمال کو چاہیے کہ خیر کی تمام قسمون مین
رہے قصد و طلب کا اُسکے خیر محض کی طرف رہے تا خلاق الٰہی کے مرتبہ علیہ مین پہونچے
اور اللہ تعالیٰ ہر ایک خیر و کمال کا دینے والا ہو توفیق اور اُسی کے اختیار ہی مطالب و مال
کی تحقیق مغرب بیچ بیان بعضے لواحق کے حکیم محقق فیلسوف مدقق نصیر الدین طوسی نے
بعضے لوامع مین جو اکثر لوامعون کا اُسکے انوار فوائد کی روشنی کی چمک مین سے ہی خاتمہ
کتاب اخلاق ناصری کا افلاطون کی ان وصیتون سے جس سے اپنے شاگرد ارسطاطالیس
کو نصیحت فرمائی تھی کیا ہی سچ ہو کہ بیشتر نفع اُن پاکیزہ باتون کا نہایت عمدہ حکمت مین اس
وجہ پر ہی کہ لائق اُنھین بیاض مردمک چشم کے ورقون پر بینائی کی روشنی سے لکھین بلکہ فہم
کے قلمون سے ارواح کے تختون پر مرقوم کرین اور جب ان فکرون اور حسن اتفاقون کی
برکت سے کہ وہ بھی حضرت سلیمان مکان کی تاثیر دولت کے سبب ہین اس فرصت مین نسخہ

سرالاسرار جسے ارسطاطالیس نے سکندر ذوالقرنین کے لیے جو شاگرد اُسکا تھا تصنیف کیا ہی اُس عاجز کے مطالعہ مین آیا اور وہ تیس نصیحتون پر مشتمل ہی تو ایسا اچھا نظر آیا کہ ان نصیحتون کا خلاصہ جو تدبیر ملکی کے لیے نہایت خصوصیت رکھتی ہین اس رسالے کے آخر الحاق کیا جاے لاجرم مضمون اُس خاتمے کا دو سمت مین دونون کے ثابت کرنے کے لیے درج کیا پہلی سمت افلاطون کی وصیتون کے بیان مین افلاطون کہتا ہی کہ خدا کو پہچان اور اُسکے حق کو نگاہ رکھ اور ہمیشہ اپنی ہمت تعلیم و تعلم مین مصروف کر اور اہل علم کے علم کی زیادتی کا امتحان نہ کر بلکہ شر و فساد سے باز رہنا اختیار کر اور حق تعالی سے ایسی چیز مت مانگ کہ اُسکی منفعت کی طرف زوال کو راہ ہو بلکہ جو نیکیان کہ باقی رہی ہین انکی طلب کر ہمیشہ بیدار رہ کہ بدیون کے بہت سبب ہین اور جو نہ کیا چاہیے اُسے آرزو کے ساتھ مت مانگ اور جان کہ بندے سے خدا کا انتقام لینا غضب کے طریق پر نہین بلکہ بطریق تادیب و تہذیب کے ہی اور زندگی پر قانع مت رہ جبتک موت نہ آوے اور زندگانی کو بہتر مت جان مگر جب کسی چیز کے حاصل کرنے کا وسیلہ ہو خواب و آسائش کی رغبت نہ کر مگر بعد اسکے جب تین چیزون کا محاسبہ آپ سے تو لے ایک یہ کہ تو تامل کرے کہ جسدن جو تو نے کیا ہی مجھسے خطا سرزد ہوئی یا نہین دوسری یہ کہ سوچ کہ آج کچھ کام کیا ہی یا نہین تیسری یہ کہ کوئی کام تجھسے بسبب قصور کے رہگیا یا نہین یاد کر کہ اس زندگی کے آگے تو کیا تھا اور بعد اسکے تو کیا ہوگا اور کسی کو ایذا نہ دے کہ عالم کے سب کام زوال و تغیر کے مقام مین ہین بدبخت وہ شخص ہی جو عاقبت کی یاد سے غافل رہے اور گناہ سے نہ چھوٹے اور اپنی پونجی اُس چیز سے جو تیرے پاس نہو مت کر اور مستحقون کو نیکی پہونچانے مین انکے سوال پر موقوف نہ رکھ اور اُسے حکیم مت جان جو لذت دُنیاوی سے خوش ہو یا کسی مصیبت سے جزع و فزع کرے اور ہمیشہ موت کو یاد رکھ اور مردون سے عبرت پکڑ اور خسیس آدمیون کو انکے بہت بیفایدہ بات کرنے اور بغیر پوچھے جواب دینے سے پہچان اور جان کہ شریر وہی شخص ہی جسنے شرارت اختیار کی ہو خوب سوچ کر بول اور کام کر اور سب کا دوست رہ جلد غصے مت ہو تا خفگی تیری خو نہو جائے اور محتاج کی حاجت کل پر مت چھوڑ تو کیا جانے کل کیا ہوگا قیدیون کی اعانت کر گو خود بدین گرفتار رہے جبتک دونون کی بات نہ سمجھے انکے

درمیان حکم نہ کر فقط قولی ہی مین حلیم نہ رہ بلکہ قول و عمل دونون مین اسلیے کہ حکمت قولی اسی
جہان مین رہے اور حکمت عملی اُس جہان تک پہونچے اور وہان باقی رہے اور اگر نیکی کے لیے تو رنج
کھینچے تو رنج نہ رہے پر نیکی رہے اور جو کسی بدی کے سبب تو لذت پائے تو لذت نہ رہے اور بدی
رہ جائے اور اُس دن کو یاد کر کہ تجھے پکارین اور تو بولنے سے عاجز رہے کچھ نہ سنے اور کچھ نہ کہے اور
یاد بھی نہ کر سکے یقین جان کہ تو اُس مقام کا عازم ہو جہان نہ تیرے دوست ہین اور نہ دشمن پس وہان
کے کسی کو نقصان کی طرف منسوب مت کر وہ ایسی جگہ ہو جہان خاوند اور غلام برابر ہین پس
تکبر مت کر زاد راہ موجود کر تو کیا جانے کب کوچ ہوگا جان کہ حق تعالی کی بخششون سے کوئی
چیز حکمت سے بہتر نہین اور حکیم وہ کوئی ہو جسکے قول اور فعل اور فکر موافق ہون نیکی کا بدلا کر
اور بدی سے درگذر اور اس عالم کے کامون مین سے کسی کام مین ملول مت ہو اور کسی وقت
سستی مت کر اور نیکیون سے تجاوز کرنا جائز نہ رکھ اور کسی بدی کو نیکی کرنے حاصل کرنے کا
وسیلہ مت کر اور سرور زائل کے لیے ترک اولی نہ کر تا سرور دائم سے محروم نہ رہے حکمت کو دوست
رکھ اور حکیمون کی بات مان دنیا کی خواہش دل سے دور کر اور اچھے ادبون سے باز نہ رہ کسی کام
کو وقت سے آگے شروع نہ کر اور جب تو کسی کام مین مشغول ہو فہم و دانائی سے اشتغال کر تو انگری
کے سبب عجب نہ کیا کر اور مصیبتون سے شکستہ خاطر مت ہو دوست سے ایسا معاملہ کر اگر حاکم
تک جائے تیری ہی فتح ہو کسی سے نادانی نہ کر اور سب کے ساتھ تواضع کر اور کسی متواضع کو حقیر
مت گن جسمین تو معذور ہو اپنے بھائی کو ملامت نہ کر بیکاری سے خوشوقت مت رہ اور بخت پر
اعتماد نہ کر نیک کام سے پشیمان مت ہو کسی سے لڑائی مت کر ہمیشہ عدالت کی سیرت اختیار
کر اور نیکیون کو اپنا شعار کر دوسری سمت ارسطاطالیس کی وصایا مین کتاب سر الاسرار
کا مترجم کہ اُسنے مامون بادشاہ کے حکم سے کتاب مذکور کو لغت یونانی سے عربی زبان مین نقل
کیا تھا بیچ صدر ترجمے کے کہتا ہو کہ جب ارسطاطالیس جو وزیر سکندر کا اور اُسکا اُستاد تھا
بسبب ضعف و پیری کے اُسکی ملازمت سے معذور رہا اور سکندر عجم کے شہرون پر غالب
رہا اور اُنکے درمیان عاقل و دانا اور دلیر و شجاع بہت تھے اور اُنکے رہنے مین خوف و خلل

ملک کا تھا اور یہ کہ انکی قاعدۂ عدالت سے دور دکھائی دیتی تھی اُنکے امر مین متحیر ہوا اور ایک
خط ارسطاطالیس کو شوق و مہربانی کے اظہار پر مشتمل لکھا اُسکے درمیان عرض کی کہ دولت
ہمسائگی کی دوری کے سبب کامون کے درمیان سبھی حیرتین خاطر مین راہ پاتی ہین انہین
سے اس صورت مین حکیم روشن دل کے نور تدبیر کے بغیر ظلمات حیرت سے نکلنا مشکل ہے
جس طرح سے ہوسکے اسباب ملاقات کے انتظام کی سعی کرین ارسطاطالیس نے جواب مین
لکھا کہ یقیناً فرزند جلیل اور سلطان نبیل کی راے معلوم ہوئی پر خدمت مین حاضر نہ ہونا بسبب
عدم رغبت کے نہین بلکہ بہ سبب ضعف و پیری و سستی و ناتوانی کے ہی جب مصاحبت میسر
نہین ہی اس رسالہ مین ایک دستور بیان کرون کہ جزوی کامون مین اُسکی طرف تو رجوع
کرے اور اُسکے ساتھ میری صحبت سے تو مستغنی ہوجاوے تو عجم کے امرا اُنکے فضلا کو ہلاک کرسکتا
ہی ولیکن انکی آب وہوا کی تبدیل پر تو قادر نہین پھر بے شبہہ اُنکی شبیہ پیدا ہون پس
کوشش کر جو اُنھین احسان سے تو اپنا بندہ کرے تا سب تیرے دوست ہون اور تیرے
بندون کے فرمانبردار رہین اسکے بعد کہتا ہی بادشاہون کی چار صفت ہین ایک وہ ہے جو
اپنے اور رعیت کے ساتھ سخی ہو دوسرے وہ جو اپنے ساتھ سخی ہو اور رعیت کے ساتھ بخیل تیسرے
وہ جو رعیت کے ساتھ سخی ہو اور اپنے ساتھ بخیل چوتھے وہ جو اپنے اور رعیت دونون کے ساتھ
بخیل ہو پر قسم اول باتفاق محمود ہی اور دوسری اور چوتھی باتفاق مذموم اور تیسری قسم مین
اختلاف ہی ہند کے حکیم اس پر ہین کہ محمود ہی اور پارس کے حکیم اس پر ہین کہ محمود نہین بلکہ مذموم
ہی اور سخاوت وہ ہی کہ مستحقون کو بقدر حاجت کے تو پہونچائے اور جو کوئی اس مرتبے
سے تجاوز کرے اور حد افراط کی طرف مائل ہو سخاوت سے اسراف کی طرف منحرف ہوجاے
اور جو بادشاہ زیادہ اس سے جو اسکو مقدور ہو بخشش اختیار کرے بے شبہہ اُسکے فساد
ملک کا سبب ہوا ے سکندر مین نے تجھے بارہا کہا ہی کہ سخاوکرم اور بقاے ملک کی اصل وہ
ہے کہ تو آدمی کے مال مین طمع نہ کرے اور سخاوت و کرم کی نوعون مین سے یہ ہی کہ تو
ستم جائز نہ رکھے اور آدمی کے پوشیدہ عیب کی تفتیش نہ کرے اور جس کسی پر جو انعام تو

کرے کبھی اُسکا تو ذکر نہ کرے اور تمام فضل و کرم اسمین ہو کہ نیکیون کی حرمت کرے اور آدمیون
کے ساتھ کشادہ رو رہے اور لوگون کے شان کے موافق جواب دے اور نادانون کی خطا
سے درگذرے اے سکندر عقل مدار ہے تمام تدبیرون کی اور نقص و کمالون کا آئینہ اور تمام
فضیلتون کی جڑ ہے اور مقصود اہم عقل سے طلب نیکنامی ہی کیونکہ فقط سلطنت مقصود نہین ہی
بلکہ مقصود اس سے نیکنامی ہی اسلیے کہ جو بادشاہ تابع دین نہو اور شریعت الٰہی کا استخفاف کرے
شرع الٰہی اُسکو خوار اور ذلیل کر دے اے سکندر چاہیے کہ بادشاہ عالی ہمت اور صاحب رائے
و شیرین زبان اور بلند آواز ہو اور بات کم کہے اور رذالون کے ساتھ نہ بیٹھے اور جب باہر آوے تو
آرائش ایسی جو لائق بادشاہی کے ہی اختیار کرے کہ اورون سے ممتاز معلوم ہو اور اُن سوداگرون کی
رعایت کرنی جو دور و دراز ملکون سے اسکی بادشاہت مین آوین واجب جانے تا اُسکی نیکنامی
کے پھیلنے اور دلون کے مائل ہونے اور تاجرون کے بہت آنے کا موجب ہو اور اسی سبب سے
بادشاہت اُسکی آباد ہووے اور تھوڑی سی فروگذاشت سے جو اُنکے ساتھ کرے بہت نفع پاوے
اور بہت نہ ہنسے کیونکہ بہت ہنسنا دلون سے ہیبت و وقار کو اُٹھا دے اور باعث نقصان عمر
و ضعف حرارت عزیزی کا ہووے اے سکندر حریص شہوت کا نہ رہ کہ وہ خنزیرون کے خواص
مین سے ہی اور کیا فخر اس چیز مین ہی جسمین ادنیٰ حیوان تجھپر غالب رہین اور اُسمین زیادتی
کرنی ضعف بدن اور نقصان عمر کو پہونچاتی اور عورتون کی سیرتون کے حاصل کرنے کا سبب
ہوتی ہی مسکینون اور ضعیفون کے احوال سے غافل نہ رہ اور احوال پرسی اُنکی واجب جان
کہ خالق کی رضامندی اور دلون کے ہاتھ آنے کا سبب ہی اور غلہ جمع کرنا خشکسالی کے دن آرام
سے بیٹھے ویسا کر کہ اہل صلاح تجھسے امن مین رہین اور اہل فساد تجھسے ڈرین اے سکندر
مین نے تجھے بارہا وصیت کی ہی پھر تاکید کرتا ہون کہ خونریزی مین دلیر مت رہ اور حقیقت حال
سوائے علام الغیوب کے کسی کو معلوم نہین شاید بسبب کسی تہمت کے جس سے شخص
بری رہے یا اُس گناہ پر اقدام کرنے کے لیے کچھ عذر اُسکا ہو تو اُسکے قتل کو روا رکھے اور اس سے
کون گناہ سخت تر ہی ہرمس اکبر یعنی ادریس علیہ السلام سے مجھکو یہ خبر پہونچی ہی کہ جب ایک

مخلوق دوسرے مخلوق کو قتل کرے آسمان کے فرشتے باری تعالی کی درگاہ مین رووین کہ تیرے
فلان بندے نے ایک اور بندے کو قتل کرنے مین تجھسے برابری کی اگر وہ قتل بہ سبب قصاص کے ہو حضرت
حق تعالی فرماوے کہ اسکو میرے حکم سے بسبب گناہ کے مارا ہی اور جو بسبب ظلم کے ہو فرماوے قسم ہی
اپنے عزت وجلال کی کہ مین نے خون قاتل کو مباح کیا پس فرشتے ہر ایک تسبیح و استغفار مین اُسکے
اوپر دعاے بد کرین یہان تک کہ وہ بدلے کو پہونچے اور یہ حال اسکے لیے بہتر ہی اور جو دوسرے
خدا یتعالی کا نشان غضب ہو کیونکہ پڑے عذاب اور سخت عقاب مین گرفتار ہووے اور عہد شکنی نہ کر
اور کبھی قسم مت کھا اور جب تو نے کھائی تو کسی وجہ سے اسکو مت توڑ اسلیے کہ یونان کے بہت
سے بادشاہون کی بادشاہت سوگند دروغ کی شامت اور عہد شکنی سے تباہ ہو گئی اور اُس
چیز پر جو تجھسے جاتی رہی تاسف مت کر کہ خاصیت لڑکون اور ناقصون کی ہی اور اپنی بادشاہت
کے لوگون کو علم و ہنر کے حاصل کرنے کے لیے حکم کر اور جو کوئی علم مین فائق ہو اسکو بہت مہربانی
اور تربیت سے مخصوص رکھ یہ خصلت دلون مین تیری بہت محبت کا سبب اور ملک کی رونق اور
یادگار نیک کا موجب ہو اور یونان کے لوگ اُن دونون خصلت کی برکت سے ہمیشگی کی بادشاہی
رکھتے تھے اسلیے کہ وہ لوگ رعیتون کو تحصیل علوم کے واسطے حکم کرتے یہان تک کہ لڑکیان باپ کے
گھر فرائض اور ادب شرعی اور علم طب اور نجوم کے تمام قاعدے جانتین اور جسپر تمہارا اعتماد نہ ہو
اُسکے ہاتھ سے کچھ نہ کھا اور اپنی حفاظت سے غافل نہ رہ اُس قصہ کو فراموش نہ کر کہ ہند کے بادشاہ
نے تیرے لیے تحفے بھیجے انمین سے ایک لونڈی تھی جسکو لڑکائی سے زہر مین پرورش کیا تھا اُسکی
طبیعت سانپ کی طبیعت کے قریب ہو اور غرض اُنکی اس سے قتل تیرا تھا اور مین نے اس حال
کو دانائی سے معلوم کیا تھا اے سکندر ایک ہی دلیل سے حکم مت کر اور جب دلیلین متعارض ہون
اقوی کی طرف مائل ہو اے سکندر عدالت ایک صفت ہی اللہ تعالی کی صفتون سے آسمان و
زمین عدالت کے سبب قائم ہین اور عدالت کے ساتھ پیغمبر مبعوث ہوے ہین اور عقل کی صورت
عدالت ہی اور عدالت کی برکت سے دنون اور رگ دنون کے مالک ہو سکے اہل ہند نے کہا
ہو کہ سلطان کا عدل زمانے کی سرسبزی سے بہتر ہی اور بادشاہ دادگر نافع تر ہی باران تند

سے اور بعضے شہرون مین زبان سریانی سے لکھا تھا کہ ملک اور عدالت
دو بھائی ہین کہ کوئی آنمین کا دوسرے سے مستغنی نہین ہے بعد اسکے کہتا ہے
کہ اسباب نظام عالم کے باہم ربط پانے کی کیفیت اس دائرہ شریف مین درج
کرتا ہون تا آنکی توالی و تشابک کی صورت محسوس و مشاہدہ ہو اور اس کتاب کا لب لباب
اور اُسکے مطالب کا خلاصہ یہ دائرہ ہو اگر بدون اسکے بھی تجھے بھیجنا کفایت کرتا صورت دائرہ کی

جولائی کی بیسوین دوشنبہ کے دن ۱۸۰۵ اٹھارہ سو پانچ عیسوی مطابق ۱۲۲۰ بارہ سو بیس ہجری
کے بہت محنت و جانفشانی اور فضل یزدانی کی مدد اور صاحبان عالیشان کے اقبال کی برکت سے
اس ہیچمدان نے کتاب لوامع الاشراق فی مکارم الاخلاق عرف اخلاق جلالی کے ترجمے سے
فراغت کی ولیکن داناؤن کے نزدیک پوشیدہ نہ ہے کہ اسکے لآلی مطلب کو جو عبارت فارسی
کے صدف مین پنہان تھے غواص طبیعت نے دریائے فکر مین کس کس طرح سے غوطہ مار کر نکالا

اور اُن آبدار موتیون کو رشتۂ تحریر مین پروکر ریختہ زبان کے اُردو بازار مین لا حاضر کیا اسلیے کہ اب صاحبان والاشان کے دور مین گوہر سخن کا اعتبار اور دُرِ کلام کا اقتدار ہی کون جوہری اس بازار کا ہی جسکی دوکان سخن گرم خریدار سے نہین اور انکے عصر مین وہ ہر گوہر فروش کلام کہان جس کا دامنِ آرزو صلہ و بخشش کے زر و سیم سے خالی ہی ابیات

ہوا ہی دور مین اب اُنکے اعتبارِ سخن — اور اُنکے عصر مین ہی رشد و اقتدارِ سخن
نہ ہووین کیون نہ وہ اہل سخن کے قدرشناس — ہی جن کا باب کرم دہر مین مدارِ سخن
دُرِ کلام نہ لے جاوُن کیون نہ اُنکے در — کہ جنسے پاوے جِلا دُرِّ آبدارِ سخن
ہمیشہ اہل سخن کیونکہ وان نہ ہوون سر سبز — ہو جس مکان مین زر و سیم سے وقارِ سخن
جو مست بادۂ شیرین کلام سے لیوے — ہے میرے ہاتھ مین یہ جامِ خوشگوارِ سخن
زبان طعن نکالے جو مدعی اُس پر — ہے اُسکے واسطے کافی یہ ذوالفقارِ سخن

اگرچہ کلام اس قلیل البضاعت کا جو خوشہ چین ارباب کلام کا ہی اس درجہ مین نہین کہ سخنور کامل کا محل تعریف ہو لیکن بمقتضاے اسکے کہ معانی اسکے اسرار حکمت پر مشتمل اور احکام مصلحت کو شامل تھے تشبیہ اس خیال کے کہ شاید متناسب الاعضا اور عروس خوش قد و زیبا کو کیا پرنیانی اور کیا دیبا ہر لباس مین ہی وہ خوشنما اُسکی زلف مطالب کی عقیدہ کشائی مین ناخن فکر کو تیز کرکے عقل حکمت شناس کی مشاطگی سے آراستہ کیا اور اُسکے چہرۂ مقاصد کے تئین براے صحت قیاس کے گلگونۂ خیال سے آرایش دیکر اس لباس مین جلوہ گر کیا چشم ہی کہ حسن بازان جمال کمال کی چشم مین منظور ہووے اور بد نظران پایۂ نقص زوال کی آنکھون سے مستور رہے الغرض وہ کتاب سخت مشکل تھی بلکہ بتہمرت جسے جودت طبیعی زور بازو سے حل کرکے کحل بصیرت بنایا اور عجب عقدۂ لاینحل کہ حدت ذہنی کی انگشت تدبر سے اُسکی گرہ کشائی کرکے طالبان کمال کو دکھایا یقین ہی کہ جو شخص اُسکی حکمت آمیز باتون اور مصلحت انگیز کلامون پر واقف ہووے اور اُنکے فوائد کی لڑکیون کو گوش ہوش کا آویزہ کرے اور گردن عقل کو اُسکے زیور عمل سے آرایش دیوے اور دامن آرزو کے تئین دونون جہان کے جواہر آسایش سے مالامال کرے مثنوی

علم حکمت سے جو کہ ہو آگاہ — اور عاقل ہو اُسکا خاطر خواہ
ہووے تدبیر اُسکی محکم تر

ہے آرام سے وہ شام وسحر
زندگانی کے حظ سے عاظل ہو
دوست رکھ جان سے حکمت عملی
یہ سخن ہی پسند ہر دل کو
روز وشب رہ بکسب علم وہنر
جز ہنر کوئی تیرا یار نہین

ہر دو عالم مین بہرہ ور ہوشے
علم حکمت سے جو کہ جاہل ہو
ہی وہ بنیاد بادشاہت کی
کب ہی شاہی درست جاہل کو
عمل وعلم اور درستی رلے
بے ہنر کا کہین وقار نہین
صلح کل پر ہے راحت دنیا

مالک ملک وسیم وزر ہووے
یہ نصیحت تو یاد رکھ میری
اصل مضبوط ہی سیاست کی
اپنی اوقات کو تو ضائع نکر
ہین معاون ترے بفضل خدا
خاتمہ اس سخن پہ کر شیدا

جاننا چاہیے کہ ترجمے سے فراغت کرنیکے بعد بعضے دوستون نے تکلیف دی کہ تاریخ اتمام کی اگر اسمین منظم ہو تو بطور یادگار کے یاد رہے مین نے بھی اسکو مناسب جانکر تاریخ ہجریہ مین یہ قطعہ کہکر بیان لکھدیا نظم

ترجمہ سے مین جب ہوا فارغ
دورکر تیغ علم سے سر جہل

فکر تاریخ طبع پر تھی شاق
بولا ہاتف تمامی اخلاق

خاتمة الطبع

لوامع الاشراق محامد الٰہی سے صفحہ سادہ صحیفہ مشرق خورشید معانی ہی اور مکارم الاخلاق نعت رسالت پناہی سے ورق بیسواد او فتادہ بیاض لطیفہ اخلاق جلالی کا ترجمہ جامع الاخلاق کامیاب ہی صلی اللہ علی خیر خلقہ محمد وآلہ وصحبہ اجمعین الی یوم الدین اما بعد راجی رحمت ہادی محمد ناظم حسین عفی عنہ شاہ آبادی عرض رسا ہی کہ ان ایام فرخندہ فرجام مین کارنامہ ہمیشائی ترجمۂ اخلاق جلالی مقبول آفاق مسمی بہ جامع الاخلاق مولفہ ادیب عالی پائگاہ مولانا امانت اللہ رحمہ اللہ مطبع منشی نولکشور واقع شہر کانپور مین حسب ایماے معلی القاب عالیجناب ذی المجد والمحاسن رائے بہادر منشی پراگ نرائن صاحب بھارگو مالک مطبع دام اقبالہ بماہ مارچ سنہ ١٩١٦ء بار ششم چھپکر تیار ہوا تحفۂ ناظرین وکحل الابصار ہوا

اخلاق سروری - از مفتی غلام سرور لاہوری۔
گلشن سروری منظوم - از مفتی غلام سرور لاہوری۔
تہذیب احسانی - ترتیب اخلاق از حکیم احسان علی۔
گلدستۂ ادب - اخلاق اور تدبیر معاش کا ذکر از منشی دیوی پرشاد۔
مجموعہ توحید - از شاہ عبدالصمد عرف بن مست خان شامل چار رسالہ (۱) الف بے وجھن (۲) بھجن از مصنف (۳) مثنوی اللہ نام جیوری (۴) پریم نامۂ شاہ ولی۔
تحفۃ العاشقین - رموز تصوف از شاہ عبدالصمد معروف بہ رن مست خان۔
رہبر راہ حق - مؤلفہ حاجی زردار خان جاگیردار راج کر دلی شامل سیزدہ رسالہ (۱) رہبر راہ حق (۲) رسالہ مرغوب القلوب از حضرت شمس تبریز (۳) مثنوی شاہ بو علی قلندر (۴) مثنوی بسیر نامہ شیخ فرید الدین عطار (۵) مثنوی چشم بکث۔ (۶) پریم نامۂ شاہ ولی (۷) اللہ نام جیوری (۸) بھجن شاہ عبدالصمد (۹) الف بے وجھن (۱۰) تحفۃ العاشقین شاہ عبدالصمد (۱۱) مثنوی شیخ بہلول (۱۲) رسالہ رموز الحقیق (۱۳) ترجیع بند عارف۔
[illegible]اب ہدایت - اخلاق آموزی کا طریقہ نہایت مرغوب [illegible]ے از علامۂ جناب مولوی عبدالواحد صاحب

تخلص فاروقی۔
گلدستۂ جنان - اردو شرح بسیط گلستان سعدی از سید رزاق بخش۔
شجرۂ معرفت - اردو لب لباب ہر ہفت دفتر مثنوی مولانا روم از مولوی غلام حیدر گویاموی۔
مخزن الانوار - اردو ترجمۂ گنج اسرار از مولوی محمد یوسف صاحب۔
مثنوی سر حق - رموز تصنیف از سید شاہ عطا حسین۔
پندنامہ جیلبی - نصائح واندرز از محمد حب علیخان۔

کتب اخلاق و تصوف فارسی

گلستان محشی کلان جلی قلم از مصلح الدین سعدی شیرازی کاغذ سفید گندہ۔
ایضاً - حسب مراتب بالا کاغذ خاکی رسمی۔
ایضاً - محشی قلم متوسط با فرہنگ و ٹیٹل رنگین۔
ایضاً - کاغذ فاختائی۔
گلستان محشی خرد۔
حدیقہ حکیم سنائی۔
گلستان مترجم - با ترجمہ اردو لفظ بلفظ۔
شرح گلستان از ملا محمد اکرم ملتانی۔
شرح گلستان مسمی بہ ریاض رضوان - از مولوی ریاض علی۔
شرح گلستان مسمی بہ خیابان - از سراج الدین علیخان آرزو۔

تضمین گلستان سعدی - از ہر گوپال تفتہ -

گلستان حکیم قاآنی بجواب گلستان سعدی -

بہارستان جامی - ہم بہار گلستان سعدی - از ملا عبد الرحمن جامی -

خارستان ہم پہلوی گلستان از ملا مجد الدین خوانی -

بوستان محشی جلی قلم خوشخط از حضرت شیخ مصلح الدین سعدی شیرازی -

ایضاً - جلی قلم کاغذ گلابی ولایتی -

ایضاً - جلی قلم حسب مراتب بالا کاغذ حنائی -

ایضاً - متوسط قلم کاغذ سفید -

ایضاً - قلم بدرجۂ توسط -

ایضاً - متوسط دو مصرعہ -

ایضاً - دو مصرعہ -

ایضاً - سہ مصرعہ -

بوستان مترجم اردو نظم ہم وزن شعر بشعر از گوبند پرشاد فضا -

بوستان - خرد سہ مصرعہ مطبوعہ مطبع نظامی کانپور -

مصباح التہذیب - نصائح عارفانہ از شیخ کمال الدین -

مصباح الہدایت - ترجمہ عوارف اصول و مبانی اہل تصوف از شاہ محمود الکاشانی -

صد پند سو و پند لقمان حکیم - شامل چہار رسالہ (۱) سعادت نامہ (۲) رسالہ خواجہ عبید اللہ احراری (۳) تحفۃ الملوک (۴) منہاج العارفین -

نفحات الانس مع سلسلۃ الذہب - از مولانا عبد الرحمن جامی -

فوائد الفوائد - از حضرت اولیا محمد نظام الدین صاحب دہلوی در تصوف -

شرح بوستان - از ٹیک چند بہار -

رسالۂ انفاس نفیسہ - تصنیف حضرت خواجہ عبید اللہ احرار -

فوائد سعدیہ - از محمد ارتضیٰ علی خان -

لوائح جامی - رموز تصوف از ملا عبد الرحمن جامی -

رسالۂ ستۂ ضروریہ -

سرور العباد شرح قصیدۂ بانت سعاد از مولوی عبد الحافظ -

پندنامہ عطار - از شیخ فرید الدین عطار -

کیمیائے سعادت - محاسن آداب و اخلاق تہذیب از امام محمد غزالی -

رسالۂ تحفۃ المومنین الی سلسلۃ الصالحین از مولوی محمد معین الدین -

اخلاق جلالی محشی از ملا جلال الدین دوانی -

اخلاق ناصری - از نصیر الدین کاغذ چکنا -

معدن الجواہر - مکارم اخلاق از ملا طرزی -

مثنوی سلسبیل - بروش موعظت حکیمانہ از حکیم منور حسین امروہوی -